511

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔جون 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث"

513

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اڑتیسواں اجلاس

بدھ، 13۔ جون 2012

(یوم الاربعاء، 22۔ رجب المرجب 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَالضُّحٰیۙ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰیۙ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰیؕ
وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰیؕ وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰیؕ
اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۪ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۪
وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰیؕ فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡؕ وَاَمَّا
السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡؕ وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ

سورۃ الضُّحیٰ آیات 1 تا 11

آفتاب کی روشنی کی قسم (1) اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے (2) کہ (اے محمد ﷺ) تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ (تم سے) ناراض ہوا (3) اور آخرت تمہارے لئے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے (4) اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے (5) بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی (بے شک دی) (6) اور رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا رستہ دکھایا (7) اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا (8) تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا (9) اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا (10) اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا (11)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ہم سوئے حشر چلیں گے شہ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہوگا رواں قافلہ سالار کے ساتھ
یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ
رہ گئے منزل سدرہ پر پہنچ کر جبریلؑ
چل نہیں سکتا فرشتہ تیری رفتار کے ساتھ
پل سے مجھ سا بھی گنہگار گزر جائے گا
ہوگی سرکار کی رحمت جو گنہگار کے ساتھ
ہم بھی مظہر سے سنیں گے کوئی نعت رنگین
گر ملاقات ہو گئی شاعر دربار کے ساتھ

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔سب سے پہلی تحریک استحقاق نمبر16/2012 لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان صاحب کی طرف سے ہے۔کرنل صاحب!آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

سوزوکی کارپوریشن کے اہلکاروں کی معزز ممبر اسمبلی سے غلط بیانی اور گمراہ کن اطلاعات

LT.COL.(RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Mr. Speaker! I hereby give notice of a Privilege Motion which requires immediate intervention of the Assembly. The matter is that it is a well known fact that there is rampant unemployment. Ten educated persons of my constituency requested me to get Suzuki cars on priority basis so that they can earn some livelihood. They further added that they have arranged money and could not block their money as; if normal procedure is followed, it takes 3 to 4 months when vehicle is delivered.

I met Ch. Pervez Elahi, Senior Minister of Industries on 2nd February 2012 who had kindly directed Mr. G M Sikander for the needful. Who did his duty?

My son on my instructions visited Ministry of Industries several times but in vain. On 16th April, 2012, I personally visited the Ministry, met with Agha Nadeem Additional Secretary who instructed Ismail Iqbal (Deputy Chief Technical) to do the Job. Agha Nadeem told me that he will talk to Mr. Shafiq of Suzuki Corporation and later confirmed that he had spoken to Mr Shafiq and told me to contact him. After a lapse of 2 days I contacted Mr Shafiq who flatly denied that Agha Nadeem had ever spoken to him. This sort of behavior/attitude is completely uncalled for and humiliating for an elected member. I called Mr Ismail Iqbal and asked him if you people don’t want to do some job you should flatly

refuse and why are you making fool of people. He very rudely replied that you go and tell everybody that we are making fool of everybody. Later, I called Agha Nadeem and reported the behavior of his subordinate and also told him that Mr. Shafiq had denied that you had spoken to him whereas you had confirmed to me that you had talk to him. His misleading information and a wrong statement has caused a lot of embarrassment and breach of Privilege of an elected member. I would therefore request you to rule this Privilege Motion in order, and refer it to the Privileges Committee to take appropriate action against both the officials as deemed fit.

Therefore, it is requested that notice of Privilege Motion may be held in order and be referred to the Committee on Privileges for consideration and report

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق محکمہ انڈسٹریز سے متعلق ہے۔ یہ آج ہی پیش ہوئی ہے تو میری humble submission ہے کہ اس کو next week تک کے لئے pending کر لیا جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کرنل صاحب کی تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جب تک محکمہ کی طرف سے جواب نہیں آتا اس وقت تک ہم اس کو کمیٹی میں نہیں بھیج سکتے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز ممبر نے جو تحریک استحقاق دی ہے میں اس معاملے میں بڑا concerned feel کرتا ہوں۔ اگر معزز ممبر کی مرضی ہو تو میں ان آفیسرز سے contact کرتا ہوں اور اس معاملے کو resolve کرانے کی کوشش کروں گا۔ میں چاہوں گا کہ وہ آفیسرز ان سے apology کریں۔ اگر معزز ممبر میری درخواست کو مانیں تو میں اس میں intervene کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین صاحب میرے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔ میں تھوڑی سی مزید بات کرنا چاہتا ہوں باقی جیسے یہ فرمائیں گے میں ویسے ہی کر لوں گا۔

> I spoke to Mr. G.M Sikander many times. He is a very good officer and responds very promptly and accurately. Then I spoke to Raja Basharat who is Advisor on the Ministry of Industries and showed his inability to take any action against these officials.

باقی چودھری ظہیر الدین خان صاحب جیسے فرماتے ہیں میں انہیں refuse نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! اس میں اس طرح کرتے ہیں کہ reply منگوا لیتے ہیں۔ جتنی دیر میں جواب آتا ہے in the meanwhile چودھری صاحب اپنی effort کر لیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: میں چودھری ظہیر الدین صاحب کے احکامات کو deny نہیں کر سکتا جس طرح یہ فرماتے ہیں ویسے ہی کر لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: تو یہ تحریک next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ جناب شاہجہان بھٹی کی تحریک استحقاق نمبر 17 کل پیش ہوئی تھی اور آج اس کا جواب آنا تھا۔

اے ایس پی ننکانہ صاحب کا معزز ممبر اسمبلی سے تضحیک آمیز روّیہ
(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 17 کے حوالے سے تمام معزز ممبران نے بڑا serious and grave concern show کیا ہے۔ میری humble submission ہو گی کہ اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔ امید ہے کہ آج ہی اس کا جواب آ جائے گا کیونکہ کل ہم نے اس کو fax بھی کیا ہے اور ہم نے اس کا مکمل ریکارڈ منگوایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھٹی صاحب! میں آپ کو یہ بتادوں کہ میں نے کل خود بھی اس کا نوٹس لیا اور میں نے اس پر خود بھی بات کی ہے۔ اس پر ایوان کی جو reservations rather observations تھیں وہ بھی میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو خود پہنچائی ہیں کیونکہ جب ہم sanctity of the House کی بات کرتے ہیں اور جب ہم ممبران کے privileges کی بات کرتے ہیں تو یہ کسی کو بھی حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے ممبران کا جو اختیار بنتا ہے اس کے خلاف جائے۔ میڈیا کے اندر ہمارے خلاف ایک campaign تو چل ہی رہی ہے لیکن ہمارا جو right, honour and reputation ہے اس کو stake پر لگانے کا کسی کو اختیار نہیں۔ آپ کل تک انتظار کر لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر ہم پورا action لیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ an honourable member اور honourable members کا جو verdict ہوتا ہے اس کو honor کیا جانا چاہئے۔ یہاں پر روزانہ کوئی پانچ دس کے قریب معاملات پیش نہیں ہوتے اور person like Bhatti Sahib, Once in a blue moon پانچ سال میں پہلی دفعہ یہ بات کر رہے ہیں اور بالکل صحیح بات کر رہے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے words کو words of honour سمجھتے ہوئے اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ ذرا میری عرض سن لیں۔ گوندل صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ میں نے کل privileges کا متعلقہ Rule پڑھ کر سنایا تھا کہ Members to be considered as VIPs اب یہاں پر جو mind set ہے اور کل جو بات ہوئی وہ across the board ہوئی ہے۔ اس میں خالی حزب اختلاف کے ممبران نہیں بلکہ treasury کے ممبران کا ان سے زیادہ گلا سامنے آیا ہے۔ میں اس تحریک کو ابھی Privileges Committee کو بھیج دوں اور میں یہاں پر کسی کو defend نہیں کر رہا، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک کے اوپر پہلے محکمہ کا response آجائے تاکہ ہم دیکھیں کہ اُن کا mind set کیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں اس پر عرض کرتا ہوں کہ ہم نے اس پر اپنی opinion دی ہے آپ ہم سے نہ پوچھیں بلکہ You directly ask the honourable member, if he agrees. آپ اُن سے بات کر لیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! This matter is beyond, it is not just a matter of privilege. یقین کریں کہ وہاں پر میری کیفیت یہ تھی کہ میں نے کوئی law violate نہیں کیا اور میرے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو عام شہری کے ساتھ یہ لوگ کس طرح کا سلوک کرتے ہوں گے اور مجھے اُس چیز نے یہ تحریک لانے پر مجبور کیا ہے، this is otherwise not an isolated incident. ڈیپارٹمنٹ نے انہیں defend ہی کرنا ہے کیونکہ انہوں نے اس چیز کو accept نہیں کرنا اور میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی میں جا کر اس معاملہ پر کارروائی ہو جائے گی If the Committee feels کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، آپ کا honour، آپ کی dignity اور جس طرح آپ نے پچھلے ساڑھے چار سال اس اسمبلی کے اندر اپنے آپ کو carry کیا ہے یہ ساری چیزیں سامنے رکھ کر میں صرف اور صرف یہ چاہ رہا ہوں کہ محکمہ زیادہ سے زیادہ اس کو deny کرے گا۔ اب on the floor of the House جتنے محترم اور معزز ممبران نے اس معاملہ کے اوپر کھل کر بات کی ہے تو میں یہ معاملہ آج بھی کمیٹی کو بھیج دوں گا، کل بھی بھیج دیں گے لیکن میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اُن کا reply House میں آ جائے کہ اُن کا کیا mind set ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ ہم ایسے times میں رہ رہے ہیں کہ اس type کے incidents کو ریکارڈ کرنے کی ہمارے پاس technologies available ہیں اور اگر آپ Youtube پر چلے جائیں تو اُس پر اسی طرح کی اتنی زیادہ ویڈیوز آ جائیں گی جہاں پر وہ اُن سے direct رشوت پکڑ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں غالباً ایلیٹ فورس کے کچھ لوگ پکڑے بھی گئے تھے جن کے خلاف محکمے نے ایک اچھا ایکشن بھی لیا تو ایک شریف شہری اپنی فیملی کے ساتھ موٹر سائیکل پر جا رہا ہو اور اُس کو اس چیک پوائنٹ پر روکا جائے۔ اُس وقت اُس بے چارے کی پتا نہیں کیا کیفیت ہو گی۔ ہم لوگوں کی یقیناً یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے سے کوئی law violate نہ ہو کیونکہ ہم سب law کے bound ہیں لیکن It seriously does not mean that you are above the law. This is obviously an issue beyond, ہمارے یہاں کے sentiments اپنی جگہ پر ہیں لیکن

اس معاملہ کو address کرنا بہت ضروری ہے اور جیسے آپ کہہ رہے ہیں I trust you and I respect your seat. تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی انکوائری ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں بھٹی صاحب سے زیادہ میری anxiety ہے ہم یہاں پر بار بار sanctity کی بات کرتے ہیں تو میں صرف اُن کا mind set دیکھنا چاہتا ہوں کہ کل کیا جواب آتا ہے، otherwise ایک دن سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کل جواب آ جائے گا پھر ہم اس کے اوپر دیکھ لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب شاہجہان بھٹی is one of the most decent MPAs انہوں نے کبھی کسی issue کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا اور اسمبلی کے کسی بھی افسر کے ساتھ بلکہ عوام سے بھی He has always been very human and decent. تو انہوں نے reply تو دینا ہی دینا ہے لیکن اس طرح سے public میں یہ impression جاتا ہے اور اکثر کہا جاتا ہے کہ پہلے سپیکر آفس میں اُن کو بلایا جائے گا، آپ کے آمنے سامنے کیا جائے گا اُدھر ہی معافی تلافی ہو گئی تو ٹھیک ہے ورنہ پھر اس معاملہ کو کمیٹی میں بھیج دیا جائے گا۔ ویسے بھی جہاں تک پنجاب اسمبلی کی Privileges Committee کا تعلق ہے یہ معافی تلافی کمیٹی کے نام سے مشہور ہے تو آپ براہ مہربانی اس معاملہ کو to keep the honor and the respect of the members above every thing آج ہی اسے کمیٹی میں بھیجیں تاکہ ایک message جائے کہ آپ House کے Custodian ہیں اور آپ اس کا role effectively ادا کر رہے ہیں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ public servant آپ کی Chair اور آپ کے اس House کو answerable ہیں۔ ہمارے دوست ایم پی اے ہیں لیکن ان کے privilege کو چھوڑ کر اُن کے ساتھ یہ ہوا ہے لیکن میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی وقت ہے اپنے اندر unity پیدا کیجئے۔ آپ دیکھئے، یہ افسران exception کو چھوڑ کر لوٹ کر کھا رہے ہیں، اس وقت رشوت کا بازار گرم ہے اگر اُن لوگوں پر trust کر کے اُن کو defend کرنا ہے تو اُس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اپنے دوستوں اور اپنے ساتھیوں کو اب ایک ہو کر چلنا ہے۔ ان لوگوں نے اس ملک کو تماشا بنایا ہوا ہے۔ خدارا ہمیں اپنے ذاتی اختلافات اور اپنی پارٹیوں کو بھلا کر یہ message دینا ہو گا اور ہمیں بھی uniform policy بنانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بسراء صاحب! بہت شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔آپ مجھے چار سال سے جانتے ہیں میں نے ہمیشہ اس House کے honour کو سب سے زیادہ مقدم رکھا ہے اور irrespective of divide کہ چاہے وہ ٹریژری ہے، چاہے وہ اپوزیشن ہے کیونکہ جب ہم سب کی sanctity کی بات کرتے ہیں میں ابھی کہہ رہا ہوں کہ ہم اس کو Privileges Committee کے پاس بھیجیں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اُن کا جواب آئے تاکہ ہم اُن کا mind set دیکھیں کہ اس House کے اندر تمام ممبران جو بات کر رہے ہیں اور آگے سے وہ کیا کہتے ہیں.simple is that تو بھٹی صاحب! ہم اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کر رہے ہیں، کل تک اس کا جواب آ جائے پھر ہم اس پر فیصلہ کریں گے۔اس کے بعد اگلی تحریک استحقاق نمبر18 کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔یہ تحریک next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال13-2012 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس کے بعد سالانہ بجٹ بابت سال13-2012 پر بحث کا آغاز کل مورخہ 12۔جون2012 کو ہوا تھا آج بھی بحث جاری رہے گی جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بجھوا سکے وہ اپنے اپنے نام اپنے اپنے پارلیمانی لیڈران کے ذریعے مجھے بجھوادیں۔اب میں چودھری ظہیر الدین صاحب کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔اس حکومت نے اس ایوان کے اندر اپنا جو پانچواں بجٹ پیش کیا اُس پر ہمارے ساتھیوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور آج مجھے بھی یہ موقع مل رہا ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کیونکہ آپ ہمارے پرانے ساتھی ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ توفیق بخشی ہے کہ ہم عرصہ دراز سے اس House میں آتے ہیں۔These Houses are gold by traditions and precedents. تو آخری بجٹ دینے کی جو tradition رہی ہے وہ سعادت پچھلی حکومت کو ہوئی اُس سے پہلے تو کوئی حکومت اپنا آخری بجٹ پیش ہی نہیں کر سکی کیونکہ درمیان میں اسمبلی ٹوٹ جاتی رہی ہے۔حکومت نے جب یہ بجٹ پیش کیا تو ہم یہ توقع رکھ رہے تھے کہ انہوں نے اپنے وعدہ

کے مطابق اس Houseاور خصوصاً اپوزیشن سے کچھ تجاویز لیتے جن کی reflectionاس بجٹ کے مسودہ کے اندر نظر آتی لیکن افسوس اس دفعہ یہ نہ ہو سکا اور کسی نے اپنے طور پر کچھ تجاویز دی بھی ہیں جو تقاریر کے دوران ہوتی رہی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی تجویز یہاں پر incorporate ہوئی نظر نہیں آتی۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ جب وزیر خزانہ صاحب بجٹ تقریر پڑھنے لگے تو وہ یہ بھی پڑھتے کہ انہوں نے پچھلے چار سالوں میں چار بجٹ استعمال کرنے کے بعد کتنی بے روزگاری کم کی ہے؟ ہم چاہتے تھے کہ وہ بتاتے کہ کتنی شرح خواندگی میں اضافہ ہوا ہے، ہم یہ چاہتے تھے کہ وہ بتاتے کہ کتنی یونیورسٹیاں معرض وجود میں آئی ہیں؟ ہم یہ چاہتے تھے کہ وہ بتاتے کہ کتنے کالج اور سکول بنے ہیں؟ ہم یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ یہ بتاتے کہ 2008 میں جب انہوں نے چارج لیا تھا تو جو 42 کالجوں کی عمارتیں مکمل کھڑی تھیں جو اساتذہ اور عملے کی منتظر تھیں کیا ان میں سے کسی ایک یا دو کو تمام سہولیات دی گئیں؟ لیکن اس کے اندر کسی چیز کا ذکر نہیں ہے اور ایک عجیب سی haphazard تحریر نظر آتی ہے جسے لکھنے کے لئے کسی اور کو کہا گیا، چھاپنے کے لئے کسی اور کو کہا گیا، پڑھنے کے لئے کسی اور کو کہا گیا اور اس کو ہٹا کر پھر پڑھنے کے لئے کسی اور کی ڈیوٹی لگائی گئی اور اس پڑھنے والے کو اتنا سازگار ماحول جتنا اپوزیشن نے مہیا کیا میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس سازگار ماحول میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے بجٹ تقریر پڑھی۔ یہاں ایک توقع تھی اور ماحول دینے کی ایک توقع ہوتی ہے کہ آج پانچواں بجٹ پیش کیا جا رہا ہے۔ آج exposureکا دن ہے اور pride لینے کا دن بھی ہے۔ آج کوئی prideبھی لے سکتا ہے۔ اس دن یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرما تھے ان کی کابینہ کے ممبران بھی موجود تھے لیکن انہوں نے سارے کا سارا زور اپنے آپ کو expose ہونے سے بچانے پر لگایا اور اپنے pride کی کوئی بات نہیں کی کہ ہم نے چار سال کے اندر یہ کیا ہے جبکہ ایک روایت یہاں قائم ہو چکی تھی کہ پچھلی حکومت نے جب اپنا پانچواں بجٹ پیش کیا تو انہوں نے یہ ثابت کیا کہ ہماری allocationاور utilizationمیں ربط تھا لیکن آج میں اس ایوان میں کہنا چاہتا ہوں کہ خصوصاً پچھلا بجٹ جو گزرا ہے وہ ان کو یاد دلاؤں گا بلکہ اس کے علاوہ میں ان کو سارے کے سارے وعدے یاد دلاؤں گا۔ یہ ہمارا فرض ہے اور یہ Houseاس لئے بنا ہوا ہے کہ ہم ایک watchmanکے طور پر ان پر نظر رکھیں، ان کی سنیں اور اپنی آنکھوں کو کھلا رکھیں اور عوام تک پہنچائیں۔

جناب والا! پچھلے بجٹ کے اندر پنجاب کے عوام کو یہ المیہ برداشت کرنا پڑا کہ جو allocation ہوئی وہ projects شروع نہیں کئے گئے اور وہ projects جن کی reflection اور ذکر ہی نہیں تھا جیسے Laptop یا کچھ اور چیزیں ہیں وہ نظر آ رہی تھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! 9۔ارب روپیہ انرجی کو بڑھانے کے لئے لیا گیا لیکن اس کو کسی اور مد میں استعمال کر لیا گیا۔ میں آج یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ پانچواں بجٹ جن projects کے لئے دیا گیا ہے گو کہ اب ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ مجھے شیخ سعدی کے کہنے کے مطابق ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے کہ جو اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں اور پھر پیچھے کا پہیہ چلانا چاہتے ہیں۔ یہ پہیہ پیچھے کو نہیں چل سکتا۔ انہوں نے چار سال ضائع کئے ہیں۔ ان کے پاس ایک precedent موجود تھا جیسا کہ پچھلی حکومت نے بتایا تھا کہ ہم نے اپنے پچھلے چار سالوں کے اندر میٹرک تک تعلیم مفت کی تو اب یہ دن تھا کہ آپ بتاتے کہ آپ نے کس درجہ تک تعلیم مفت کی ہے۔ کیا انہوں نے آگے بڑھ کر ہائر سیکنڈری تک لے گئے ہیں یا بی اے تک لے گئے ہیں۔ یہ وہ pride بتاتے۔ انہوں نے یہ بتایا تھا کہ ہم نے پانچ سال کے اندر 37ہزار کلو میٹر سڑکیں مکمل کیں جس کا ریکارڈ موجود ہے۔ یہ بتاتے کہ اس سے بڑھ کر ہم نے کیا کیا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ farm to market roads پر خاک اڑ رہی ہے۔ کسان اپنی جنس منڈی تک پہنچانے سے قاصر ہیں۔ یہ یہ بھی بتاتے کہ ہم نے کتنے روزگار کے مواقع پیدا کئے ہیں جس طرح پچھلی حکومت نے بتایا تھا کہ ہم نے چار سال کے اندر 14 لاکھ روزگار کے مواقع مہیا کئے۔ پچھلی حکومت نے یہ بھی بتایا تھا کہ شرح نمو 8 فیصد سالانہ ہے۔ انہوں نے جب 8 فیصد سے چارج لیا تھا تو اب 2 فیصد پر شرح نمو کیوں آ گئی ہے؟ یہ اس کی وجوہات بتاتے۔ ان کو ان چار سالوں میں ریکارڈ بجٹ ملے ہیں اس کے باوجود یہ حالت ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) ایوان میں تشریف لائے)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! وزیر خزانہ تشریف لائے ہیں میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ان تک ہماری پچھلی معروضات پہنچ جائیں گی۔

جناب والا! ہمارے ساتھی demand کر رہے ہیں کہ جو چیزیں وزیر خزانہ اپنی لکھی تحریر کے اندر نہیں بتا سکے وہ ساری کی ساری اپنی winding up speech میں ضرور بتائیں۔ آپ یہ بھی بتائیں کہ چار سالوں میں آپ نے کتنے میگاواٹ بجلی پیدا کی؟ ہم یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ جناب وزیراعلیٰ

پنجاب کے غیر ملکی دورے جو انہوں نے foreign investment کے لئے کئے وہ کتنے تھے اور ان پر کتنے اخراجات آئے اور اس کے نتیجے میں پچھلے چار سال کے اندر کتنی foreign investment یہاں آئی اور کس جگہ پر اور کس ضلع میں موجود ہے اور کہاں لگی ہوئی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ بھی بتائیں کہ کتنے سرکاری سکول Centre of Excellency میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ یہ بھی بتائیں کہ انصاف سستا ہو کر کس کی دہلیز تک پہنچا اور میٹھے پانی کی رسائی کن آبادیوں تک ہو سکی؟ ان کو اس بارے میں بھی اپنی winding up speech میں بتانا چاہئے۔

جناب والا! میں اب کچھ حقائق پیش کروں گا جو اس حکومت کی ناکامیوں کی منہ بولتی تصاویر ہیں جو میں نے غیر جانبدار قومی میڈیا کی رپورٹوں، محکمانہ ذرائع اور زمینی حقائق کو اکٹھا کر کے حاصل کئے ہیں جن کا ریکارڈ اور authentic ہے اور اب بھی میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر! میں 2008 کی بات کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے مجھے آپ کی اور اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کی توجہ چاہئے کیونکہ میرے ساتھیوں نے ابھی تقاریر کرنی ہیں۔ میں لکھا ہوا پڑھ رہا ہوں جس طرح وزیر خزانہ نے لکھا ہوا بجٹ پڑھا تھا۔ 10-جون 2008 کو اپنے پہلے بجٹ کے موقع پر کہا گیا کہ ہم ایسے وعدے نہیں کرنا چاہتے جنہیں پورا نہ کر سکیں۔ ہم کھوکھلے نعروں اور خوبصورت جملوں پر یقین نہیں رکھتے۔ چار سال پہلے جو وعدے کئے گئے ان میں سے جتنے پورے ہوئے ہیں ان کے بارے میں وزیر خزانہ اپنی winding up speech میں بتا دیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم 350 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ یہ وعدہ حکومت نے کیا تھا یہ جملہ اپوزیشن نے لکھ کر نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اے لوگو تم وہ کیوں کہتے ہو جو تم کر نہیں سکتے" اب بھی اس بجٹ میں یہ ہے ان کو یہ نہیں کہنا چاہئے۔ میں ان کو ترامیم کے لئے بھی تجویز دوں گا۔

جناب سپیکر! ان کا یہ بھی وعدہ تھا کہ یہ ہیلتھ انشورنس کریں گے۔ یہ بتائیں کہ پنجاب میں کتنے شعبہ ہائے جات میں ہیلتھ انشورنس کی گئی ہے؟ یہاں Price Control Board قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، وہ کہاں ہے؟ 2008 میں ان کا یہ صحیح vision تھا۔ جناب چیف ایگزیکٹو صاحب نے اپنی کابینہ کو صحیح طور پر یہ ہدایات جاری کی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی کابینہ کو ٹھیک کہا تھا۔ اُس وقت ان کا یہ point ایک visionary کے طور پر سامنے آیا تھا کہ ہمیں قیمتوں کو کنٹرول کرنا ہے اور مہنگائی کم کرنی ہے یہ وزیر اعلیٰ نے کہا تھا کہ یہ صوبائی کام ہے لیکن ہم کیا کریں کہ جب کابینہ ہی اتنی نااہل نکلی جو اپنے وزیر اعلیٰ کے vision کے ساتھ نہیں چل سکی۔

جناب والا! انہوں نے لکھا تھا کہ بیوگان کے قرضے ادا کئے جائیں گے۔ آج مجھے اخبار میں اشتہار دے کر بتایا جائے کہ بیوگان کے کتنے قرضے ادا کئے گئے ہیں۔ غریب طالبعلموں کے لئے مفت ائرکنڈیشنڈ بسیں چلانے کا وعدہ کیا گیا تھا جو کہ سارے پنجاب میں چلائی جانی تھیں۔ یہ بتائیں کہ یہ بسیں کہاں چل رہی ہیں؟ انہوں نے کہا تھا کہ آنے والی نسلوں کے لئے قرض نہ چھوڑا جائے گا میں ابھی بتاؤں گا کہ سٹیٹ بنک، ملکی اور غیر ملکی اداروں کا کتنا قرض ہے۔ یہ وعدہ چار سال پہلے کیا گیا تھا کہ قرض نہیں چھوڑ کر جائیں گے جبکہ 100۔ ارب روپیہ ان کو kitty میں پچھلی حکومت سے ملا تھا اور اب یہ کتنا بوجھ چھوڑ کر جائیں گے یہ آپ کو بھی علم ہے لیکن میں بھی عرض کر دوں گا۔ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو مفت ادویات دینے کا وعدہ کیا گیا لیکن دوائی مفت تو کجا قیمتاً ہی نہیں ملتی۔ آپ ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں ذرا غور فرمائیے گا کہ دس اضلاع میں کسانوں کے لئے سبزیاں اور پھل محفوظ کرنے کے لئے کولڈ سٹوریج قائم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا جو بہت ہی اعلیٰ نوید تھی جس سے کسانوں کی مالی حالت بہتر ہونی تھی۔ کسانوں کی تمام perishable commodities ہیں اور perishable commodities کو منڈیوں میں exploit کیا جاتا ہے۔ کسان اپنی commodities لے کر جاتے ہیں جو ایک دن کے بعد بِک نہیں سکتیں لیکن اگر حکومت دس اضلاع میں کولڈ سٹوریج بنا دیتی تو آج اِن کا source of pride ہوتا اور یہاں بات کرنے کے لئے اِن کے پاس ثبوت ہوتا کہ ہم نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی بنانے کا وعدہ کیا گیا تھا مگر اُس پر ہم کوئی بات نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے میرے خیال میں نہ کرنے والے کام کا وعدہ کر لیا تھا۔ اسی طرح ایک وعدہ 1997 والی قیمتوں کو واپس لانے کا بھی تھا، وہ قیمتیں کتنی واپس آئی ہیں اور کس سڑک سے واپس آ رہی ہیں اس سے بھی عوام بخوبی واقف ہیں۔ اسی بجٹ کے اندر لکھا ہوا تھا کہ یہاں پر knowledge city قائم کیا جائے گا۔ اگر وہ knowledge city قائم ہو جاتا تو یقین کیجئے کہ میں یہاں پر تعریف کرتا اور کہتا کہ انہوں نے جو کہا وہ کیا ہے لیکن اب ہم تعریف کرنے سے قاصر ہیں۔ ہم اِن کی تعریف کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ تعریف کروانے والا کوئی کام ہی نہیں کرتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ پرانا ریکارڈ منگوائیں جس میں لکھا تھا کہ ہم 200 ڈیم بنائیں گے جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ چار سالوں میں لاء اینڈ آرڈر بہتر بنانے کے لئے حکومت نے 174۔ ارب روپے اور ڈویلپمنٹ

کی مد میں 748۔ارب روپے خرچ کئے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ اتنی بڑی خطیر رقم utilize کرنے کے بعد لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کتنی ٹھیک ہوئی ہے اور ڈویلپمنٹ کے ثمرات کہاں پر نظر آ رہے ہیں؟ عوام یہاں اپنے نمائندوں کے ذریعے وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھتے ہیں کہ حکومت پنجاب کی آمدنی کے ذرائع کون سے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ پہلے ہی آپ ایک رات کے وزیر خزانہ ہیں لہذا کم از کم غور سے بات ہی سن لیں۔ اتنی سنجیدہ گفتگو ہو رہی ہے اور آپ گپیں لگا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بسراء صاحب! آپ Chair سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے ذرائع آمدنی کیا ہیں؟ جب سے devolution شروع ہوئی ہے اور trickle down ہوتے ہوئے جس طرح third tier of Government کو انہوں نے ختم اور ذبح کر دیا ہے اس طرح اب سارے کا سارا پیسا ان کے پاس ہے۔ اب بہتری کے لئے fund generate کرنا اِن کی ذمہ داری ہے اور بہتری نہ ہونے کی وجہ بھی میں خصوصاً پیپلز پارٹی کے ساتھیوں کی نذر کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اگر justified taxation ہو جائے تو وہ عوام کی فلاح پر لگتی ہے لیکن انہوں نے اپنی آمدن کے ذرائع نہیں بڑھائے بلکہ انہوں نے چوتھے سال میں چھوٹی سڑکوں پر 27 ٹال پلازے بنائے ہیں جو سڑکیں اضلاع سے سب ڈویژن کو جاتی ہیں جن میں سے تین فیصل آباد کے اندر ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے بچے بچیوں کو سکول چھوڑنے جاتے ہیں وہ ہر دفعہ ٹیکس دے کر جاتے ہیں اور جب دوائی لینے جاتے ہیں تو آتے اور جاتے ہوئے ٹیکس دے کر جاتے ہیں۔ انہوں نے taxation کی ہے تو صرف poorest of the poor پر کی ہے لیکن امراء کو معاف کر دیا ہے۔ سڑکوں پر ٹول ٹیکس لگانے سے حکومتیں امیر ہوئی ہیں اور نہ ہی عوامی فلاح کے منصوبے پروان چڑھ سکے ہیں۔

جناب سپیکر! اب آپ دیکھئے کہ حکومت دن رات مرکز کو برا بھلا کہنے میں لگی رہتی ہے۔ 83 فیصد Divisible Pool پر انحصار کیا گیا ہے کہ یہ پیسا مرکز سے ہمیں آئے گا۔ ہمیشہ عوام کی جیبوں سے نکلا ہوا پیسا ان کے پاس پہنچتا ہے جو دیانتداری سے اپنے Federating Units کو واپس کر دیتے ہیں لیکن Federating Units کا کیا حال کرتے ہیں اور خصوصاً پنجاب میں اس کا کیا حال ہوا وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 11.48 فیصد اغیار سے ملنے کی توقع ظاہر کی ہے کہ

ہمیں باہر سے یہ رقم مل جائے گی مگر دعوے یہ ہیں کہ ہم نے اغیار کا کشکول توڑ دیا ہے۔ میں جناب وزیر خزانہ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اُن کے چیف ایگزیکٹو اتنی اچھی باتیں کرتے ہیں اور چھ ماہ سے کر رہے ہیں کہ ہم foreign aid and loans کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔ جب کابینہ کا آخری اجلاس ہوا تھا تو آپ کی کابینہ بجٹ اور تقریر vet کر کے بھیجتی ہے لہذا اسے پڑھ تو لیتے کہ یہ contrary to the Chief Minister's vision ہے جو بجٹ میں فقرہ لکھا گیا ہے کہ ہم 11.48 فیصد باہر سے loan لیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال انہوں نے luxury clubs پر ٹیکس لگایا تھا تو کسی luxury club نے اِن کو اپنے premises میں داخل نہیں ہونے دیا لہذا یہ ایک مضبوط پالیسی اختیار کریں جس میں taxation on poorest of the poor سے اٹھا کر امراء پر لگائیں، اُن sources پر لگائیں جس میں falsely rich ہونے کے ذرائع پیدا ہوتے ہیں اور filthy rich ہونے کے corridors پر لگائیں تاکہ عوام کا حصہ اُن کو مل سکے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ ایک الیکشن بجٹ ہے اس کو عوامی فلاح کا بجٹ ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ اس کو الیکشن میں convert کر دیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ power generation کے لئے 10-ارب روپے رکھے گئے ہیں اور تین چار ماہ کے اندر انہوں نے power generation کرنی ہے۔ جنہوں نے چار سال کے اندر نہیں کی وہ تین چار ماہ میں کیسے کریں گے؟ 10-ارب روپے میٹرو بس اور 10-ارب روپے subsidy کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک ارب روپے سولر پینل اور 2-ارب روپے آشیانہ سکیم کے لئے رکھے گئے ہیں۔ لیپ ٹاپ سکیم پر 4-ارب روپے، انٹرن شپ پر ڈیڑھ ارب روپے، پبلک ٹرانسپورٹ پر 2-ارب روپے، یوتھ فنڈ کے لئے 50 کروڑ روپے اور قرضوں کے نام پر 3-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ سارے کا سارا پیسا الیکشن کی نذر ہو گا، اپنی پسندیدہ خوبصورت تصویروں کے بورڈ بننے پر خرچ ہو گا اور 37 ہزار روپے کا لیپ ٹاپ تقسیم کرنے کے لئے 3 کروڑ روپیہ اُس function پر لگا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! آٹے کی قیمتوں کو اعتدال پر رکھنے کے لئے 27-ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ میں یہاں پر وزیر خزانہ صاحب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ note فرمائیں کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی طرف سے حکومت پنجاب کو بھیجی گئی reports میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ سالوں میں آٹے کی قیمتوں کو اعتدال پر رکھنے کے لئے جو subsidy دی گئی اُس کا استعمال شفاف نہیں

تھا۔ وہ آٹا اور تنور کہاں گئے جن کا کتابوں میں بھی ذکر نہیں ملتا لیکن آڈیٹر جنرل کی کتابوں میں ملتا ہے۔ میں یہاں پر نہایت ہی ضروری اور قومی نقطہ نگاہ سے تباہ کن اور خطرناک بات کا حوالہ دینے لگا ہوں جس میں آپ کی Chair کی مداخلت تاریخ میں پہلی دفعہ مجھے اس بجٹ میں مطلوب ہوئی ہے۔ بجٹ میں لکھا گیا ہے کہ ہم نے بلوچستان کے لئے دو کارڈیالوجی سنٹر دینے کے لئے چار سال پہلے وعدہ کیا تھا لیکن ہم اس لئے نہیں کر رہے کہ بلوچستان کو بالواسطہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہاں پر حالات اچھے نہیں ہیں۔ یہ کہنا کہ بلوچستان کے اندر حالات اچھے نہیں ہیں تو ان کا دوسرا Brother Federating Unit وہاں پر ہسپتال نہیں بنا سکتا۔ یہ چیز internationally invite کرتی ہے اور اس طرح بلوچستان کے اندر foreign investment کیسے آئے گی، وہاں پر Gas Domes کو break کرنے کے لئے باہر سے کون آئے گا اور وہاں پر تانبے کے کاپر کو explode کرنے کے لئے کون آئے گا؟ جب ایک بڑے اور 63 فیصدی صوبے کا وزیر اعلیٰ اپنے وزیر خزانہ سے پڑھوائے گا کہ بلوچستان کے اندر حالات ٹھیک نہیں ہیں تو کیسے باہر سے لوگ آئیں گے؟ بلاوجہ اس کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عالمی قوتیں تو بلوچستان کے اوپر چڑھی ہوئی تھیں لیکن اب حکومت پنجاب بھی بلوچستان میں مشکلات پیدا کرنے کے لئے شامل ہو گئی ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس فقرہ کو اس لکھی ہوئی تقریر سے حذف کروا دیا جائے تاکہ پنجاب کے لوگوں کی تھوڑی سی face saving ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ورلڈ بنک کے تعاون سے اس سال لاہور میں investment climate estimate کے عنوان سے ایک سروے شائع ہوا ہے۔ ورلڈ بنک کے تعاون سے اس سال شائع ہونے والے سروے میں بتایا گیا کہ پنجاب میں صنعتی ترقی کو reverse Gear لگا ہوا ہے اور اس زوال کی وجہ لوڈ شیڈنگ کے علاوہ کرپشن، ہنر مند افراد کی قوت کا بحران، کمرشل ٹرانسپورٹ کی کمی، لا اینڈ آرڈر کی خرابی اور سیاسی عدم استحکام اور کرپشن ہے۔ آپ اندازہ کیجئے کہ یہ ورلڈ بنک لکھ رہا ہے کہ پنجاب کے اندر معاشی صورتحال یہ ہے اور صنعتی سرگرمیوں میں تسلسل کیوں نہیں ہے۔ میں یہ point out کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیزیں جو ورلڈ بنک کی طرف سے سروے میں سامنے آئی ہیں تو اس میں کم از کم لوڈ شیڈنگ کے لئے مرکز اور صوبہ دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں لیکن باقی لا اینڈ آرڈر، ہنر مند افراد پیدا کرنا، کمرشل ٹرانسپورٹ مہیا کرنا اور سیاسی عدم استحکام کو دور کرنا بنیادی طور پر صوبائی حکومت کا کام ہے۔

جناب سپیکر! ملز یونیورسٹی کے پروفیسر سید تراب حسین نے بھی اپنے ریسرچ پیپر میں انہی شعبوں کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ صوبائی حکومت کی طرف سے سیاسی طور پر میڈیا کے ذریعے بے چینی پیدا کرنے سے بھی صنعتی شعبے میں investment میں کمی آئی ہے۔

جناب سپیکر! مرکز کو بھی کام کرنا چاہئے لیکن صوبائی حکومت اپنے حصے کا کام کرنے سے کیوں قاصر ہے اور ہم صرف اس پر سوال کرتے ہیں۔ میں ایک چیز یہاں پر عرض کرنے لگا ہوں کہ سادگی کی یہاں پر بڑی بات ہوتی ہے لیکن اس کلچر کو discourage کرنا چاہئے کہ چھوٹی کابینہ بڑے اخراجات کیونکہ یہ ایک بڑی عجیب بات ہے۔ وزیر اعلیٰ کا بجٹ پچھلے سال 414.973 ملین روپے تھا لیکن 522.823 ملین روپے خرچ کئے گئے۔ آپ اندازہ کیجئے کہ سادگی اور بچت کے کلچر کی باتیں کرتے حکمران تھکتے نہیں لیکن ان کے اپنے کچن، اپنے دفتر اور اپنے سفر کے لئے مانگے ہوئے خرچ میں اضافہ 107.35 ملین روپے ہے جو کہ 25.99 فیصد اضافہ ہے۔ میں یہ ساری باتیں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ ہو چکیں تو اس بجٹ میں نہ ہوں۔ کسی کا دل دکھانا یا کسی کو نیچا دکھانا ہمارا مقصد نہیں ہے بلکہ ہم اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں اور عوام کی طرف سے دی گئی اپنی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بڑی اہم بات آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے عرض کرنے لگا ہوں کہ میری چند ایک تجاویز ہیں جنہیں نوٹ فرما لیا جائے کہ پچھلے سال اپنے ہیلی کاپٹر اور سٹاف کار کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے 9 ملین روپے لئے تھے جو پورے سال میں انہوں نے استعمال کئے لیکن اس سال جب ان کے پاس چار پانچ ماہ ہیں تو انہوں نے 39 ملین روپے demand کئے ہیں جو کہ 288 percent rise ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چوہدری ظہیر الدین خان: اب جبکہ الیکشن کی آمد آمد ہے جس میں fair & free election کی demand کی جا رہی ہے اور آج یہاں پر جو پارٹیاں ایوانوں میں نہیں ہیں جیسے جماعت اسلامی اور پی ٹی آئی ہے تو میں ان کا بھی نام لے دیتا ہوں کہ وہ بھی demand کر رہی ہیں، آپ بھی demand کر رہے ہیں اور ہم بھی demand کر رہے ہیں لیکن کیا یہ کلچر اس پر پورا اترتا ہے کہ ایک سال کے اندر ہیلی کاپٹر کے لئے 9 ملین روپے خرچ کریں اور 39 ملین روپے تین چار ماہ کے اندر خرچ کر دیں۔ یہ election campaign ہے اور عوام کے پیسوں سے الیکشن لڑنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اسے cut down کیا جائے اور curtail کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!ایک نہایت اہم بات یہ ہے کہ یہ House ہے اور میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے چار پانچ چیزوں کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے عرض کروں گا کہ جو بھی incidents باہر ہوتے ہیں جن پر میڈیا آتا ہے جو کہ vibrant میڈیا ہے اور اس ملک کے اندر اللہ کے فضل سے آزاد عدلیہ کی ہمیں حمایت حاصل ہے اور جب اس کے لئے کوئی کمیشن بن جاتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عوام تک پہنچانے کے لئے ہم بیٹھے ہیں لیکن ہم تک وہ رپورٹ حکومت پہنچائے۔ ہم تک کتنی رپورٹیں پہنچی ہیں اور کہاں پڑی ہوئی ہیں؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور آپ لکھ لیں کہ اگر نہیں دی گئیں تو اب دے دیں کہ جسٹس منصور علی شاہ صاحب کی فلڈ کمیشن رپورٹ کہاں ہے؟ اس فلڈ کمیشن میں بڑے بڑے نام آتے ہیں اور اگر وہ نام آ گئے ہوتے اور رپورٹ پیش ہو گئی ہوتی تو وہ elevate نہ ہو سکتے، وہ لوگ یہاں سے جو elevate ہو گئے اور صرف یہ وجہ تھی جس کی وجہ سے یہ سب کام ہوا۔ اس رپورٹ میں انہوں نے لکھا تھا کہ کس آدمی نے اپنی state land پر فصلیں بچانے کے لئے کتنے غریبوں کے گھر سیلاب میں بہا دیئے۔ اگر یہاں پر ان کا پتا چل جاتا تو وہ چہرے بھی سامنے آ جاتے۔ یہ حکومت کے فرائض میں شامل ہے اور جب ہم آپ کے سامنے بلبلاتے اور چیختے ہیں تو مقصد یہی ہوتا ہے کہ جب اسمبلی میں رپورٹ آ گئی ہے تو آپ حکومت کی طرف نہ دیکھیں بلکہ یہاں پر پیش کریں اور ہمیں پڑھنے کے لئے دیں تاکہ ہم عوام تک حقائق پہنچائیں اور اگر وہ سرخرو ہیں تو وہ بھی عوام تک پہنچے اور اگر سرخرو نہیں ہیں تو وہ بھی عوام تک پہنچے۔

ڈینگی سے مرنے والے اور جعلی سپرے کی رپورٹ کہاں ہے اور وہ ایوان میں پیش کیوں نہیں کی گئی؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! پی آئی سی میں جعلی ادویات سے ہلاکتوں کی رپورٹ مانگی گئی تھی وہ کہاں ہے؟ کتنے لوگ لقمہ اجل بن گئے، کتنے اپنے پیاروں کو چھوڑ کر چلے گئے اور کتنے لوگوں کی قبروں پر دیئے جلا رہے ہیں، کتنے لوگ ان کی قبروں پر جا کر کتبوں کو صاف کرتے ہیں؟ اس ایوان کے اندر ان کی وہ رپورٹ نہیں آئی۔ شاہ عالم مارکیٹ میں آتشزدگی کی رپورٹ آ چکی لیکن سروسز ہسپتال کے بچوں کی نرسری میں لگنے والی آگ سے متعلق رپورٹ آنے والی ہے تو میری عرض ہے کہ پانچوں رپورٹیں اس fiscal budget کے اندر پیش کر دی جائیں۔

جناب سپیکر! ترقیاتی بجٹ کے استعمال کی شرح کا حال یہ ہے کہ ہر سال 40 سے 45 فیصد تک استعمال نہیں ہوتا۔ میں ایک نظر ثانی چارٹ پیش کرتا ہوں کہ ترقیاتی بجٹ 220۔ارب روپے پچھلے سال دیا گیا تھا اور 183۔ارب روپے نظر ثانی revised کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم اتنا استعمال نہیں کر سکتے تو revise کر کے 183 کر دیا گیا اور پھر اس میں 37۔ارب روپے کی مزید کمی کرنے کے بعد release صرف 157۔ارب روپے تھی۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ پانچواں بجٹ بڑا اہم بجٹ ہے۔ میں جناب کی سماع خراشی اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ طریقہ administration کا نہایت ہی مطعون طریقہ ہے۔ آپ اپنی calculation نہیں کر سکتے، آپ کو اپنی capacity building کا ہی نہیں پتا کہ کتنی capacity ہے اور کتنے اخراجات کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک کلو دودھ کے برتن کے اندر پانچ کلو دودھ ڈالنے کے لئے مانگتا ہے تو ایسے شخص کی عقل کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ اگر ان کے پاس capacity نہیں تھی تو انہوں نے 220۔ارب روپے کیوں مانگے؟ اس کا استعمال 220۔ارب روپے میں سے صرف 125۔ارب روپے ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو advise کر دیا جاتا ہے۔ Divisible Pool جو مرکز سے آتا ہے "نانا جی کی فاتحہ حلوائی کی دکان" سمجھ کر اس کو بکھیرا جاتا ہے۔ آپ یقین کیجئے اس کا کسی جگہ صحیح استعمال نہیں ہوتا۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس بجٹ کی شرح نہایت ہی نا اہلی کی طرف جاتی ہے۔

جناب والا! میں پنجاب حکومت کے قرضے آپ کے سامنے پیش کرتا چلوں۔ لوکل قرضہ 76.257 ہے اور ٹوٹل قرضہ 15 فیصد ہے، غیر ملکی قرضہ 416 بلین ہے۔ ٹوٹل قرضے کا 84 فیصد غیر ملکی ہے۔ 2012 میں ادا کئے جانے والے قرضے کا سود 19۔ارب روپے ہے۔ ہم نے اندرونی و بیرونی قرضوں پر 19۔ارب سود ادا کیا ہے۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ پانچویں اور آخری بجٹ میں قرضوں سے جان چھڑانے کے لئے کون سی پالیسی وضع کی گئی ہے؟ تحریری طور پر جو بجٹ پڑھا گیا ہے اس کے اندر تو کوئی ذکر نہیں ہے لیکن یہ ہم جاننا چاہیں گے کہ winding up بجٹ میں یہ بتایا جائے کہ اس صوبہ کے کسانوں، مزدوروں اور یہاں کے ایم پی ایز کو کتنا مقروض چھوڑ کر جائیں گے؟

جناب والا! میں لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس سال کے پہلے پانچ ماہ کے اندر ایک لاکھ 95 ہزار چوری، ڈکیتی، راہزنی اور اغواء کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ یہ ایک پُرامن صوبہ ہے جس میں جب بیوی اپنے بچے کی دوائی لینے کے لئے نکلتی ہے تو اس کا میاں اسے ٹیلیفون پر بتاتا ہے

کہ چھوٹا دو ہزار والا موبائل لے جاؤ۔-/500روپے کی دوائی لینی ہے لیکن دو ہزار روپے ڈاکوؤں کو دینے کے لئے لے جاؤ کہیں تمہارے ساتھ وہ زیادتی یا بد تمیزی نہ کرے اور اس کو دے دینا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): واہ خادم حسین، واہ خادم حسین۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لاء اینڈ آرڈر کا بجٹ ذرا ملاحظہ فرمالیں۔ 09-2008 میں 20۔ارب روپے، 10-2009 میں 43۔ارب روپے، 2010-11 میں 50۔ارب روپے اور 12-2011 میں 52۔ارب 11 کروڑ روپے۔ یہ کل 174۔ارب روپے ہیں۔ 174۔ارب روپے استعمال کرنے کے بعد کتنی جان، مال اور عزت محفوظ ہے؟

جناب والا! میں دانش سکول اور سرکاری سکولوں کی حالت زار کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ 10۔ارب 90 کروڑ روپے خرچ کر کے تاحال صرف تین دانش سکول بنائے گئے ہیں۔ جبکہ پنجاب کے 62 ہزار سکولوں میں سے چالیس فیصد سکول بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ سکولوں میں ہینڈ پمپس نہیں ہیں بچیاں پانی پینے کے لئے سکول سے چھٹی لے کر ساتھ والے گھروں میں جا کر گھڑوں سے پانی پیتی ہیں اور ہم 10۔ارب 90 کروڑ روپے تین سکولوں پر لگا رہے ہیں۔ یہ پیسے ہم پانی پینے کے لئے ان بچیوں کو دے دیتے جن کے پاؤں میں جوتیاں نہیں ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): واہ واہ خادم حسین۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قومی اخبار "News" کی رپورٹ کے مطابق پنجاب بھر میں 27 سو سکولوں کی بلڈنگ کو انتہائی خطرناک قرار دے دیا گیا ہے وہ کسی بھی وقت گر سکتی ہیں اور کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے۔ اگر کسی سرکاری سکول میں خدانخواستہ ایسا کوئی واقعہ ہو گیا تو اس کا ذمہ دار پھر اپوزیشن کو ہی قرار دیا جانا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کے بجٹ میں محض ایک ارب روپے کا اضافہ کیا گیا ہے یہ اونٹ کے منہ میں زیرے کے مترادف ہے۔ تعلیم کے بجٹ کو ڈبل کیا جائے۔ پسماندہ اضلاع کی پسماندگی میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ انسٹیٹیوٹ آف پبلک پالیسی کے ایک سروے کے مطابق موجودہ دور حکومت میں پنجاب میں پسماندہ اضلاع کی پسماندگی میں خوفناک

حد تک اضافہ ہوا ہے۔ مذکورہ سروے کے مطابق گزشتہ چار سال میں لاہور انفراسٹرکچر کی سہولت کے اعتبار سے سر فہرست رہا اسی لئے یہ اصطلاح "تخت لاہور" کی آئی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق میں نظر انداز ہونے والے اضلاع پڑھتا ہوں جن میں لیہ، رحیم یار خان، لودھراں، مظفر گڑھ، بہاولپور، ڈی جی خان اور راجن پور سر فہرست ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب پورے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں انہوں نے جنوبی پنجاب کے ساتھ پتا نہیں کیوں سوتیلی ماں کا سلوک اختیار کیا ہوا ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان: میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ رواں سال میں جنوبی پنجاب کے لئے 70-ارب روپے کا اعلان کیا گیا تھا۔ یہ 70-ارب روپے کہاں خرچ ہوئے؟ یہ winding up speech میں میرے جنوبی پنجاب کے ساتھی ضرور سننا چاہیں گے کہ یہ 70-ارب روپے کہاں لگے؟ اس میں سے صرف 5-ارب روپے release ہوئے۔

جناب والا! یہ جو سستی روٹی فراڈ ہے۔ یہ فقرہ میں نے ایک ادارے سے لیا ہے۔ پہلے لوگ سستی روٹی سکیم لکھتے تھے اب اس کو سستی روٹی فراڈ لکھنے لگ گئے ہیں۔ آپ یہ اندازہ کیجئے کہ سستی روٹی سکیم کا تا حال صرف 33 فیصد آڈٹ ہوا ہے۔ لاہور میں بھی سستے تنوروں کا 33 فیصد ہی آڈٹ ہوا ہے اور آڈٹ کے مطابق ان تنوروں کا on ground کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ صرف تین ٹاؤن کے آڈٹ سے پتا چلتا ہے کہ ایک دن میں 10 لاکھ 58 ہزار روپے کا آٹا ghost تنوروں کو دیا گیا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

چودھری ظہیر الدین خان: یہ printed report ہے اس میں بہت سخت باتیں بھی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں یہ نہ کروں تو زیادہ اچھا ہے لہذا یہ میں نہیں کروں گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب نے ایک بہت بڑے سکینڈل کو expose کیا ہے۔ سرکاری رقوم کی پرائیویٹ اکاؤنٹ میں ٹرانسفر۔ انہوں نے لکھا ہے کہ گزشتہ چار سال میں پری آڈٹ سے بچنے کے لئے بڑی تعداد میں PLS اکاؤنٹ کھلوائے گئے۔ ان کے ذریعے 1400 پرائیویٹ اکاؤنٹس کھلوائے گئے، 8.5-ارب روپے کی ادائیگیاں ان ذرائع سے کی گئیں۔ PLS اکاؤنٹ میں پیسا دینا غیر قانونی، غیر اخلاقی اور کرپشن کا ذریعہ ہے۔ بنک والے آپ کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہوتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس اپنا اکاؤنٹ رکھیں، اپنے دو چار ملازم کرالیں اور ان کی تنخواہ لاکھ روپے تک کرالیں اور ہم مزید بھی دیتے ہیں۔ آڈیٹر جنرل آف پنجاب نے کہا ہے کہ PLS اکاؤنٹ کو بند کیا جائے کیونکہ یہ بہت بڑا کرپشن سکینڈل ہے۔

جناب والا! یہاں good governance اور شفافیت کے دعوے کئے جاتے ہیں۔ ان چیزوں کا third party آڈٹ کرایا جائے جن میں فوڈ سپورٹ پروگرام، گرین ٹریکٹر پروگرام، پیلی ٹیکسی، لیپ ٹاپ اور سستی روٹی سکیم ہے۔ میں یہاں اپوزیشن کی طرف سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کا third party آڈٹ کرایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمندر کے سامنے قطرہ کی مثال پیش کرتے ہوئے کچھ کرپشن کی مثالیں دینا چاہتا ہوں۔ 2008-09 میں میٹرک تک طلباء میں مفت کتابوں کی تقسیم کے پروگرام کے تحت پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ انتظامیہ نے 427 ملین کا غبن کیا۔ طے شدہ رقم سے 427 ملین کی زائد ادائیگیاں کی گئیں۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے تحریری طور پر اس غبن کی نشاندہی کی مگر دو سال گزرنے کے بعد بھی اس کے ذمہ داروں کا تعین نہیں ہو سکا۔ 2009 میں سستا آٹا کے نام پر ایک ارب 70 کروڑ روپے کی بے ضابطگی ہوئی۔ Jute bags کی over payment۔ اندازہ کیجئے گا آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں آپ کو تو گندم کے بارے میں پتا ہی ہے۔ 2009 میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں 998 ملین روپے کے jute bags اور PB bags کی payment کی گئی جبکہ اتنے بیگوں کی ضرورت تھی اور نہ ہی کوئی ڈیمانڈ کی گئی تھی۔ 998 ملین روپے کی خطیر رقم سے کس کو نوازا گیا؟ تاحال یہ آڈیٹر جنرل کا پیرا موجود ہے اور آڈیٹر جنرل اس کا منتظر ہے۔

جناب والا! میں چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ ان تجاویز میں ایک warning ہے کہ National Disaster Management Authority نے حکومت پنجاب کو خبردار کیا ہے کہ اس سال ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، راجن پور، لیہ، بہاولپور، رحیم یار خان، بھکر، میانوالی اور فیصل آباد کے اضلاع سیلاب کی تباہ کاریوں سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ یہ National Disaster Management Authority نے ان کو چٹھی لکھی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے جو کہ وارننگ آ گئی ہے لیکن اس بجٹ کے اندر اس سلسلے میں کچھ نہیں رکھا گیا اور یہ skip over ہو گا۔ یہ نہایت ہی خطرناک رجحان ہے جسے blocked allocation کہتے ہیں، تعلیم میں 40 فیصد blocked allocation کے قریب ہے اور یہ میں آپ کو authentic تعداد دے رہا ہوں کہ پچھلے سال ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ میں 37 فیصد blocked allocation رکھی گئی تھی۔ اگر یہ blocked allocation کوئی شخص بھی اپنی جیب میں ڈال کر پھرتا ہے تو وہ کونین اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرے گا پھر یہ ادارے کس لئے ہوتے ہیں اور کیا اداروں کی عزت اور تکریم کرنا صرف زبانی طور پر ہی ہوتا ہے؟ ادارے تقسیم کرنے کے لئے ان کے پاس ایک written demand آتی ہے، ایک process ہوتا ہے، اشتہارات آتے ہیں، لوگ

competition میں آتے ہیں، لوگ competition کے لئے اپنی قیمت pay کرتے ہیں اور Lowest and the best ان کو دیا جاتا ہے لیکن جب جیب میں 37 فیصد پیسا پڑا ہوا ہو تو کس جگہ disburse ہوتا ہے، کہاں جاتا ہے؟ اس کا تو کسی کو پتا نہیں چل سکتا۔ میری تجویز ہے کہ blocked allocation کو discourage کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں، یہ صرف میری تجاویز ہیں اور میں چاہوں گا کہ آپ ضرور تحریر فرمالیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں لکھا ہوا بھی پیش کر دوں گا۔ Law and Order کے بارے میں میری جو چند تجاویز ہیں وہ یہ ہیں کہ 2008 میں 500 پٹرولنگ پوسٹیں بنی تھیں جبکہ 360 پہلے بنی ہوئی تھیں۔ یہ میری تجویز ہے کہ یہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں، یہ عوام کی ملکیت ہیں، ان پر تالے لگے ہوئے ہیں اور ان کے باہر کبھی کبھی کوئی نہ کوئی گاڑی یا موٹر سائیکل کھڑی نظر آجاتی ہے، ان کو استعمال میں لایا جائے، ان کو کھولا جائے، ان کو پٹرول دیا جائے، ان کو عملہ دیا جائے، ان کو اسلحہ دیا جائے اور roadside robberies اور ڈکیتی کے لئے ان کو استعمال کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر ہمیشہ ایک چیز سامنے لائی جاتی ہے کہ VIP security پر ساری پولیس لگی ہوتی ہے۔ یہاں پر specified and target oriented forces ہونی چاہئے اور Anti Divinity Force بنائی جائے۔ یہ میری تجویز ہے کہ ان کا کام صرف وہ ہو اور یہ نہ ہو کہ کسی ایک منسٹر کی یا کسی ایک پارلیمانی سیکرٹری کی سفارش ڈھونڈ کر کسی تھانے میں ایس ایچ او لگنے کی کاوش نہ رہے۔ اس کو پتا ہو کہ میں یہاں کا ملازم ہوں اور میں نے یہیں رہنا ہے۔ مویشیوں کی چوری کی روک تھام کے لئے Cattle Lifting Escort بنایا جائے۔ فیض نے کسان کے بارے میں کہا تھا اور اس میں آج کا یہ Law and Order بھی آجاتا ہے اور Cattle Lifting بھی آجاتی تھی تو اس نے کہا تھا کہ:

دہقاں جس کی بیٹی کو ڈاکو اٹھا لے گئے
جس کے ڈھوروں کو ظالم ہنکا لے گئے
جس کی پگ زور والوں کے پاؤں تلے دھجیاں ہو گئیں

دہقاں کے نام
جس کے ڈھوروں کو ظالم ہنکا لے گئے
جس کی بیٹی کو ڈاکو اٹھا لے گئے

جس کی پگ زور والوں کے پاؤں تلے
دھجیاں ہو گئی ہے

جناب سپیکر! ایسا لگتا تھا کہ اس نے آج کی حکومت کی تصویر کھینچی ہوئی تھی کیونکہ یہاں کسی کا ڈھور محفوظ ہے اور نہ ہی کسی کی عزت محفوظ ہے۔Anti Street Crimes Escort قائم کیا جائے۔ میری ایک اور چھوٹی سی تجویز ہے کہ VIPs کے پاس جو اپنی personal information ہوتی ہے کہ میری جان خطرے میں ہے یا مجھے کوئی Escort چاہئے تو پہلے ایک provision موجود ہوتی تھی کہ جو Escort ان کو دیا جاتا ہے ان کی تنخواہیں ان VIPs سے لے لی جائیں اور اس کی جگہ پر علیحدہ سے بھرتی کی جائے تاکہ عوام کی حفاظت کے لئے اس فورس میں کمی نہ آئے اور جو VIPs Escort کے لئے جاتے ہیں تو ان کی تنخواہیں وہ VIPs دیں کیونکہ وہ تنخواہیں دے سکتے ہیں اور ان کو دینی چاہئیں۔

جناب سپیکر! اب میں زراعت کی طرف آتا ہوں کہ پختہ کھال کے پروگرام کو شروع کیا جائے، Farm to market roads کو مرمت کیا جائے اور دھان کی خریداری کے لئے بجٹ میں پیسے رکھے جائیں۔ دانہ دانہ گندم خریدنے کا وعدہ کیا جاتا ہے لیکن چند دانوں کے بعد ہاتھ کھینچ لئے جاتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم تعمیر کرنے کے لئے ایک کثیر رقم اس بجٹ میں رکھی جائے اور وزیراعلیٰ پنجاب اس کی بنیاد کی تختی لگانے کی سعادت حاصل کریں اور وہاں پر جا کر کالا باغ ڈیم شروع کرانے کی تختی لگائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سائیلوز تعمیر کئے جائیں، جن کو گنجیاں کہتے ہیں وہ ترپالوں میں رکھی جاتی ہیں، وہ سسٹم discourage کیا جائے۔ 200 چھوٹے ڈیم جن کا آج سے پانچ سال پہلے وعدہ کیا گیا تھا وہ بنائے جائیں، BHUs، تحصیل ہیڈکوارٹر میں خالی اسامیاں پُر کی جائیں اور مفت ادویات کی فراہمی کے لئے بجٹ میں 100 فیصد اضافہ کیا جائے۔ غرباء کی طرف دھیان دیا جائے، صرف تخت لاہور کے Cardiologic Centre ہر چیز کے متقاضی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں کیونکہ بلدیاتی انتخابات کرانے بہت ضروری ہیں لیکن اس بجٹ میں بلدیاتی انتخابات کے لئے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا جس وجہ سے نظر آ رہا ہے کہ بلدیاتی انتخابات کرانے کی کوئی نیت ہی نہیں ہے۔ ہر چیز پر قابض رہنے کا اور ہر چیز کو اپنے ذریعے استعمال کرنے کا رجحان بربادی کی طرف لے جاتا ہے اور چھوٹی کابینہ بڑے اخراجات کے رجحان کو تبدیل کیا جائے۔

محکمہ تعلیم میں خالی اسامیاں پُر کی جائیں اور بنیادی سہولتوں سے محروم سرکاری سکولوں کو سہولتیں فراہم کی جائیں۔ محکمہ تعلیم کے بجٹ کو دگنا کیا جائے، تعلیم حاصل کرنے والوں کو سہولتیں دی جائیں اور تعلیم دینے والوں کو عزت دی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں wind up کرتے ہوئے چند ایک گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے علم اور میرے دل میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو دہرائے جانے سے کسی کا دل دکھ جائے گا لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ کسی کا دل نہ دکھے کیونکہ دل میں اللہ رہتا ہے لیکن جہاں اللہ رہتا ہے اس دل کے اندر وہ اپنا رحم بھی رکھیں، وہ اپنی شفافیت کے لئے کچھ محنت سے بھی کام لیں صرف زبانی کام نہیں چلے گا۔ اس وقت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس پنجاب اسمبلی سے دو سو گز کے فاصلے پر پچھلے چار سال سے جو ہوتا رہا ہے وہ اس governance کی reflection ہے۔ یہاں پر مزدور ہڑتال پر، کسان ہڑتال پر، انجینئرز ہڑتال پر، پیرا میڈیکل سٹاف ہڑتال پر، ڈاکٹر ہڑتال پر اور مال روڈ ہڑتال روڈ قرار دے دی گئی، یہ good governance نہیں ہے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ یہ آخری سال آپ کے پاس موقع ہے اس کو بھی ضائع نہ کر بیٹھیں، میں ان کا ہمدرد بن کر کہتا ہوں کہ اپنی تھوڑی سی saving کر لیں۔ پاکستان زندہ باد۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ معزز ممبران کے لئے جو ٹائم رکھا ہوا ہے یہ پارلیمانی پارٹی میں decide ہوا تھا کہ پانچ سے سات منٹ کا ٹائم ہو گا۔ اب میں رانا محمد افضل خان صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

رانا محمد افضل خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ چودھری ظہیر الدین خان کی ایک طویل list of allegations کے بعد، میں انہیں یاد دلانا چاہوں گا کہ پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے، پنجاب اس دنیا کے چھٹے بڑے ملک کا 56 فیصد ہے اور پنجاب دنیا کے کئی ممالک سے بڑے ملک کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے ملک کے آئین میں یہ درج ہے کہ نہ صرف پنجاب میں رہنے والے پنجابی بلکہ پاکستان کے ہر صوبہ میں رہنے والے باسی اپنا ٹیکس فیڈرل بورڈ آف ریونیو کو دیں۔ پاکستان کے آئین کے مطابق فیڈرل بورڈ آف ریونیو پورے ملک کی عوام سے ٹیکس اکٹھا کرتا ہے اور NFC Award کے تحت وہ ٹیکس عوام پر خرچ کرنے کے لئے صوبوں کو واپس آتا ہے۔ اس ٹیکس میں وہ پیسے منہا کر لئے جاتے ہیں جو ڈیفنس، بجلی پیدا کرنے اور مرکزی اداروں پر خرچ کئے جانے ہوتے ہیں۔ یہاں ایک کے بعد ایک اپوزیشن کے سپیکر نے جو 650۔ارب روپیہ اس سال پنجاب کو ملنا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ، ذرا مجھے بات کرنے دیں۔ یہ لسٹ جو میرے پاس آ گئی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی اور یہ لسٹ اسی طرح چلے گی جس طرح موجود ہے۔ آپ لسٹ دیکھ لیں جس کا جس جگہ نمبر ہے وہیں رہے گا، please یہاں پر آکر سفارش نہ کریں کہ یہ نام change کر دیں۔ میں اس بارے میں بالکل clear ہوں کیونکہ یہ لسٹ آپ کے پارلیمانی لیڈروں سے مانگی گئی تھی، انہوں نے دی ہے اور یہ House میں change نہیں ہو گی۔ جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ جو 650۔ارب روپے مرکزی حکومت سے پنجاب حکومت کو ملنے کی توقع ہے، یہ پنجاب کے عوام کا پیسا ہے کسی کو دی ہوئی خیرات نہیں ہے جس کے اوپر آج اس ایوان میں کہا جا رہا ہے کہ یہ پیسا تو ہم آپ کو دے رہے ہیں۔ یہ جو direct and indirect taxes پنجاب سے generate ہوئے ہیں وہ کٹوتی کے بعد ہمیں واپس ملے ہیں۔ مرکزی حکومت کے حالات یہ ہیں کہ 3379۔ارب روپے ان کی ٹوٹل آمدن ہے اور انہوں نے اخراجات کا جو تخمینہ پیش کیا ہے وہ 4486۔ارب روپے کا ہے اور جو خسارہ ہے مرکزی حکومت نے اس کی جو لسٹ پیش کی ہے وہ GDP کے 4.7 فیصد پر مبنی ہے جو 1100۔ارب روپے ہے اور اس سال ان گیارہ مہینوں میں خسارہ 7.6 فیصد کو touch کر چکا ہے جو کہ 2000۔ارب روپے کے قریب ہو گا اور یہ روپیہ بھکاریوں کی طرح جھولی پھیلا کر مانگا ہوا پیسا جس میں سے 650۔ارب روپے پنجاب کے حصے میں آ رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت پنجاب حکومت کو کون سے پیسے دے رہی ہے؟ پاکستان کے حالات آج یہ ہیں کہ مرکزی حکومت کے اخراجات ان کی آمدن سے ساٹھ فیصد زیادہ ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ اگر ایک شخص کی آمدن دس ہزار روپے ہو اور اس کے مہینے کے اخراجات سولہ ہزار روپے ہوں اور چھ ہزار روپے کے لئے وہ بھیک مانگ رہا ہو۔ یہ آج کا پاکستان ہے جس کی حکومت پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس ہے، جس کی حکومت میں ایم کیو ایم partner ہے، جس کی حکومت میں اے این پی partner ہے، جس کی حکومت میں (ق) لیگ شریک ہے۔ یہ وہ ذمہ داران ہیں جنہوں نے 7.5۔ارب ڈالر کے جو قرضے تھے ان چار سالوں میں 12.5۔ارب ڈالر پر لے گئے ہیں ہمارے بچے بچے کو مقروض کر دیا ہے۔ پاکستان کے جو قرضے تھے ان کو 80 فیصد بڑھا دیا گیا بلکہ 90 فیصد تک بڑھا دیا گیا اور یہ باتیں کرتے ہیں good governance کی اور یہ باتیں کرتے ہیں پنجاب کی۔ کون سا ایسا سیکنڈل ہے جو ان کے اوپر نہیں بنا کون سا ایسا شعبہ ہے جس کے اندر علی بابا چالیس چوروں نے، ان تمام partners نے لوٹ مار کے ثبوت دنیا کو پیش نہیں کئے۔

جناب والا! میرا رونے کو دل چاہتا ہے اور پھر ایک کرپشن کا کلچر بھی بنا دیا گیا، دکھ کی بات تو یہ ہے کہ آج شرفاء کے بچے بھی کرپشن میں دھکیلے جا رہے ہیں۔آج دکھ کی بات یہ ہے کہ پاکستان کا وہ سفیر جو ملک کا غدار ہے اس کو اگر accommodation ملتی ہے تو پریذیڈنٹ اور وزیراعظم ہاؤس کے اندر ملتی ہے۔اس کو بچانے کے لئے ملک سے باہر بھیج دیا جاتا ہے۔اس پاکستان کے اندر آج یہاں پر تقاریر ہوئیں انڈیا اور ہمارے دشمن پاکستان کا پانی بند کر رہے ہیں پاکستان کو قرضے دینا بند کر رہے ہیں اور پاکستان کے لوگ پنجاب کا پانی بند کر رہے ہیں یعنی پنجاب کے فنڈز کو روک رہے ہیں، پنجاب کے اندر کیڑے نکال رہے ہیں کراچی میں ان کی حکومتوں کے اندر لاشوں کے انبار لگ رہے ہیں اور یہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں کراچی میں دس سے پندرہ بندے روز مرتے ہیں۔ میں کائرہ صاحب اور دوسرے دوستوں کی باتوں پر تو بعد میں آؤں گا میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے اپنے partners کیا کہتے ہیں؟ الطاف حسین نے کل ٹیلیوژن پر خطاب کرتے ہوئے قوم سے اور اپنے ساتھیوں سے کہا Country is on the path of destruction. West has destroyed us اور یہ ان کا partner کہہ رہا ہے۔جناب طاہر مشہدی نے کہا Budget has given no relief to the people. اسی طرح اے این پی والے کراچی میں لاشوں کے ڈھیر پر ماتم کرتے ہیں اور خیبر پختونخواہ میں ان کے لیڈر کہتے ہیں کہ ہمیں بجٹ کے سلسلے میں consult نہیں کیا گیا۔کامل علی آغا اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ Government is deliberate in not resolving the energy crisis. کل سینیٹ کے floor پر کامل علی آغا صاحب کا بیان ہے۔میں کہتا ہوں کہ یہ سب partners in corruption ہیں۔میں نے سندھ کا بجٹ اٹھا کر دیکھا ہے 50۔ارب روپے انہوں نے فلڈ ریلیف پر خرچ کر دیا یعنی کھا گئے اور سندھ کے عوام میاں محمد نواز شریف کے جلسوں میں ماتم کر رہے ہیں۔سندھ میں دو سال پرانا سیلاب کا پانی ابھی تک کھڑا ہوا ہے اور اس سال سندھ کے بجٹ میں 35۔ارب روپے کا ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے فنڈ لے کر اس فلڈ ریلیف کو ابھی مکمل کرنا ہے۔

جناب والا! مجھے کائرہ صاحب کا بڑا احترام ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے بتائیں کہ پنجاب حکومت نے کون سا نیا کام کیا ہے؟ میں عرض کروں گا کہ پنجاب حکومت نے نہ صرف کام کیا ہے بلکہ کر کے دکھایا بھی ہے۔آپ کسی دوسرے صوبے سے پنجاب کا موازنہ کر کے دیکھ لیں اور کسی بھی شعبے میں موازنہ کر کے دیکھ لیں۔اللہ کے فضل و کرم سے آج پنجاب Province of choice ہے اگر کسی نے گھر بنانا ہے تو

لوگ پنجاب کو باقی صوبوں پر ترجیح دیتے ہیں پنجاب ایجوکیشن اینڈوومنٹ فنڈ ایک ایسا صدقہ جاریہ ہے جس سے چالیس ہزار بچوں کو ہر سال سکالرشپ ملیں گے، یہ بھی ایک نیا کام ہے۔ اسی طرح پنجاب ایجوکیشن کمیشن، پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن جس کے تحت پندرہ لاکھ وہ بچے جن کو سکول تک میسر نہیں تھا ان کو ماہانہ فیسوں کی بنیاد پر جنوبی پنجاب میں اور دور دراز کے علاقوں میں دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ روڈ ٹرانسپورٹ سسٹم میں بہتری لائی گئی پنجاب کا روڈ نیٹ ورک بھی باقی صوبوں سے بہتر ہے۔ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جیسے ہسپتال بنے، اس کے علاوہ کئی نئے میڈیکل کالج بنے، پل بنے، سڑکوں کے حالات بہتر ہیں اور ان میں مزید بہتری لائی جارہی ہے لیکن اس کے باوجود یہ کافی نہیں ہے۔ کافی اس لئے بھی نہیں ہے کہ مرکزی حکومت نے بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ ہم ٹیکس فری بجٹ دے رہے ہیں، یہ ٹیکس فری بجٹ میں تو ان ڈاکوؤں اور لٹیروں کو سہولت دی گئی جن سے ٹیکس لے کر ہم نے غریبوں پر خرچ کرنا تھا۔ یہ تو ایک impotent یعنی خصی حکومت والی بات ہے کہ ہم ٹیکس نہیں لگا سکتے۔ اگر آپ ٹیکس نہیں لگائیں گے تو یہ مگرمچھ جو دو دو کروڑ روپے کی لینڈ کروزروں میں پھرتے ہیں، یہ مگرمچھ جو آج پر اپرٹی کے ٹائیکون ہیں ان سے آپ ٹیکس نہیں لینا چاہتے، ٹیکس فری بجٹ پر آپ فخر کر رہے ہیں اور خود روزانہ ایک نیا سوٹ پہن کر آجاتے ہیں کہ ہم نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا۔ میں کہتا ہوں ٹیکس تو غریبوں کا حق ہے اور یہ ٹیکس لگانے چاہیئں تھے، میں تو کہتا ہوں کہ آپ امیروں پر ٹیکس لگائیں اگر آپ نے ٹیکس نہیں لگایا تو آپ نے پاکستان میں غریبوں کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ ہم پر یہ بھی الزام ہے کہ کیا آپ نے ایک میگاواٹ بجلی کا بھی اضافہ کیا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس صوبے نے ایک میگاواٹ بجلی کا اضافہ کیا، جن حالات میں سے ہم گزر رہے ہیں بجٹ کی دستاویزات آپ کے سامنے ہیں، پیپلز پارٹی نے ایک شیڈو بجٹ پیش کیا مجھے بتائیں آپ نے شیڈو بجٹ میں کتنے میگاواٹ بجلی کے لئے پیسے رکھے ہیں؟ صوبوں کے لئے اس وقت پیسے ہی نہیں ہیں۔ ہم نے 10۔ ارب روپیہ جو بجٹ میں رکھا ہے وہ ایک catalistic amount ہے اور ہم پرائیویٹ سیکٹر کو mobilize کرنا چاہتے ہیں، شوگر ملوں کو mobilize کرنا چاہتے ہیں اور پھر ابھی اس کے قوانین آپ نے ایسے بنائے ہیں کہ جب ہم بجلی بنا لیں گے تو وہ پھر نیشنل گرڈ میں جائے گی اور پھر جب وہ نیشنل گرڈ میں جائے گی تو پنجاب کو اس کا 50 فیصد واپس دے دیں گے۔ کیا یہ طریقہ ہے بجلی بنانے کا اور incentive دینے کا؟ راجہ ریاض صاحب اور دوسرے تمام دوستوں نے دانش سکول کے اوپر اعتراض کیا بلکہ ہر success story پر اعتراض کرنا آپ کا حق ہے لیکن میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ سر سید احمد خان نے ہندوستان میں ایک علی گڑھ

کالج بنایا تھا آج اللہ کے فضل سے 10۔ارب روپے سے سولہ دانش سکول ان غریب اور پسماندہ علاقوں میں کام کر رہے ہیں اور یہ ان کے لئے ہیں جو بچے topper ہیں، جو میرٹ پر ہیں اور بہترین بچے ہیں جن کو ہمیں گود میں اٹھا کر ترقی کے وہ تمام مواقع دینے چاہئیں کیونکہ یہ بچے جب ترقی کریں گے تو اپنے ان معاشروں میں جہاں آپ جانا پسند نہیں کرتے ان گندگی کے ڈھیروں پر جو ہمارے پسماندہ ترین علاقے ہیں ان کا یہ بوجھ اٹھائیں گے۔آج آپ کے پاس کالا باغ جیسے شہر کے اندر جو ہسپتال ہے وہاں پر چار سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی پوسٹیں ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اگر آپ کسی سپیشلسٹ ڈاکٹر کا وہاں تبادلہ کر دیتے ہیں تو وہ نوکری چھوڑ کر لاہور میں پرائیویٹ پریکٹس کرنے آ جاتا ہے۔اگر آپ نے son of the soil کو develop کرنا ہے، اگر آپ نے اس علاقے کے بچوں کو ترقی دینی ہے تو آپ کو وہاں کے ذہین بچوں کو گود میں اٹھانا ہوگا۔ دانش سکول اس سوسائٹی میں وہ ایجوکیشن ہے جو انشاء اللہ تبدیلی لے کر آئے گا۔یہاں اعتراض کیا گیا کہ ایچی سن کے بچوں کو لیپ ٹاپ کیوں دے رہے ہیں، اس میں ایچی سن والی کون سی بات ہے؟ لیپ ٹاپ تو ہونہار اور میرٹ پر ستر فیصد سے زیادہ نمبر لینے والے بچوں کو مل رہے ہیں اگر وہ ایچی سن کا ہے تو وہ بھی پاکستان کا سرمایہ ہے، اگر وہ ایچی سن کا نہیں ہے تو بھی پاکستان کا سرمایہ ہے۔آپ اس تنقید برائے تنقید سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ راجہ صاحب نے فرمایا کہ زمیندار ہمارا سرمایہ ہیں، راجہ صاحب! آپ یہاں نہیں ہیں لیکن میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ زمیندار کو ہی تو آپ نے ان چار سالوں میں لوٹا ہے۔ٹرکوں کے ٹرک کھاد کے بیوروکریٹس کے بچوں کو وو چروں پر دیئے گئے، ایک ٹرک آٹھ لاکھ روپے profit پر بلیک ہوتا تھا ہمارے پاس وہ لسٹیں ہیں آپ نے جس طرح سے کھاد کی لوٹ سیل کی اور ایک ایک زمیندار گھرانے کو لوٹا۔اگر شہر میں بارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہے تو آپ جو زمینداروں کے ہمدرد بن رہے ہیں آپ نے انہیں بائیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ دے کر تڑپا تڑپا کر مار دیا، ان کے ٹیوب ویل بند ہوگئے، ایک سال میں ڈیزل کی قیمت دس دفعہ بڑھائی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: رانا صاحب! پلیز wind up کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں wind up کر رہا ہوں۔میں بجٹ سے متعلق چند ایک تجاویز دوں گا اور چند ایک اچھی چیزوں کی نشاندہی بھی کروں گا چونکہ بہت سارے دوستوں نے بجٹ کو تو پڑھا ہی نہیں ہے۔اس بجٹ کی ایک خوبصورتی یہ ہے کہ نئے پراجیکٹس نہیں دیئے گئے بلکہ ستر سے اسی فیصد ڈویلپمنٹ فنڈ under construction project مکمل کرنے پر لگائے گئے ہیں۔ انشاء اللہ وہ

پراجیکٹس مکمل ہوں گے، 1778 منصوبوں میں سے 1400 وہ منصوبے ہیں جو جاری ہیں اور صرف 300 نئے منصوبے ہیں۔ خواتین کی ترقی کی لئے 14۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں خواتین کی support اس سے بھی زیادہ ہونی چاہئے لیکن یہ ایک تاریخی فیصلہ ہے۔ یوتھ ڈویلپمنٹ کے لئے 1550۔ارب روپے، کسان پیکیج میں 19۔ارب روپیہ، گرین ٹریکٹر سکیم، سولر ٹیوب ویلز اور renewal energy کے لئے ایک ارب روپیہ، رورل ایمبولینس سروس، آپ کو 1122 پر بڑا فخر ہے ہم بڑے خوش ہیں بڑی اچھی سکیم ہے۔ ان چار سالوں میں 1122 میں جو نئی ایمبولینسیں شامل ہوئی ہیں اگر ان کا رنگ سبز کر دیا جائے تو آپ کو لال رنگ کی پرانی ایمبولینس نظر نہیں آئے گی۔ ہم نے اسے own کیا اور اسے بیس گنا بڑھا دیا اور اب اس بجٹ کے اندر رورل ایمبولینس کے تحت اس پروگرام کو دیہات میں لے کر جا رہے ہیں۔ ریلوے کی ناکامی کے بعد اس بجٹ میں 33۔ارب روپے سڑکوں کے لئے رکھے گئے۔۔۔

جناب چیئرمین: راناصاحب! wind up کیجئے۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: راناصاحب! آپ کے پاس ایک منٹ ہے جلدی سے wind up کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ ساری سختیاں میرے لئے ہی ہیں۔ میں چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہوں گا اور فنانس منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ ان کو note فرمالیں۔ میں چاہوں گا کہ ہماری حکومت جلد از جلد پراونشل ٹیکس اتھارٹی کا قیام ممکن بنائے اور ہماری سٹینڈنگ کمیٹی نے اسے approve کر دیا ہے۔ آپ نے پرائیویٹ سکولوں میں دس فیصد غریب بچوں کا رکھا ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس پر مزید مشاورت کر لیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی بجائے ان پر دس فیصد cess لگا دیں تاکہ ہم پرائیویٹ سکولوں کو یہ نہ کہیں کہ آپ سکول کس طریقے سے چلائیں، آپ بچوں کو کس طریقے سے mix کرتے ہیں بلکہ آپ ان پر ایک ٹیکس charge کر لیں۔

جناب والا! اگر مجھے پنجاب حکومت کے کسی ایک محکمے سے سب سے زیادہ شکوہ ہے، سب سے زیادہ شکایت ہے تو وہ فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ آج گیس نہیں ہے، بجلی نہیں ہے، پنجاب کے لوگ مجبور ہیں کہ لکڑی جلائیں اور فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ focal department بن چکا ہے۔ میں بہت دیر سے کہتا رہا ہوں کہ اس کے لئے funding، اس کی کارکردگی، اس کے اندر تبدیلی، اس کے اندر چوری روکیں، اس ڈیپارٹمنٹ کو reorganize کریں اور اس کو حالات کے مطابق reorganize کر کے آگے لایا

جائے۔ پنشن کے اندر ہر سال 55-ارب روپے کی liability آنا شروع ہو گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے لئے بجٹ سے باہر جیسے پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ بنایا گیا ہے اسی طرح ایک پنشن فنڈ develop کیا جائے جس میں ہم ہر سال 5-ارب روپیہ divert کر دیں تاکہ budgetary figures سے باہر نکل کر ہم پنشنرز کو دیں۔

جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں، میں لیپ ٹاپ کے حوالے سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ اب پاکستان میں لیپ ٹاپ بننے شروع ہو گئے ہیں، ائر فورس کا ایک ادارہ بہترین لیپ ٹاپ بنا رہا ہے وہ لیپ ٹاپ آدھی قیمت پر بنیں گے اس لئے آپ پاکستانی لیپ ٹاپ خریدیں۔ اس سلسلے میں دوسری پُر زور درخواست ہے کہ آپ High fey کی بجائے پانچویں اور آٹھویں کے بچوں سے لیپ ٹاپ شروع کریں۔ پاکستان کا ایک ہونہار بچہ جس کے باپ نے آج سے دس سال پہلے اس کو چھوٹا سا Laptop toy لے کر دیا آج جو top most ہیکرز ہوتے ہیں وہ ان پر protection بن کر بیٹھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! تھانہ کلچر کے بارے میں میرا مشورہ ہے کہ آپ کو پولیس میں جڑ سے نظام تبدیل کرنا پڑے گا، ASIs اور DSPs والا کلچر ختم کرنا پڑے گا۔ آپ کو ایک career officer کو SHO کی حیثیت میں لانا پڑے گا، ایک ASP کو تھانے میں لائیں اور اسے پتا ہو کہ میں نے آئی جی بننا ہے پھر وہ تھانے کو ٹھیک کرے گا۔ آپ کو major reshuffle لانا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! شکریہ۔ بہت مہربانی۔ میرے خیال میں کافی ہو گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم مانتے ہوئے آخر میں عرض کرتا ہوں کہ میں تمام سرکاری ملازمین کو ان کی 20 فیصد اضافی تنخواہ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ سرکاری ملازمین کی capacity building کی ضرورت ہے، ان کی ذمہ داری سے کام کرنے کی ضرورت ہے اور جو لوگ کام نہیں کرتے، جو لوگ capacity build نہیں کرتے ان کو نوکری سے نکال کر جو ہمارے قابل اور لائق بچے لائن لگا کر بیٹھے ہیں ہمیں ان کو job opportunity دینی چاہئے۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اس سے پہلے کہ میں اگلے مقرر کو دعوت دوں، جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون نصاب تعلیم، درسی کتب کی نگرانی و تعلیمی معیارات کی نگہداشت پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں

"The Punjab Supervision of Curricula Text Books and Maintenance of Standards of Education Bill 2012 (Bill No. 1 of 2012.)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ اب ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں

"The University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 16 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ رپورٹ پیش کر دی گئی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ

جناب چیئرمین: اب ملک اختر حسین نول مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹی پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک اختر حسین نول: میں

"The Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012. (Bill No. 14 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ اب میں میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

سالانہ بجٹ برائے سال 13-2012 پر عام بحث

(---جاری)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 13-2012 کی عام بحث میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا ہے۔ کسی بھی حکومت کی performance کا اندازہ جمہوریت کے دوران اس کے بجٹ اور اس کی پالیسیوں کے تسلسل سے لگایا جا سکتا ہے۔ جاتی امرا پارٹی کا دور 1983 سے شروع ہوا جب میاں صاحب وزیر خزانہ تھے اور پھر وہ وزیر اعلیٰ بنے اور اب دوبارہ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ ہیں۔ یہ ان کا سولہواں بجٹ ہے۔ اس سولہویں بجٹ میں ان کی بہت سی چیزیں تواتر کے ساتھ چلی آ رہی ہیں۔ ان کا تسلسل کس طرح کا ہے اسے بیان کرنے سے پہلے میں حکومت پنجاب کے rental وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے بہت جذباتی طریقے

سے تقریر کی اور میں رانا آصف سے ضرور اظہار ہمدردی کروں گا کہ ان کی پارٹی ایک دن کی media war کے بعد ان کو defend نہیں کر سکی۔ کاش! وہ بھی کسی بہت بڑے خانوادے سے تعلق رکھتے اور شاید ورکنگ کلاس سے ہونا ان کا جرم ثابت ہوا ہے۔ شمائلہ رانا صاحبہ کو کریڈٹ کارڈ کے حوالے سے انکوائری کئے بغیر de-seat کر دیا گیا۔ وہ بھی ورکنگ کلاس سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ شکر ہے کہ ان کو عدالت سے انصاف ملا، وہ واپس آ گئیں اور سرکاری طور پر بے گناہ ٹھہری ہیں۔ دوست محمد کھوسہ صاحب پر الزام لگا تو ان سے وزارت واپس لے لی گئی حالانکہ انہوں نے شادی کی تھی اور شاید کچھ غلط نہیں کیا۔ اس کے برعکس صاحبزادہ صاحب کچھ بھی کرتے ہیں تو ان کو کچھ نہیں کہا جاتا۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ بجٹ کی طرف آئیں۔ یہ آپ نے کون سی کہانیاں سنانا شروع کر دی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! بجٹ پر عام بحث کے دوران ہر چیز پر بات ہو سکتی ہے۔ میں نے نام نہیں لیا صرف صاحبزادہ صاحب کہا ہے اور وہ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ آج کل صاحبزادے بہت under discussion ہیں تو وہ کوئی بھی ہو سکتا ہے آپ speculate کر لیں۔

جناب چیئرمین! صاحبزادہ نے جو گل کھلائے وہ سب میڈیا اور اخبارات میں آ چکا ہے۔ ان سے بطور ایم این اے استعفیٰ نہیں لیا گیا بلکہ ان کے ذمہ 4۔ارب روپے کے لیپ ٹاپ لگا دیئے گئے کہ آپ یہ لیپ ٹاپ لیں اور ان کو کالجوں میں جا کر تقسیم کریں۔ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جس کے character پر انگلی اٹھائی گئی ہے اس کا گرلز کالجوں میں داخلہ بند کیا جائے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے لوگوں کا گرلز کالجوں میں داخلہ بند ہونا چاہئے لیکن میں احتراماً کسی کا نام نہیں لوں گا کیونکہ پھر یہ اعتراض کریں گے کہ ہماری leadership کا نام لیتا ہے۔ آپ گلی میں یا مال روڈ پر جائیں تو لوگ آپ کو سٹوریاں بتائیں گے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے داخلے یونیورسٹیوں اور خاص طور پر گرلز کالجوں میں بند ہونے چاہئیں۔ یہ اس قوم کا مطالبہ ہے اور پنجاب کے عوام کا مطالبہ ہے۔

جناب چیئرمین! اس طرح کی continuity تو پچھلے سولہ سالوں سے جاری ہے۔ جب 1985 میں موصوف چیف منسٹر تھے تو ایل ڈی اے کو ایک لیٹر لکھا گیا کہ رائیونڈ پارک بنایا جائے۔ یہ حقیقت ہے افسانہ نہیں ہے۔ انہوں نے لیٹر لکھا کہ رائیونڈ میں مغلیہ طرز پر پارک بنایا جائے جس میں بگیاں چلتی ہوں اور فوارے لگے ہوئے ہوں۔ وہ رائیونڈ پارک تو نہ بن سکا لیکن رائیونڈ اسٹیٹ بن گئی اور وہاں پر موٹروے سے ملنے والی kick back کے ذریعے محل بھی تعمیر ہو گئے۔ پچھلی دفعہ جب اس پر

فارم ٹیکس لگایا گیا تو آپ کے سینئر مشیر نے کہا کہ وہاں تو کچی آبادیاں ہیں اس لئے وہ ٹیکس نہیں دیں گے اگر ان کچی آبادیوں، کیمپ آفس کو پکا کرنے کے لئے گرانٹ چاہئے تو یہ پنجاب اسمبلی دینے کے لئے تیار ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب چیئرمین! گوندل صاحب ٹائی پہن کر بھی جھوٹ بول رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے ڈھلوں صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ جب کہا گیا کہ شیر شاہ سوری نے کابل سے لے کر کلکتہ تک جی ٹی روڈ بنائی تھی تو موصوف نے فرمایا "ایہہ تے بڑا دولت مند ہونا اے، اوہنے تے بڑا کمیشن لیا ہووے گا" مطلب یہ کہ اگر راولپنڈی سے لاہور تک موٹروے بنانے پر اتنا کمیشن مل سکتا ہے تو پھر کابل سے کلکتہ تک سڑک بنانے پر کتنا کمیشن ملا ہو گا؟ یہی ان کا اصل تسلسل ہے۔

جناب چیئرمین! انہوں نے فوڈ سٹیمپ پروگرام شروع کیا اور بعد میں کرپشن کی وجہ سے اسے ختم کر دیا گیا۔ اس کے بعد سستی روٹی سکیم شروع کی گئی، تنور شروع کئے گئے اور اس سکیم میں اربوں روپے جھونک دیئے گئے۔ وزیراعلیٰ کی الیکٹرانک میڈیا پر statement ریکارڈ ہے جس میں کہا گیا کہ "اگر یہ پروگرام فیل ہوا اور میں سستی روٹی نہ دے سکا تو میں اپنا نام بدل لوں گا۔" ہم نام نہیں بدلتے صرف یہ کہتے ہیں کہ خادم اعلیٰ کی بجائے نادم اعلیٰ رکھ لیں تو بہت بہتر ہو گا۔ انہوں نے اس کے علاوہ بھی بہت سی روایات قائم رکھی ہیں۔ سرگودھا میں citrus fruit کے خضر فارم پر قبضہ کیا گیا۔ پیلی ٹیکسی سکیم کے ذریعے سے بنک آف پنجاب کو دیوالیہ کر دیا گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ باقی قومی بنک ان کے تصرف میں نہیں ہیں، ان کی ان تک پہنچ نہیں ہے ورنہ یہ ان کو بھی ڈبو دیتے۔ جب میاں صاحب وزیراعظم تھے تو انہوں نے سارے بنک ڈبو دیئے تھے۔ اب صرف بنک آف پنجاب ان کے کنٹرول میں ہے۔ ایک طرف کشکول اٹھایا ہوا ہے، غیر ملکی امداد لے رہے ہیں، وفاقی حکومت سے لے رہے ہیں اور سٹیٹ بنک آف پاکستان سے بھی قرض لے رہے ہیں۔ یہ بنک آف پنجاب کو ڈبونا چاہتے ہیں۔ بنکر حضرات پریشان ہیں کہ بنک آف پنجاب کا مستقبل کیا ہو گا؟ ہم اپنے عوام اور ان سرمایہ داروں کو آگاہ کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے پیسے بنک آف پنجاب میں رکھے ہوئے ہیں کہ اپنی جمع پونجی بچا لیں کیونکہ cooperative scandal بھی انہی کے دور حکومت میں ہوا تھا اور اب دوبارہ بنک آف پنجاب

Cooperative Bank بننے جا رہا ہے۔اگر وہ اپنی پونجی کو بچانا چاہتے ہیں تو وہاں سے اپنے پیسے withdraw کر لیں۔

جناب چیئرمین!پولٹری فارم میں ڈکیتی کی گئی۔ڈینگی سپرے کی جگہ پانی کا سپرے کیا گیا۔پیلی ٹیکسیاں اور پیلی صحافت ماشاءاللہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے اور یہی اس حکومت کی پالیسیوں کی continuity ہے۔اس کے علاوہ کوئی positive کام ہمیں نظر نہیں آیا کہ جو انہوں نے continue کیا ہو۔

جناب چیئرمین!کسی بھی بجٹ کے pro-poor یا pro-rich ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں پر direct and indirect taxation کتنی ہے؟رانا افضل صاحب نے اس کا بڑا اچھا analysis کیا ہے۔direct taxation وہ ہے جو کہ بڑے بڑے سرمایہ داروں،کارخانہ داروں اور جنھوں نے عوام کی جیبوں پر ڈاکے ڈالے ہوئے ہیں سے ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں۔موجودہ بجٹ کی اس Annual Statement میں direct taxation کے حوالے سے 20,766/- ملین روپے کے figures بتائے گئے ہیں۔یہ میں پراونشل ٹیکس کی بات کر رہا ہوں۔ Indirect collect کیا گیا ٹیکس 55,875 ملین روپے ہے یعنی غریب آدمی جب دال،ٹماٹر،ٹوتھ پیسٹ یا کوئی بھی چیز خریدتا ہے تو وہ اس پر سیلز ٹیکس کے علاوہ باقی ٹیکس بھی ادا کرتا ہے۔اس میں wealth tax nil ہے،اس میں بڑی بڑی گاڑیوں پر ٹیکس nil ہے اور یہاں پر بڑے بڑے بنگلوں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے وہ بھی nil ہے۔یہ ساری چیزیں indicate کرتی ہیں کہ اس حکومت میں یہ courage نہیں ہے کہ کسی سرمایہ دار کے اوپر ٹیکس لگا سکے اور اس کو directly collect کر سکے۔کہا گیا ہے کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ان میں اگر ہمت اور جرات ہوتی تو پھر یہ سرمایہ دار سے ٹیکس لیتے لیکن یہ سرمایہ داروں کو کیوں چھیڑیں گے؟میاں منشاء ان کے جلسوں میں پانی پلاتا ہے،وہاں پر جوس serve کرتا ہے اور دوسرے سارے اخراجات برداشت کرتا ہے۔یہ تو سرمایہ داروں کو مزید بڑا کر رہے ہیں اور غریب کو غریب تر بنا رہے ہیں۔اس میں ایک اور چیز دیکھی گئی ہے کہ total direct tax انیس ہزار کچھ ملین روپے تھا جس میں سے تقریباً نو ہزار ملین روپے آبیانہ یا مالیہ ہے جو کہ زمیندار دے رہا ہے جبکہ انتقال کی فیس پر 8 ہزار روپیہ دے رہا ہے تو آپ کا کسان 21 ہزار ملین روپیہ میں 17 ہزار ملین روپیہ contribute کر رہا ہے،whereas آپ اس کو دے کیا رہے ہیں؟آپ اُس کو بدتمیز پولیس دے رہے ہیں،آپ اُن کو راشی انتظامیہ دے رہے ہیں،آپ اُن سے ایجوکیشن چھین رہے ہیں،آپ اُس کو ہیلتھ

نہیں دے رہے۔آپ نے موبائل ہسپتال شروع کیا وہ ٹائر پنکچر ہسپتال کہیں نظر نہیں آ رہا ہے۔کچھ عرصہ اُس کی بڑی اشتہاری مہم چلی،اشتہاری گورنمنٹ نے اس اشتہاری مہم کو بہت چلایا اور ابھی وہ ختم ہو گئی ہے جس طرح کہ تنور چلا اسی طرح موبائل ہسپتال چلے۔آپ اپنے کسانوں کا قتل عام کر رہے ہیں میں جب agriculture demand پر آؤں گا تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ وہاں پر کسان کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین!جب آپ Budget making کی بات کرتے ہیں تو اُس میں آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آپ کتنا سچ اور کتنا جھوٹ بول رہے ہیں۔پچھلے سال پنجاب گورنمنٹ کے ایک ریٹنل فنانس منسٹر جو ابھی سینیٹر بن گئے ہیں انہوں نے 220-ارب روپے کا developmental fund show کیا۔Revised budget میں وہ ایک لاکھ 65 ہزار 591 ملین روپیہ رہ گیا تو پنجاب کی یہ عوام پوچھتی ہے کہ وہ 65-ارب روپیہ یکدم کہاں غائب ہو گیا ہے،کیا اس کو کوئی ڈاکو لے گئے ہیں یا وہ بھی "خادم حسین" کی نذر ہو گیا ہے؟

جناب چیئرمین!Budget making میں پی اینڈ ڈی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کا بڑا role ہے۔میں نہیں سمجھتا کہ پی این ڈی یا فنانس ڈیپارٹمنٹ میں جو میرے بیوروکریٹ بیٹھے ہوئے ہیں وہ نالائق یا نااہل ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بہت سارے جو چیف سیکرٹری پھر رہے ہیں،دو Club-7 میں بیٹھتے ہیں،ایک بے چارہ سیکرٹریٹ میں بیٹھتا ہے اور ایک بے چاری گھر چلی گئی ہے تو جب چار چیف سیکرٹری پھر رہے ہوں گے تو پھر آپ کیا کریں گے،پھر آپ کہیں گے کہ آپ بجٹ کو چھوڑو آپ اس کو blocked allocation میں رکھو،میری جیب میں ڈالو۔میں چاہوں تو وہ پیسا حمزہ شہباز شریف کو دے کر اُس کے لیپ ٹاپ تقسیم کروں اور جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ لیپ ٹاپ سکیم ایک فراڈ ہے اس کو بند کیا جائے۔آپ نے جو blocked allocation کی ہے اُس میں ٹوٹل 85-ارب روپیہ چیف منسٹر کی disposal پر رکھ دیا گیا ہے میں یہ دوبارہ کہتا ہوں کہ کیا پی اینڈ ڈی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لوگ نالائق ہیں کہ وہ پلاننگ نہیں کر سکتے۔ان کو پتا نہیں ہے کہ ایک سال میں انہیں ہسپتال کی کہاں پر ضرورت ہے،کیا ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ سکول کی ضرورت کہاں پر ہے،کیا ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ کون سے سکولوں کی مرمت ہونے والی ہے؟یہ پنجاب کے exchequer پر ڈاکا ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ یہ ڈاکا نہ پڑے اور چونکہ یہ election campaign year ہے اس لئے ہمیں یہ خدشہ ہے کہ "نادم اعلیٰ" اس پیسا کو اپنی campaign پر خرچ کریں گے۔لیپ ٹاپ پر

4-ارب 19 کروڑ روپیہ ضائع کیا گیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کیونکہ grass root level سے ہمارا تعلق ہے کہ جس بچہ کو اُس کے والدین ایف اے، بی اے یا او لیول میں کم از کم لے کر آتے ہیں اُن کو کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو لیپ ٹاپ لے کر دے سکیں۔ وہ سارے والدین afford کر سکتے ہیں۔ آپ اُن کی scrutiny کرتے کہ کون سے بچے ہیں جو have not family سے تعلق رکھتے ہیں اگر اُن کو genuine طریقہ سے لیپ ٹاپ دیا جاتا تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن یہاں پر بیکن ہاؤس، گرائمر سکول، ایچی سن کالج کے بچوں کو بار بار لیپ ٹاپ دیئے گئے اور وہ کس کے بچے ہیں اس کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے اُن میں سے بہت کم عوام کے بچے ہیں، بہت کم ہیں جن کو وظیفہ پر داخل کیا گیا ہے۔ اگر یہ 4-ارب 19 کروڑ روپیہ جنرل تعلیم پر خرچ کیا جاتا تو اُس سے کم از کم 50 گرلز کالج بن سکتے ہیں، اُس سے کم از کم 75 گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بن سکتے تھے اُن سکولوں کے follow up اور اُن کے ٹیچرز کی تین سال کی تنخواہیں بھی دی جا سکتی تھیں۔ یہاں پر تین دانش سکول بنے ہیں، چھ دانش سکول under process ہیں اور 9-ارب روپیہ کا خرچہ ہے اور وہاں پر پڑھنے والے ہر بچے پر خرچہ 18 ہزار روپیہ آ رہا ہے جبکہ آپ کے ہائی سکول میں پڑھنے والے بچے کا خرچہ -/1800 روپیہ ہے تو آپ اس طرح کی چیزیں کر کے اگر 8 ہزار بچوں کو پڑھالیں گے تو 80 لاکھ بچے جن کے پاس لیٹرین نہیں ہے، جن کے پاس چار دیواریاں نہیں ہیں وہ کدھر جائیں گے تو میں یہ چاہوں گا کہ اس طرح کی فراڈ قسم کی سکیموں کو بند کیا جائے۔

جناب چیئرمین! وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔ 416 بلین روپیہ کا قرضہ ابھی پنجاب کے اوپر ہے اور کشکول بھی ٹوٹ گیا ہے تو پتا نہیں اب پنجاب کا کیا ہو گا؟ فنانس منسٹر نے اپنی تقریر میں وفاقی حکومت پر تنقید کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کہا۔ ہم ان سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ مرالہ ہائیڈل پاور کی feasibility پر 53 کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے باوجود وہاں پر ابھی تک ایک اینٹ بھی نہیں لگائی گئی، ہمیں اُس کا حساب چاہئے۔ ہم وزیر خزانہ کی winding up speech میں اس کے حساب کی توقع رکھتے ہیں۔ بیرونی دوروں کے شوق کی بنا پر کہا گیا کہ ہم چائنا کی کمپنی سے تونسہ کا 120 میگاواٹ کا پاور پلانٹ لے کر آ رہے ہیں تو میں آپ سے یہ information share کرتا ہوں کہ سفائر کمپنی کے پاس German and Italian equipment تھا اُس کمپنی نے یہاں پر 2009 میں ٹھیکہ لیا تھا۔ خادم اعلیٰ چائنا تشریف لے جاتے ہیں اور ایک اور کمپنی سے MOU sign کر کے آ جاتے ہیں۔ واپسی پر آ کر پھر ٹینڈر ہوتے ہیں تو ان میں پھر سفائر کمپنی جیت جاتی ہے پھر اُن کے گلے

پر انگوٹھا رکھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ اپنا ٹھیکہ surrender کریں۔ اُس process کے اندر یہ پراجیکٹ تین سال کے لئے لیٹ ہوتا ہے اور پنجاب گورنمنٹ کے exchequer کو اور اس عوام کے خزانہ کو 4۔ارب روپے کا ٹیکہ لگتا ہے۔ ہم وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے، یہ اتنا delay کیوں ہوا، اس میں کرپشن ہوئی، کیا kick backs ہوئے؟ اس کے علاوہ Mass Transit System پر 5۔ارب روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے اور مزید 11۔ارب روپیہ اس کے لئے رکھا جا چکا ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہیں گے کہ دیہاتوں کا کیا قصور ہے کہ وہاں پر کوئی سڑک نہیں بن رہی، وہاں کوئی drain system نہیں ہے، کھیتوں سے منڈی تک کی سڑکیں ٹوٹی پھوٹی پڑی ہیں اور سارا فنڈ جاتی امرا پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان تھا کہ جہاں ضرورت سے زیادہ ہو وہاں سے لے کر اس جگہ پہنچا دو جہاں ضرورت سے کم ہو اس لئے ہر چیز جاتی امرا کے ارد گرد نہ لگاتے جائیں۔ اگر لاہور ہی میں لگانا ہے تو یہاں پر شاہدرہ ہے، ایک موریہ پل ہے اور کوٹ خواجہ سعید ہے جہاں سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں چند ایک تجاویز بھی دینا چاہتا ہوں کہ کسانوں سے بیراجوں پر جو ٹیکس لیا جاتا ہے اس کو ختم کیا جائے۔ Environment کے لئے بہت کم پیسا رکھا گیا ہے۔ لاہور کے اندر رہتے ہوئے نیلا آسمان نظر نہیں آتا smoke emitting vehicles کو کنٹرول کیا جائے اور environment friendly کی طرف توجہ دی جائے اس کے لئے اس شعبہ کو مزید پیسا دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! یہاں Mechanism of Agriculture کا ذکر کیا گیا ہے تو پتا نہیں انہوں نے کون سے حاتم طائی کے پیٹ پر لات ماری ہے۔ میں نے جب پڑھا تو وہاں لکھا ہوا تھا کہ agriculture کی mechanization کے لئے راولپنڈی میں ریسٹ ہاؤس تعمیر ہوگا۔ اس طرح کی جتنی چیزیں ہیں ان پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آخر میں آپ کی خدمت میں تین چار شعر عرض کروں گا کہ:

سنا تھا جشن ہوگا اور گھر گھر روشنی ہوگی (سولر انرجی سے)
نہیں معلوم یہ تیری تقریب کب تک ملتوی ہوگی
تقاضا وقت کا اقبال کیا ہے میں سمجھتا ہوں
میں اپنے ہونٹ سی لوں مگر یہ خودکشی ہوگی

جناب سپیکر! آخری شعر ہے کہ:

یہ بے مقصد سفر اب ختم ہو جاتا تو اچھا تھا
نہ تم سے رہبری ہو گی نہ ہم سے پیروی ہو گی

جناب چیئرمین: شکریہ۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا نور من نور اللہ۔ میں سب سے پہلے مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے پانچویں، حکومت کے دورانیے، اس عرصہ کا آخری بجٹ پیش کرنے پر، وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، قائد محترم میاں محمد نواز شریف کی خصوصی ہدایات اور عوامی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک متوازن غریب پرور، عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس موقع پر محکمہ منصوبہ بندی، محکمہ خزانہ پنجاب کے تمام افسران، اہلکاران اور وہ تمام لوگ جنہوں نے اس بجٹ کی تیاری میں حصہ لیا ہے کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں بجٹ پر بحث کے اس موقع پر اپنے خیال کے مطابق اس کی لمبی چوڑی figures کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں سمجھتا جس طرح وزیر خزانہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اور حکومتی بنچوں کے ساتھیوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ ایک ایک محکمہ کو، ایک ایک آئٹم اور ایک ایک figure کو بیان کیا۔ میں تو وہ بات کروں گا جو میرے ذہن میں تجاویز ہیں اور جو اچھی بات ہے میں اس کو سراہوں گا۔ میں وہ بات کروں گا جو عام لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو، جو ایک چھابڑی والا، ایک مزدور، ایک ہاری اور کسان سمجھ سکے۔ میں اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کے جھوٹے الزامات اور ان کے جو میگا سیکنڈل کے اوپر پردہ پوشی ہے اس کو بے نقاب کرنے کی کوشش کروں گا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: چور مچائے شور۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے بڑی خاموشی کے ساتھ قائد حزب اختلاف کی تقریر سنی اور ابھی ان کے باقی ساتھیوں کی بھی تقاریر سنی ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ کون کون شخص کتنے کتنے پانی میں ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ یہ کس کی بولی بولتے ہیں، یہ کس کے payroll پر ہیں اور یہ کس کس کے ڈاکے پر پردہ ڈالنے کے لئے کس کا ایجنڈا لے کر یہاں پر آئے ہوئے ہیں۔ ہم سے کوئی بات چھپی نہیں

بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ پنجاب کی 9 کروڑ عوام وفاقی حکومت کی ڈاکا زنی سے اور ان کے ڈاکوں سے پوری طرح واقف ہے۔

جناب چیئرمین! تمام محکموں میں جو allocations رکھی گئی ہیں میں ان تمام کو appreciate کرتا ہوں۔ میں بالخصوص زراعت کے بارے میں بات کروں گا کہ اس ملک پاکستان کے لئے زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ملک کی معیشت پر جب بھی برا وقت آیا تو میں آپ کو دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ سرمایہ دار اور دوسرے لوگ اس ڈوبتی ہوئی معیشت کو سہارا نہیں دے سکیں گے جب بھی اس ملک کی ڈوبتی ہوئی معیشت کو سہارا ملے گا تو وہ زراعت کی طرف سے ہو گا اس لئے جو بجٹ زراعت کے لئے رکھا گیا ہے میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور دو چار چیزیں اس میں add کروں گا۔ میں نے پچھلے بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے یہ گزارش کی تھی کہ Laser Leveler کے ساتھ ساتھ زراعت میں استعمال ہونے والی مشینری پر subsidy دی جائے۔ اس کے علاوہ کھاد کی ترسیل اور خرید وفروخت کو اتنا شفاف بنایا جائے کہ جب بجائی کا وقت ہو تو اس وقت کسان کو کنٹرول ریٹ پر کھاد ملے نہ کہ اس کو مہنگے داموں کھاد ملے۔ اسی طرح بجلی کے ٹیوب ویل اور جو باقی آبپاشی کے ذرائع ہیں ان میں بھی حکومت کو subsidy دینی چاہئے۔ پاکستان کے اندر جو بھی چیز پیدا ہوتی ہے اُس کا ریٹ مقرر کرنے کے لئے authorities قائم ہیں لیکن بے چارہ ایک کسان ہے جس کی production کا ریٹ مقرر کرنے کے لئے کوئی regulatory authority یا کوئی price fixing committee نہیں ہے جو اس کی production کے مطابق قیمت مقرر کرے۔ جو قیمت اس کی کاشت کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومتِ وقت نے مقرر کر دینی ہے وہ بے چارہ کسان اس کو بیچنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ اسی طرح Solar Energy کے اوپر ٹیوب ویلوں کی subsidy کا اعلان کیا گیا تھا میں اُس پر حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن میں یہ تجویز بھی دوں گا کہ اگر ممکن ہو تو اس کی تعداد double کی جائے۔ اسی طرح Solar Energy کے منصوبوں کو بھی double کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری زمینوں کو پانی سیراب کرنے کے نہری نظام کے سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے مزید فنڈز مہیا کئے جائیں۔ میں energy کے شعبہ کے بارے میں چند تجاویز دے کر اپنے دوستوں کے کچھ گھناؤنے جرائم کی تفصیل بیان کرکے اجازت لوں گا۔ Energy sector کے بارے میں ہمارے کچھ دوستوں نے یہ بات کی کہ فلاں سال میں اتنے پیسے رکھے گئے، فلاں سال میں اتنے اور فلاں سال میں اتنے میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے planning کی گئی۔ اُن دوستوں کو میں یہ شیشہ

دکھانا چاہتا ہوں کہ Energy Shortage اور بجلی کی پیداوار نہ ہونے میں وفاقی حکومت اور زرداری ٹولے نے رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ میں باخدا حلفاً کہتا ہوں کہ آج بھی یہ نیپرا اور پیپکو حکومت کے گماشتے اور غنڈے ہیں جو آج بھی حکومت پنجاب کو این او سی دینے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ میں آپ کو ایک زندہ مثال دیتا ہوں کہ میرے حلقہ میں پرائیویٹ سیکٹر کا solid waste کی بنیاد پر چلنے والا ایک power plant گزشتہ چار مہینوں سے تیار کھڑا ہے لیکن پیپکو اور نیپرا کے حواری، اس کے سرپرستوں، اس کے گروچیلوں اور گماشتوں نے آج تک اُس کا این او سی جاری نہیں کیا۔ میں اس موقع پر حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ وفاقی حکومت سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر energy کی production کی بابت این او سی اور باقی formalities کو آسان بنانے کی بات کرے اور وفاقی حکومت کو ہوش کے ناخن لیتے ہوئے پرائیویٹ سیکٹر کو اس بابت encourage کرنا چاہئے تاکہ energy کی shortage جو اس ملک کی معیشت کو ڈبونے کے قریب چلی جا رہی ہے انہیں facilitate کرتے ہوئے NOC اور اجازت ناموں کو آسان کیا جائے۔ میں اس موقع پر حکومت پنجاب سے گزارش کروں گا کہ اسے energy کو پورا اور energy generation کے لئے پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں اور incentive دینے چاہئیں۔ برطانیہ وہ ملک ہے جہاں پر تمام قسم کی energy پرائیویٹ سیکٹر دے رہا ہے، وہاں ایک یونٹ بجلی بھی گورنمنٹ پیدا نہیں کرتی اور وہاں ایک سیکنڈ کے لئے بجلی نہیں جاتی لیکن یہاں پر یہ حال ہے کہ فیصل آباد کے تمام کارخانے بند ہو چکے ہیں اور لاکھوں مزدور بے روزگار ہو چکے ہیں۔ میں وفاقی حکومت کے اُن سرغنوں، ڈاکو لٹیروں، علی بابا اور اُس کے چالیس چور ساتھیوں کو شرم دلاتا ہوں کہ ہوش کے ناخن لو اور Energy shortage حکومت پنجاب کے سامنے رکاوٹیں کھڑی نہ کرو بلکہ عوام کو سہولتیں دو۔ حکومت پنجاب کے راستے میں اگر وفاقی حکومت نے آئندہ کوئی رکاوٹ کھڑی کرنے کی کوشش کی تو پنجاب کی نو کروڑ عوام کا عوامی ریلا وفاقی حکومت اور اُس کے ٹولے کے ساتھیوں کو بہا کر لے جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: اب آپ wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ اگر اپوزیشن کو میری تقریر پر کوئی اعتراض ہے اور اُن میں ہمت ہے تو وہ اپنی باری پر دلائل کے ساتھ جواب دیں۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! Wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں wind up کر رہا ہوں۔ جس طرح حکومت پنجاب نے بڑے mega projects شروع کئے ہیں اُن پر میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں اپنے حلقہ کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ لاہور فیصل آباد جڑانوالہ روڈ کا ایک remaining portion ہے جو 17 کلومیٹر پر مشتمل ہے لہذا آئندہ بجٹ میں اُس missing portion کو مکمل کیا جائے۔ جیسا کہ لاہور کے مشرق میں border اور مغرب کی طرف دریائے راوی ہے تو اس بڑھتی ہوئی آبادی اور بہتر منصوبہ بندی کے لئے feasibility تیار کرتے ہوئے لاہور اور ہیڈبلوکی کے درمیان ایک مناسب جگہ پر پُل تعمیر ہونا چاہئے جس سے بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ہمارے لاہور کے رہائشیوں کو سستی زمین مل جائے گی اور یہ پُل لاہور، فیصل آباد، جڑانوالہ، چنیوٹ اور جھنگ کے لئے تجارت کے مقصد کے لئے بھی سودمند ثابت ہوگا۔

جناب چیئرمین! میں نے گزشتہ بجٹ تقریر میں بھی گزارش کی تھی کہ شرقپور شریف گزشتہ آٹھ سال سے تحصیل کا درجہ اختیار کر چکا ہے لیکن وہاں پر کوئی سرکاری دفتر نہیں ہے لہذا تحصیل کمپلیکس کے لئے خصوصی مہربانی کی جائے۔ اسی طرح لاہور جڑانوالہ روڈ 32 کلومیٹر شرقپور کی طرف تعمیر ہو کر مکمل ہو چکی ہے جہاں پر روزانہ حادثات رونما ہوتے ہیں لہذا وہاں پر 1122 سروس کی سہولت فراہم کی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران (ق) لیگ کی طرف سے "پرویز الٰہی زندہ باد" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آخر میں گزارش کروں گا کہ میں چند باتوں کا جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ یہاں پر اپوزیشن لیڈر اور پارلیمانی لیڈر کی تقریر سنی لیکن سوائے الزام تراشیوں کے کچھ نہیں کہا۔

جناب چیئرمین: اب آپ wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں ایک منٹ میں wind up کر دیتا ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ سپریم کورٹ کے فیصلے نہیں مانتے اور عدالتوں کی تضحیک کرتے ہیں تو خدارا اس ایوان کی تو عزت کریں۔ اگر اس ایوان کی عزت اور

ممبران کا احترام نہ ہوا تو معاملہ بگڑ جائے گا۔ یہ اپنی باری پر تو آدھا آدھا گھنٹہ تقریریں کر رہے ہیں لیکن ایک حکومتی بنچ کا بندہ کیوں نہیں بول سکتا؟

جناب چیئرمین: نہیں، اب آپ اپنی بات ختم کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! صرف آخری منٹ ہے۔ یہاں پر بات بلدیاتی الیکشن کی ہوئی ہے تو میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن سے یہ سوال کروں گا کہ تین صوبوں میں ہماری حکومت نہیں ہے تو یہ وہاں پر الیکشن کیوں نہیں کراتے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلی مقرر ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں گھڑی دیکھ کر صرف ایک منٹ میں wind up کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں، اب آپ کی بات ختم ہو گئی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب چیئرمین! آپ انہیں چپ کرائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں یہاں پر چند لوگوں کی بات اور حاجیوں کو لوٹنے کی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات کو conclude کرنے کی undertaking دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے NO, NO کی آوازیں)

(شور وغل)

جناب چیئرمین: معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور منڈا صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ بلدیاتی الیکشن کی بات کرتے ہیں، پنجاب بنک کی بات کرتے ہیں تو انہیں ڈوب مرنا چاہئے کہ جنہوں نے پنجاب بنک کے اندر 70۔ارب روپے کا ڈاکا ڈالا۔ انہیں ڈوب مرنا چاہئے کہ اب یہ بلوچستان کی بات کر رہے ہیں تو یہ اپنے گریبان میں جھانکیں کہ انہوں نے اکبر بگٹی کو قتل کیا اور یہ لوگ لال مسجد میں بچوں کے قاتل ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشرف کو وردی میں دس بار منتخب کرنے کا گھناؤنا جرم کیا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ریلوے کو تباہ کر ڈالا، پی آئی اے میں ڈاکا ڈالا، سٹیل ملز کا بھٹہ بٹھا دیا۔ موسیٰ گیلانی نے 8۔ارب روپے کا ایفیڈرین سیکنڈل میں ڈاکا ڈالا۔ ان کی اپنی رپورٹ ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں 50 فیصد گڑ بڑ ہوئی ہے تو یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں؟

جناب چیئرمین! بے نظیر بھٹو کی شہادت ان لوگوں کی وجہ سے ہوئی ہے اور یہ ملک دشمن عناصر ہیں، یہ پاکستان آرمی کے دشمن ہیں، یہ عدلیہ کے دشمن ہیں، حسین حقانی ان کا گماشتہ ہے اور کل کی رپورٹ سے ان کا بھیانک چہرہ سامنے آگیا ہے۔ (شور وغل)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیجئے۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! صرف ایک بات کرنے دیں۔ میاں محمد نواز شریف زندہ باد، میاں محمد شہباز شریف زندہ باد اور پاکستان پائندہ باد۔ شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب چیئرمین! آپ سپیکر کی Chair پر بیٹھے ہیں جبکہ یہاں پر گلی محلے کا ماحول پیدا کرنے کے لئے دو وزرا ہیں اور ہم ان کی عزت کرتے ہیں لیکن مجھے دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ انہوں نے یہ ماحول بنا دیا ہے تو یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ کیا منسٹرز کے منہ میں زبان نہیں ہے یہ خود بات کر لیں اور ماحول کو خراب نہ کریں۔

(اذانِ ظہر)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں میڈیا کو گواہ بنا کر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ پر بحث کے دوران بجٹ پر ہی باتیں کی جائیں اور اپنی طرف سے جو مرضی کہیں لیکن آپ نے جو ٹائم دیا ہے اس میں تھوڑا بہت بڑھا بھی دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن جس طریقے سے mange کر کے ماحول کو humiliate کرنے کی کوشش کی جارہی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان چار سالوں میں اپوزیشن بنچوں پر یہ چند لوگ بیٹھے ہیں جو ایک ایک دیوانے کی ہلکی بات کرتے رہتے ہیں لیکن آپ یقین کریں کہ ان متشدد حالات کے اندر انتقامی کارروائیوں سے بھری ہوئی اس حکومت میں، جو بات یہاں پر کرتا ہے تو ان کی families target بن جاتی ہیں۔ اس ماحول میں بھی اگر یہ بات کرتے ہیں تو انہیں تھوڑی سی بات کرنے کی اجازت دی جانی چاہئے۔ یہاں پر کوئی سچ بولنے والا خود بچ رہا ہے، اس کی families بچ رہی ہیں اور نہ ہی ان کے کاروبار بچ رہے ہیں۔ میں آپ کو on the floor of the House کہہ رہا ہوں لیکن ہم اس House کو involve نہیں کرنا چاہتے جب تک ہمارا صبر آخری سطح تک نہیں پہنچ جاتا، یہ ہمارے گھروں تک جاتے ہیں۔ جو کچھ یہاں پر اس حساب سے باتیں کروائی گئی ہیں اور اشارے کنائے ملفوف رکھے گئے اور نہ اپنی زبان پر کنٹرول رکھا گیا تو مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور عزت کرتے رہنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کے تمام تیر اپنے سینے پر برداشت بھی کر رہے ہیں لیکن خدارا ان کی زبان تو نہ بند کیجئے اور انہیں سن تو لیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئر مین: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس حکومت کی bad governance کے بے تحاشہ دلائل ہیں۔ ان میں سے ایک دلیل جو ہم روز دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ صوبے کے ہر طبقے کے لوگ سراپا احتجاج ہیں اور ہر وقت سڑکوں پر ہوتے ہیں۔ کبھی ڈاکٹر سڑکوں پر ہوتے ہیں کبھی نرسیں، کبھی پیرا میڈیکل سٹاف، کبھی بس ٹرانسپورٹرز اور کبھی مزدور سڑکوں پر ہوتے ہیں۔ ہر شخص سڑکوں پر آیا ہوا ہوتا ہے کیونکہ یہ حکومت ان کو یہ حقوق نہیں دے رہی ہے۔ میں اس وقت اپنے صوبے کے ہزاروں اور ہر شہر کے ہزاروں ایسے بچوں کی جو اپنی نمائندگی خود نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے معاشرے کے وہ دُھتکارے ہوئے بچے ہیں، وہ معذور بچے ہیں جن کے پاس رہنے کے لئے گھر ہیں اور نہ ان کو کوئی تحفظ مہیا کرتا ہے۔ یہ حکومت جس کے خادم اعلیٰ، سُنا ہے کہ ان کے دل میں بہت رحم ہے۔ یہ ان کی responsibility ہے کہ وہ ان بچوں کو ہر قسم کا تحفظ دے لیکن اس حکومت کے پچھلے چار سال کے بجٹ اور اس بجٹ میں

بھی یہ بہت واضح ہے کہ اس کام کو جو سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے شروع کیا تھا جو واقعی ایک درد مند دل رکھتے تھے، اس کام کا گلا بتدریج آہستہ آہستہ گھونٹا جا رہا ہے۔ چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کے نام پر ایک ڈیپارٹمنٹ شروع کیا گیا تھا۔ یہ ڈیپارٹمنٹ ہمارے بچوں کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ ان بچوں کے لئے تھا جن کے پاس نہ گھر ہیں، جو سڑکوں پر اپنی زندگی گزارتے ہیں، جو عدم توجہی کا شکار ہیں اور جن پر ہر قسم کا تشدد ہوتا ہے۔ چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کے patron خادم اعلیٰ صاحب ہیں۔ میں یہ جاننا چاہوں گی کہ پچھلے چار سال سے وزیر اعلیٰ خادم اعلیٰ نے اس ڈیپارٹمنٹ کی ایک بھی بورڈ میٹنگ کیوں نہیں کی، کیا اُن کے دل میں ان بچوں کا اتنا زیادہ درد ہے اور کیا ان بچوں کا قصور یہ ہے کہ یہ پروگرام چودھری پرویز الٰہی کی حکومت کا تھا؟ جس طرح ایمبولینس 1122 کا initiative تھا اور وہ اب چل رہا ہے اسی طرح اس ڈیپارٹمنٹ کا بھی نمبر تھا جس کی ہیلپ لائن 1121 ہے۔ میرا خیال ہے کہ تین سال میں جہاں تک اس کو پھیلایا گیا اس کے بعد اس کی awareness پر ہر بجٹ میں ban لگا دیا گیا تاکہ کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ ایسی بھی کوئی جگہ ہے جہاں پر اس طرح کے بچوں جن کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس حکومت کی priority میں سب سے lowest priority میں بھی یہ بچے نہیں آتے۔ یہ کس قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ ہم خدمت کرنے کے لئے آئے ہیں؟ یہ تو صرف وہ کام کرتے ہیں جہاں سے ان کو ووٹوں کی امید ہو۔ یہ بچے اپنے حقوق کو منوانے کے لئے سڑکوں پر نکل سکتے ہیں نہ انہوں نے ان کو ووٹ دینے ہیں اس لئے ان کی ترجیح ہی نہیں ہے کہ ان بچوں کے لئے کچھ کیا جائے۔ سابقہ دور حکومت میں جب پرویز الٰہی صاحب کی حکومت تھی اُس وقت جب یہ ڈیپارٹمنٹ بنایا گیا تو تین سال کے عرصے میں اس کو پانچ شہروں میں پھیلایا گیا، اس کا بہترین بجٹ رکھا گیا، ہزاروں بچوں کی مدد کی گئی، ان کو سڑکوں سے اٹھایا گیا، ان کو ڈرگ مافیا سے ریسکیو کرایا گیا اور ان کے گھروں تک پہنچایا گیا۔ ان کے لئے فیملی سپورٹ پروگرام بنایا گیا جس میں ہزارہا فیملیوں کو سپورٹ دی گئی تاکہ وہ خود poverty level سے اوپر آ جائیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: پرویز الٰہی زندہ باد، پرویز الٰہی زندہ باد۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: آج کروڑ سے زیادہ لوگ poverty level سے نیچے جا رہے ہیں۔ اگر یہ حکومت کوئی نئے پروگرام شروع نہیں کر سکتی یا ان میں وسعت ہی نہیں ہے یا ان کی طاقت نہیں ہے یا ان کی priority نہیں ہے تو کم از کم جو پروگرام پچھلی حکومت نے شروع کئے تھے ان کا گلا تو نہ گھونٹا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہر بجٹ میں اس پر کٹوتی ہوتی ہے، کئی سالوں سے اس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی چیئرپرسن نہیں ہے اس لئے نہیں ہے کہ چیئرپرسن کے لئے شاید کوئی مراعات نہیں ہیں۔ شاید ان کو ابھی تک اپنی کابینہ میں سے یا ایم پی ایز میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو یہ کام فری کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ ان بچوں کے لئے لاہور اور گوجرانوالہ میں custom bill facility بنائی گئی تھی۔ چار سال ہو گئے ہیں گوجرانوالہ میں لڑکیوں کے لئے facility ابھی تک ادھوری ہے اس کے لئے ساری austerity derive اس قسم کے فلاحی کاموں پر استعمال ہوتی ہے۔ لاہور میں جہاں پانچ سو بچوں کی رہائش اور تعلیمی سہولت کے لئے ادارہ بنایا گیا تھا اس ادارے میں اس وقت پچاس سے زیادہ پوسٹیں خالی پڑی ہیں اور یہ پچھلے چار سالوں سے خالی پڑی ہیں۔ کیا حکومت نے یہ ساری austerity ان بچوں کی تعلیم کو روک کر ہی حاصل کرنی ہے؟ وہاں پر جو ڈاکٹر کی پوسٹ ہے وہ بھی خالی پڑی ہوئی ہے، سائیکالوجسٹ اور چائلڈ پروٹیکشن آفیسرز کی بھی ساری پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ یہ ادارہ ان بچوں کی نگہداشت کرنے والا ادارہ ہے جن کا کوئی نگہداشت کرنے والا نہیں ہے۔ اگر ان بچوں کی دعائیں نہیں لے سکتے تو کم از کم ان کی بددعائیں تو حکومت نہ لے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ جو پانچ شہروں میں کام شروع ہوا تھا جس میں لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی اور سیالکوٹ ابھی تک اس حکومت نے بجائے اس کے کہ اس کام کو آگے پھیلایا ہو، چاہئے تو یہ تھا کہ خادم اعلیٰ جو اتنے نرم دل کے انسان ہیں یہ کام دس نہیں تو بیس شہروں تک تو پھیلا دیتے لیکن یہ تو وہیں کا وہیں ہے۔ ان پوسٹوں کو fill نہیں کیا جا رہا اور ان ڈاکٹروں کو کوئی سہولت بھی نہیں دی جا رہی ہے۔ فیملی سپورٹ پروگرام جو انہی بچوں کی فیملی کو غربت سے نکال کر اپنے روزگار کمانے کے لئے بنایا جا رہا تھا وہ سارے پروگرام کو ban کر دیا گیا ہے۔ کیا ان سارے پروگرام کا قصور یہی ہے کہ یہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کی حکومت کا بنایا ہوا ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: چار سال پہلے اگر آپ اپنی نظریں دوڑا کر دیکھیں تو ان پانچوں شہروں میں جہاں یہ کام ہو رہا تھا آپ کو کوئی بچہ سڑک پر نظر نہیں آتا تھا جو سڑکوں پر سو رہا ہو۔ چار سال سے اس پروگرام کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے اب کسی کو ریسکیو نمبر کا بھی پتا نہیں ہے۔ اگر کوئی کسی بچے کو دیکھے تو اس کو کیا معلوم ہے کہ 1121 جو اس حکومت کا ڈیپارٹمنٹ ہے اس حکومت کا نمبر ہے وہاں فون کریں تو ایک ٹیم آ کر اس بچے کو وہاں سے لے جا کر اس کو تحفظ فراہم کرتی ہے؟ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے لوگوں

کے ایک دوست پروگرام کو اس بے دردی اور اس برے طریقے سے ختم کیا گیا اور آئندہ بھی اس کو ختم کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح اونٹ دوڑ میں استعمال میں ہونے والے بچے جو بیرونی ممالک سے بارہ سو کی تعداد میں لائے گئے تھے ان میں سے ابھی بھی کئی بچے ایسے ہیں جن کو پچھلی حکومت نے as compensation پیسے دیئے تھے وہ ابھی تک نہیں پہنچے اور وہ پیسے اس حکومت میں آگے پیچھے ہو رہے ہیں۔ بہت سارا ایسا سٹاف تھا جس نے یہ سارا کام کیا تھا لیکن چار سال ہو گئے ہیں ابھی تک ان کو تنخواہیں ہی نہیں دی گئیں۔Austerity ساری لے دے کر اس طرح کے فلاحی کاموں پر ہی آجاتی ہے۔Austerity کرنی ہو تو حکومت نے جو کروڑوں روپے کی گاڑیاں خریدی ہیں وہ نہ خریدے جبکہ حکومت وعدہ بھی کرتی ہے کہ ہم نہیں خریدیں گے۔اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ بہت ہی کم ہیں۔ میری تجویز ہے اور میں چاہوں گی کہ حکومت اس کو غور سے سنے اور اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے فنڈز increase کرے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ سوائے ہماری حکومت کے باقی انٹرنیشنل لیول پر اس ڈیپارٹمنٹ کو اتنا claim کیا گیا کہ یہ ایشیاء کی best practices میں سے ایک practice ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف:چودھری پرویزالٰہی زندہ باد، چودھری پرویزالٰہی زندہ باد۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: خادم اعلیٰ کو یہ بہت ہی بُری practice نظر آتی ہے تب ہی انہوں نے تکلیف نہیں کی کہ چار سالوں میں وہ کم از کم ایک بار ہی بورڈ میٹنگ call کر لیں۔ ایک ڈی جی کے حوالے پورا ڈیپارٹمنٹ کیا ہوا ہے۔ لاکھوں بچوں نے اس سے فائدہ حاصل کرنا تھا اور اب کوئی بچہ بھی نہیں ہے جو اس سے فائدہ حاصل کر سکا ہو کیونکہ ہر چیز کو بالکل crush کر دیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے لئے فنڈز بڑھائے جائیں۔اس کے لئے گوجرانوالہ میں جو بلڈنگ بننی شروع ہوئی تھی اس کو بھی مکمل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: پلیز، wind up کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: باقی جو شہر ہیں جیسے ملتان جہاں پر rent پر بلڈنگ لے کر کام کیا جا رہا تھا وہاں پر حکومت باقاعدہ custom bill facilities دے۔ اگر ایک سال میں دس ہزار فیملیوں کے لئے income generation اس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے کروائی جا سکتی تھی تو اب تک کم از کم کئی لاکھ فیملیوں کی income generation کروا دینی چاہئے تھی لہذا اس پر فنڈ expend کیا جائے۔ اگر ایسے کاموں پر یہ اپنی حکومت بجٹ کا ایک اچھا حصہ رکھے گی تو آپ دیکھیں گے کہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بہتر ہو گا۔ یہ مسئلہ اس لئے ہے کہ سڑکوں پر جب اس طرح کے بچے زندگی گزار کر بڑے ہوتے ہیں تو وہی

پھر جرائم پیشہ لوگ بن جاتے ہیں۔اگر مہنگائی کی وجہ سے لوگ کھانا نہیں کھا سکتے تو پھر وہ بھوک سے مر جائیں گے،اگر بیمار ہوں گے تو ہسپتال میں غیر معیاری ادویات لینے سے وہ فوت ہو جائیں گے،وہاں ہماری population کنٹرول ہو جائے گی اور باقی جو رہ جائیں گے وہ بے روزگاری کی وجہ سے خودکشیاں کر لیں گے۔اس کے علاوہ لوگ لاء اینڈ آرڈر کی زد میں آکر ختم ہو جائیں گے تو ہمارا بجٹ بہت اچھے طریقے سے پورا ہو جائے گا کیونکہ ہماری population control بہت بہترین طریقے سے بجٹ سے ہو جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ بات کر لیں، next آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب چیئرمین! میں ایک بہت اہم اور افسوسناک بات کرنا چاہ رہی تھی بلکہ اپیل کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! بجٹ بحث کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: پلیز! وہ ایک انفارمیشن دینا چاہ رہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، مجھے زیادہ بہتر پتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ کو نہیں پتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ کو Rules کا نہیں پتا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب چیئرمین! یہ بد تمیز عورت ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! یہ کون ہوتے ہیں مجھ سے مخاطب ہونے والے، یہ آپ سے مخاطب ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ دونوں تشریف رکھیں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب چیئرمین! ہمارے شہنشاہ غزل مہدی حسن کی وفات ہو گئی ہے جو کہ ہمارے ملک کا عظیم سرمایہ اور عزت تھے۔ انہوں نے نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں اپنے ملک پاکستان کا نام روشن کیا ہے۔ جب میں نے افسوسناک بات کی تو اس پر میری ساتھی ممبر بول پڑی ہیں میں آخر میں اس پر بھی بات ضرور کروں گی۔ میں اس ایوان کی معزز ممبر ہونے کے ناتے سے اپیل کرنا چاہ رہی تھی کہ اتنا بڑا سرمایہ جو اس دنیا سے چلا گیا ہے، میں وفاقی حکومت سے اپیل کرتی ہوں کہ ایک دن کی چھٹی دی جائے کیونکہ وہ بہت بڑا نام، بہت بڑی شخصیت اور ہر دل عزیز تھے۔ ہر دل میں غم ہے، میں ایک آخری بات ضرور کروں گی کہ میری اس بات پر جو شور اٹھا ہے جو قومیں، انسان، حکومتیں اور ملک اپنے اثاثوں اور اپنی تاریخ کو بھول جاتے ہیں وہ مٹ جاتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں! شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے آج اس ایوان میں دسویں دفعہ بجٹ تقریر بحث کرنے کا موقع مل رہا ہے جس پر میں خدا تعالیٰ کی شکر گزار ہوں لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ پانچ سال تک ایک ملٹری ڈکٹیٹر کے بارے میں بات کی اور آج جو صوبہ پنجاب کے اندر پانچ سال سے سول ڈکیٹیٹر شپ رائج ہے اس بارے میں بات کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! بجٹ تقریر کے اندر جو کہ میرے پاس پچھلے پانچ سالوں کی یہ پانچ کتابیں موجود ہیں اور خاص طور پچھلے سال کی بجٹ تقریر بہت زیادہ relevant اس لئے ہے کیونکہ جو کچھ پچھلی دفعہ کہا گیا، جو figures quote کئے گئے اس بجٹ میں یہ totally different ہیں۔ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ یہ جس طرح ہم کہتے ہیں کہ اس House میں بجٹ پیش کر کے House میں کاغذی کارروائی پوری کی جاتی ہے اور غلط facts and figures quote کئے جاتے ہیں یا دوسری اس کی مثال یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی کرپشن کا وہ کارنامہ ہے کہ یہاں کچھ کہا گیا اور وہاں کچھ کہا گیا اور میں اس کو مختلف Heads کے ساتھ prove بھی کروں گی۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے سب سے پہلے بجٹ تقریر کے اندر جس بات کا رونا رویا وہ توانائی کا بحران تھا۔ میں بھی ایک پاکستان کی شہری ہونے کے حوالے سے سمجھتی ہوں کہ توانائی کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور ہمارے ملک کے اندر توانائی کا بہت بڑا بحران ہے جس سے پاکستانی عوام نبرد آزما ہیں لیکن اس میں یہ کہنا کہ وفاقی حکومت جان بوجھ کر یہ سب کچھ کر رہی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ صوبوں کے بیچ میں منافرت پھیلا کر ڈکٹیٹر کو شاید کوئی فائدہ ہو جائے لیکن سیاسی پارٹی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ اگر کل کو کراچی یہ کہنا شروع کر دے کہ ہم اس ملک کو

سب سے زیادہ ریونیو دیتے ہیں اور ہم اپنا ریونیو پنجاب کے ساتھ شیئر نہیں کرتے تو ہم کہاں جائیں گے؟ میں گزارش کروں گی کہ مسلم لیگ(ن) جو صوبائی منافرت کی سیاست کر رہی ہے اس کو اس سے باز آنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! 2009 میں آج سے تین سال پہلے 200 ڈیم بنانے کی نوید دی گئی تھی، میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں ہیں؟ 2011-12 میں تونسہ بیراج، شمسی توانائی کے ٹیوب ویل اور ان تمام چیزوں پر بات کی گئی تھی میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کہاں ہیں؟ میں پچھلی بجٹ تقریر کے دو جملے جو ان کی بجٹ تقریر کے ہیں put کرنا چاہتی ہوں۔ وزیراعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف کی مساعی کے نتیجے میں حال ہی میں منعقدہ 2011 کے Council of Common Interests کے اجلاس میں صوبوں کو بجلی پیدا کرنے کے حوالے سے مزید اختیارات حاصل ہو چکے ہیں، یہ اس House میں کہا گیا، اس House میں اس کی دلیل بھی دی گئی اور آج یہ کہنا کہ ہمارے پاس اختیارات نہیں ہیں، میری پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اپنے فرائض سے آنکھیں چرانے والی بات ہے اور اس طرح لوگوں کو بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر جو پچھلے بجٹ میں 9۔ارب روپیہ انرجی سیکٹر کے لئے مختص کیا گیا تھا میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ 9۔ارب روپیہ کہاں گیا؟ انہوں نے خود کہا کہ مذکورہ بالا اثبات کی بناء پر، وفاقی حکومت کے طرز عمل کی بنا پر بجلی پیداوار میں کوئی پیشرفت نہیں ہو سکی۔ میں پوچھتی ہوں کہ یہ 9۔ارب روپیہ جو بجلی پیدا کرنے کے نام پر رکھا گیا تھا یہ کہاں خرچ کیا گیا؟ اس بجلی کے بحران پر 2009-10 پر بات کی گئی، کبھی پانچ سو میگاواٹ کی بات کی گئی، کبھی بیراجوں کی بات کی گئی، کبھی 200 ڈیم بنانے کی بات کی گئی؟ اور نتیجہ zero ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ڈرامے اور یہ تمام چیزیں کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لینا چاہئے۔ یہ میں نے نہیں کہا بلکہ یہ آپ کے وعدے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات اس کے اندر جو میں کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ 29۔ارب روپے کی لاگت سے 10 منصوبوں کی feasibility report مکمل کی جا چکی ہے، اس حکومت کو جانے کے لئے چار سے پانچ مہینے رہ گئے ہیں اور ابھی بھی یہ feasibility report پر چل رہے ہیں۔ اپنے لئے کہتے ہیں کہ ہمیں منصوبوں کے لئے چار سے پانچ سال کا عرصہ درکار ہے جب یہ بات کوئی اور کرے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرا صفحہ نمبر 4 پر تونسہ کے مقام پر 120 میگاواٹ کی پن بجلی کی بات کی گئی تھی same last year یہ بات کی جا چکی ہوئی ہے لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ اب ایک اہم بات جس سے میں نے بات شروع کی تھی۔ پچھلی تقریر کے صفحہ نمبر 13 پر کہا گیا کہ ایک مختصر مدت

میں خادم اعلیٰ پنجاب کی اپیل پر ایک ارب 40 کروڑ روپے سے زائد کے عطیات جمع ہوئے ہمیں جو 2011-12 میں کتاب دی گئی اس میں ہمیں کہا گیا کہ ایک ارب اور 55 کروڑ روپے اکٹھے ہوئے، میں کس کو سچ مانوں؟ جو پچھلی دفعہ جھوٹ کہا گیا یا جو ابھی جھوٹ کہا جا رہا ہے؟ اتنا بڑا figure یعنی 15 کروڑ روپے کا figure غلط quote کیا گیا یا کرپشن کی گئی ہے۔ پچھلی دفعہ کہا کہ ایک ارب 55 کروڑ روپے اکٹھا ہوا اور اس کتاب میں کہتے ہیں کہ ایک ارب 40 کروڑ روپے اکٹھا ہوا، میں پوچھتی ہوں کہ یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر! اس کے بعد جو دوسری اہم بات ہے جس میں ماڈل ویلج کی بات کی گئی تو یہ بالکل ایک ایک لفظ پچھلی تقریر کا same ہے۔ اس میں 22 ماڈل ویلج کی بات کی گئی جبکہ پچھلے بجٹ میں 67 ماڈل ویلجز کی بات کی گئی تھی تو اس کا یہاں کوئی ذکر اور نام ونشان نہیں ہے۔ وہ 67 ماڈل ویلجز جس کی بات کی گئی تھی وہ جھوٹ تھا، وہ فراڈ تھا اور اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اب ایک اور کارنامہ ان کا دیکھیں کہ اس بجٹ تقریر کے اندر صفحہ نمبر 8 پر انہوں نے کہا کہ ہم نے تعلیم یافتہ اور ہنر مند افراد کو پچاس ہزار روپے تک بلا سود قرضے دینے کا پروگرام شروع کیا تھا۔ پچھلی تقریر کے صفحہ نمبر 12 پر 20 ہزار روپے کی بات ہوئی ہے، اس پچاس ہزار روپے کا کیا مطلب ہے؟ پچھلی دفعہ غلط quote کیا تھا یا اس دفعہ غلط quote کیا ہے؟ ان کی ہر ایک figure میں کرپشن اور تضاد ہے جو ان کی اعلیٰ کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کہ پچھلی دفعہ جو 20 ہزار روپیہ کہا گیا تھا، اس دفعہ پچاس ہزار روپیہ کہا گیا ہے اور ہم دے چکے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ اس کے بعد دو اہم چیزیں آپ کے knowledge میں لانا چاہتی ہوں وہ یہ ہیں کہ اب جو انہوں نے Subsidies on Tractor Scheme کی بات کی تھی۔ اس دفعہ کی بجٹ تقریر میں بھی اس کا ذکر ہے اور پچھلی دفعہ کی بجٹ تقریر میں بھی اس کی بات کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ بیس ہزار ٹریکٹروں کے لئے 2- ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے پچھلی بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر 5 ہے۔ پچھلی دفعہ جب انہوں نے ٹریکٹر دیئے تھے اس وقت دس ہزار ٹریکٹروں کا ذکر کیا گیا تھا اور یہاں یہ بیس ہزار quote کر رہے ہیں۔ یہ بھی ایک غلط figure ہے جو میں آپ کے سامنے لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر! اب اس کے بعد سب سے اہم بات جو میں اس House کے علم میں لانا چاہتی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر کوئی ذی شعور آدمی اس House میں بیٹھا ہے تو اس کو یہ بات اپنے تمام حکام بالا سے پوچھنی ہو گی کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ پچھلی بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر 21 جس پر انہوں نے ہمیں یہ نوید سنائی کہ ہم لیپ ٹاپ بانٹیں گے۔ ایک لاکھ لیپ ٹاپ انہوں نے 2- ارب روپے سے بانٹنے

کی بات کی،اس سال 4-ارب روپے ایک لاکھ پچیس ہزار لیپ ٹاپ کے لئے رکھے گئے ہیں۔ صرف پچیس ہزار لیپ ٹاپ کی وجہ سے انہوں نے 2-ارب روپے کا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ کسی طرح سے بھی ممکن نہیں ہو سکتا اگر پچھلے بجٹ میں 2-ارب روپے سے ایک لاکھ لیپ ٹاپ دیئے گئے ہیں تو اس بجٹ کے اندر 4-ارب روپے سے ایک لاکھ پچیس ہزار لیپ ٹاپ دیں گے ؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر! کرپشن کی اس سے بڑی اور کھلی exampleاور کیا ہو سکتی ہے ، مجھے دنیا میں کوئی ایسا ریٹ بتا دیں جس میں پچیس ہزار لیپ ٹاپ 2-ارب روپے سے آتے ہوں۔ یہ میں خود نہیں کہہ رہی بلکہ ان کی اپنی statements کہہ رہی ہیں۔اس کے بعد بھی اگر suo-moto نہ ہوں تو میں صرف افسوس کا اظہار ہی کر سکتی ہوں۔اسی طرح آٹے کی قیمت کو مناسب سطح پر برقرار رکھنے کے لئے پچھلے سال 13-ارب روپے رکھے گئے تھے اور یہ میں نہیں کہتی صفحہ نمبر 9 پر پچھلی بجٹ تقریر میں کہا گیا ہے اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ آٹے کی سبسڈی کے لئے 27-ارب 50 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ایک طرف یہ کہنا کہ ہم گندم میں خود کفیل ہو گئے ہیں ایک طرف یہ کہنا کہ ہم نے landmark کام کر دیئے ہیں دوسری طرف آٹے کی قیمت کو صرف مناسب قیمت پر رکھنے کے لئے ڈبل اضافہ کر دیا گیا ہے۔13-ارب روپے سے 27-ارب 50 کروڑ روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ آپ کون سا سونے کا آٹا لوگوں کو کھلانے جا رہے ہیں یا یہ کون سی سبسڈی ہے جس کو ڈبل اور ٹرپل کر دیا گیا ہے ؟اس کے بعد سی این جی بسوں کی بات بھی کر لیتے ہیں ایک طرف تو خادم اعلیٰ پنجاب کے پیسے کے اوپر مظاہرے arrange کروا رہے ہیں کہ سی این جی نہیں ہے ، گیس نہیں ہے پٹرول نہیں ہے اور بجلی نہیں ہے دوسری طرف جب حکومت پاکستان اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ چونکہ ملک کے اندر گیس کی shortage ہے ہم لوگوں کو LNG پر اور LPG کے اوپر لے کر آئیں۔ یہ جو آپ سی این جی بسیں لا کر کارنامہ سرانجام دینے جا رہے ہیں اس کو چلائے گا کون ؟ یہ بسیں کس سی این جی کے اوپر چلیں گی جبکہ ملک کے اندر سی این جی available ہی نہیں ہے۔ سی این جی کی گیس خرچ کرنے سے صنعتوں کو گیس نہیں مل رہی اور ہمارے بہت سارے ڈیپارٹمنٹ کام نہیں کر پا رہے۔ لوگوں کو سی این جی نہیں مل رہی اور یہ لوگوں کو سی این جی بسیں لا کر دے رہے ہیں، مجھے نہیں پتا کہ یہ کس سٹیشن سے سی این جی لائیں گے ؟

جناب سپیکر!اس کے بعد میں ماڈل بازاروں کے متعلق عرض کروں گی کہ ان کے لئے پچھلے سال 20 کروڑ 93 لاکھ روپے رکھا گیا تھا اور اس دفعہ جیسے بہت شاہانہ ماڈل بازار بننے جا رہے ہیں جس کے لئے 44 کروڑ 70 لاکھ روپے رکھے گئے اور یہ تقریباً ڈبل کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ماڈل بازار رائیونڈ کی کسی قیمتی زمین کے اوپر لگنے جا رہے ہیں جس کے اوپر ڈبل خرچہ ہونا ہے۔اس کے بعد 11-2010 میں یہ خود کہتے ہیں کہ ہم نے دو سالہ عارضی کاشت سکیم متعارف کروائی تھی اس کے لئے انہوں نے پانچ ہزار دو سو اکاسی کاشتکاروں کو زمین دے دی ہے اور پچھلی بجٹ تقریر میں انہوں نے کہا کہ پانچ ہزار کاشت کاروں کو already ہم زمین دے چکے ہیں۔ اس کا مطلب ہے اس سال کی کارکردگی صرف دو سو اکاسی کاشت کار ہیں۔ زراعت کے حوالے سے ان کی یہ کارکردگی ہے۔اس کے علاوہ TEVTA کے لئے بجٹ میں cut لگایا گیا ہے، TEVTA کے لئے پچھلی دفعہ 2۔ارب روپے رکھے گئے تھے لیکن اس دفعہ ایک ارب پچاس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔اب میں آپ کو تین چار cuts بتانا چاہتی ہوں یہ جو کہتے ہیں کہ ہم بہت پیسا لگا رہے ہیں ہماری بڑی good governance ہے۔ جن دو تین اہم شعبوں کے اندر cut لگائے گئے ہیں وہ میں آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں۔ پہلے تو TEVTA کے اوپر cut لگایا گیا ہے، صحت کے متعلق عرض کروں گی کہ سرکاری ہسپتالوں میں مفت ادویات کے لئے پچھلی دفعہ 5۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے تھے اس دفعہ اس پر cut لگا کر اس کو 5۔ارب روپے پر لے آئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ صحت کے شعبے میں خدمت ہو رہی ہے کہ لوگوں کو پہلے ہی مفت دوائیاں نہیں مل رہی ہیں اور آپ مزید اس پر cut لگا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ Hepatitis Programme جس کے بارے میں پچھلی دفعہ کہا گیا تھا اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ پچاس موبائل ہسپتال تھے ان کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے اور اس کے علاوہ Millennium Development Goal جو صحت کے لئے ترقیاتی پروگرام میں پچھلی دفعہ 8۔ارب 50 کروڑ روپے رکھا گیا تھا اس پر cut لگا کر اس دفعہ 5۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، جس سے صحت کے ترقیاتی فنڈ کے اندر 3۔ارب روپے کا cut لگایا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ پنجاب کے لوگوں کی صحت کے ساتھ کیوں کھیلنا چاہتے ہیں؟ کیا ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں ہر چیز مہیا ہو گئی ہے، تمام ترقیاتی کام ہو چکے ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر 3۔ارب روپے کا cut ایک بہت بڑا سوال ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ملتان میں پچھلی دفعہ جدید جنرل ہسپتال کی بات کی گئی تھی اور اس دفعہ پھر جنوبی پنجاب کے ساتھ وہی زیادتی ہے، جنوبی پنجاب کے لوگ جو بار بار روتے ہیں کہ ملتان کا جنرل ہسپتال کاٹ کر پھر لاہور میں ایک امیر الدین میڈیکل کالج بنایا جا رہا ہے۔ اسی طرح جنوبی پنجاب کے حوالے سے ایک اہم figure میں جناب کو quote کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے 2010-11 میں صفحہ نمبر 18 پر ان کی اپنی تقریر کے مطابق جنوبی پنجاب کا بجٹ 36 فیصد تھا جس کو دو سال میں مسلسل کاٹا گیا ہے پچھلی بجٹ تقریر بھی میرے پاس موجود ہے اب اس کو 36 فیصد سے کاٹ کر 32 فیصد پر لایا گیا ہے اور اس دفعہ پھر انہوں نے اس کو recognize کیا ہے کہ ہم ان کو 32 فیصد دے رہے ہیں۔ اس طرح سے چار فیصد بجٹ جنوبی پنجاب کا انہوں نے کاٹ لیا ہے لیکن آج بھی یہ جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ترقیاتی پروگرام کے حوالے سے میں عرض کروں گی کہ انہوں نے جو یہ کہا ہے مقامی حکومتوں کے حوالے سے، ضلعی حکومتوں کے حوالے سے 31۔ ارب اور 90 کروڑ روپے رکھنے کی تجویز دی گئی ہے وہ کہاں لگے گا اور کیسے لگے گا یہ میرے خیال میں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ میرے پاس وقت کم ہے۔ گو آپ نے لوگوں کو ٹائم زیادہ دیا لیکن میں پھر بھی اپنے ٹائم کے اندر ہی بات کرنا چاہوں گی۔ ترقیاتی اخراجات کا جو کل تخمینہ ہے وہ 772۔ ارب 85 کروڑ 98 لاکھ اور 71 ہزار روپے ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ صوبائی میزانیہ کا تقریباً 32 فیصد ہے۔ میرے پاس بھی تقریر موجود ہے جس میں ترقیاتی بجٹ پچھلی دفعہ 34 فیصد رکھا گیا تھا اس کا مطلب ہے اس دفعہ ترقیاتی بجٹ کے اندر بھی دو فیصد کی کٹوتی کر دی گئی ہے۔ یہ کہنا کہ ہم ترقیاتی فنڈ بڑھا رہے ہیں یہ قطعی طور پر جھوٹ ہے۔ پچھلی دفعہ انہوں نے 34 فیصد رکھا تھا لیکن اس دفعہ ترقیاتی بجٹ صرف 32 فیصد ہے۔ ایک دو باتیں سادگی کے حوالے سے میں ضرور کرنا چاہتی ہوں اور خاص طور پر جو اس حکومت کا طرہ امتیاز ہے، اشتہاروں کے حوالے سے بات کروں گی۔ اس حوالے سے تین چار اعداد و شمار میں آپ کو دینا چاہتی ہوں پبلسٹی کے متعلق مجھے تو بات کرتے ہوئے حیرت ہوتی ہے کہ کیا ہمارے پنجاب کے حکمرانوں کو یہ فوبیا ہے کہ انہیں کوئی نہیں جانتا اور اس لئے وہ اپنے آپ کو پاپولر اور مشہور کروانے کے لئے اپنی مشہوریاں دیتے ہیں۔ اس complex سے یہ آخر کب نکلیں گے کہ ان کو لوگ جانتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ خود convinced نہیں ہیں کہ انہیں لوگ جانتے ہیں اور اس لئے ایک اشتہاری campaign چلائی جاتی ہے وہ بھی ایک دیکھنے والی بات ہے۔ ایک ڈائریکٹر جنرل پروٹوکول ہیں ان کا پچھلے سال بجٹ 2 کروڑ 67 لاکھ روپے رکھا گیا تھا لیکن 5 کروڑ اور 12 لاکھ روپے ان کے پروٹوکول پر خرچ ہو گیا ہے۔ یہ ان کی

سادگی ہے اور اس دفعہ انہوں نے سادگی کے نام پر 29کروڑ روپے مانگے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھئے گا کہ پروٹوکول کے لئے دو کروڑ روپے دیئے گئے تھے پانچ کروڑ روپے انہوں نے خرچ کیا ہے اور 29کروڑ روپے یہ پروٹوکول کے لئے مانگ رہے ہیں لیکن ہم سادہ لوگ ہیں اور سادگی کی بات کرتے ہیں۔ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کی سادگی کی بڑی interesting figure ہے، وزیراعلیٰ صاحب نے مثال قائم کی ہے کہ 26کروڑ 64لاکھ روپیہ مانگا گیا تھا لیکن 36کروڑ 66لاکھ روپیہ لگایا گیا ہے اور 25کروڑ 98لاکھ روپیہ مانگا گیا ہے یہ سادگی ہے۔ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ پر 10کروڑ روپیہ زیادہ خرچ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ماشاءاللہ منسٹرز بھی پیچھے نہیں رہے اور انہوں نے بھی اس میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ ان کے لئے 14کروڑ 70لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا لیکن 15کروڑ 39لاکھ روپیہ استعمال کیا گیا، منسٹرز نے بھی پنجاب کی عوام کو سادگی کا کافی ثبوت دیا ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! پلیز wind up کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! میں بالکل wind up کر رہی ہوں، grant-in-aid میں 2-ارب 62کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن اس میں 4-ارب 18لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں اور 2-ارب روپیہ دوبارہ مانگ لیا گیا ہے۔ یہ grant in aid وہ ہے جو شہنشاہوں کی طرح بانٹی جاتی ہے، grant in aid کے 18صفحے ہیں اور ان کے اندر بڑے interesting heads ہیں لیکن چونکہ ٹائم تھوڑا ہے اس لئے میں سب کا ذکر نہیں کروں گی بلکہ صرف یہ بتاؤں گی کہ ڈینگی کی campaign کے لئے 15کروڑ روپے کی purchase کی گئی ہے یقیناً وہ والی guns لی گئی تھیں جن سے کوئی سپرے نہیں ہو سکا تھا اور ہم نے یہ 15کروڑ روپیہ ڈینگی کے لئے وہاں خرچ کیا۔ پتا نہیں یہ کون کون لوگ ہیں جن کو بیس بیس لاکھ روپیہ کس مد میں دیا گیا ہے؟ اس کا کوئی پتا نہیں ہے۔ اس میں ایک important بات ہے کہ ایک کروڑ روپیہ ہے میں آپ کو یہ دو لائنیں پڑھ کر سنا دیتی ہوں آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ کیا لکھا ہے۔ اس میں ہے:

> Provision of funds and blocked allocation for composition to the affectees in the aftermath attack in Lahore in future.

میری جتنی بھی تھوڑی بہت تعلیم ہے میں نے ڈکشنریوں سے دیکھا لیکن مجھے ان جملوں کا کوئی مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ان کا کیا مطلب ہے اور ہم نے ان جملوں کی مد میں ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔ اس کے بعد جو سب سے مزے کی بات ہے کہ واسا نے مون سون کے لئے جو preparation کی

آپ بھی لاہور کے ایم پی اے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ مون سون میں کیا ہوا تھا اور لاہور کی تمام سڑکوں کی کیا حالت تھی؟ واسا کو مون سون سے نمٹنے کے لئے 50 کروڑ روپیہ grant in aid دی گئی اور اس مون سون کی حالت ہم نے دیکھی۔اس کے بعد کلمہ چوک کے فلائی اوور پر حکومت نے صرف 15 لاکھ روپے ادا کئے باقی PHA اور دوسرے ڈیپارٹمنٹس نے کئے۔ یہ ہم نے صرف inauguration کے لئے سادگی کے طور پر پیسے خرچ کئے ہیں اور یہ سادگی کی ایک بہت بڑی مثال ہے۔اس کے بعد ڈینگی کے deceased کو پیسے دیئے گئے،اس کے بعد پھر ڈینگی campaign کے لئے دو کروڑ چھ لاکھ روپیہ رکھا گیا۔اگر میں گن کر بتادوں کہ ان اٹھارہ صفحات میں کتنے ہیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ اتنے پیسے لگانے کے باوجود ڈینگی سے پچھلے سال جو تین چار سو افراد ہلاک ہوئے وہ اس حکومت کی good governance کا منہ بولتا ثبوت ہے۔سبسڈی کی مد میں 30۔ارب روپے رکھے گئے تھے میں پورے پنجاب کی عوام کو بتانا چاہتی ہوں کہ بجٹ کے اندر پنجاب اسمبلی نے 30۔ارب روپے کی سبسڈی پاس کی لیکن اس میں سے صرف 14۔ارب روپیہ خرچ کیا گیا۔

جناب چیئرمین:آپ کے پاس wind up کے لئے ایک منٹ ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جی،میں ایک منٹ میں ہی wind up کر دیتی ہوں۔30۔ارب روپے کی سبسڈی کو پنجاب کی عوام پر حرام کیا گیا اور صرف 14۔ارب روپیہ خرچ کیا گیا۔میں صرف انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ بتا کر بیٹھتی ہوں پچھلے سال ہمارے صوبہ پنجاب کے اندر جو cultural activities ہوئیں کہا گیا کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہت خراب ہے اور تمام activities close کر دی گئیں۔اس کے لئے 2 کروڑ 21 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے لیکن پچھلے سال اتنا culture promote ہوا ہے کہ اس پر 21 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔پچھلے سال cultural activities کے لئے 19 کروڑ روپیہ استعمال کیا گیا ہے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ پچھلے سال کے اندر پورے پنجاب میں کون سا کلچر promote ہوا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد:خیمہ کلچر۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:میں آخر میں خیمے پر بات کروں گی۔پبلک ریلیشن کی بڑی important بات ہے یہ وہ مدیں ہیں جو صرف خادم اعلیٰ کی فوٹو چھاپنے کے لئے ہیں اس مد میں 39 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن 45 کروڑ روپیہ استعمال ہوا ہے،یہ سب سادگی ہے۔میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ 39 کروڑ روپے دیئے گئے تھے لیکن 45 کروڑ روپے خرچ کئے گئے اور بھی بہت ساری لمبی باتیں ہیں جو میں تعلیم اور صحت کی cut motions پر بات کروں گی۔اب wind up کرتے ہوئے صرف اتنا کہوں گی کہ

خادم اعلیٰ صاحب جو خیمہ لگا کر بیٹھے ہیں ان کو معمر قذافی کا حال یاد رکھ لینا چاہئے جس نے یہ خیمہ کلچر promote کیا تھا اور اسی عوام نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ خیمے لگا کر کوئی لیڈر نہیں بنتا ڈرامے بازی تو ہو سکتی ہے لیکن لیڈری نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔اگلے مقرر خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔جناب چیئرمین!

جینے کو جب سانسیں مانگو سب سے پہلے آنکھیں مانگو
تاریکی میں بسنے والو اجلی اجلی صبحیں مانگو

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف اور ان کی پوری ٹیم کو اس عوامی و انقلابی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔بجٹ زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتا ہے اسی لئے بجٹ پر ہر قسم کی تقریر ہو سکتی ہے۔1857 میں سر سید احمد خان نے فرمایا تھا کہ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو تو جدید علوم سیکھو اور میں اس mystery mysterious پر حیران ہوں کہ پرسوں سے بلکہ بہت دنوں سے لیپ ٹاپ کے بارے میں بات ہو رہی ہے اس پر مزید رقم رکھی گئی ہے۔مجھے اس بات کی پریشانی ہے کہ میں اپوزیشن کے بہت سارے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جن کے عزیزوں کو لیپ ٹاپ ملے ہیں وہ اس وقت تو خاموش رہے ہیں اور انہوں نے وصول کر لئے ہیں۔یہاں پر بات کی گئی کہ لیپ ٹاپ کا غلط استعمال ہو گا یہ تو depend کرتا ہے کہ آپ کون سی click key کرتے ہیں اور لیپ ٹاپ سے کون سا کام لینا چاہتے ہیں۔میں لیپ ٹاپ کے بارے میں جو اہم بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ صدر پاکستان کے ایک ذاتی دوست ڈاکٹر جاوید لغاری صاحب چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن نے پنجاب اور لیپ ٹاپ کے بارے میں 5-مئی 2012 کو کہا ہے کہ:

> Digital Revolution Punjab Laptop is indeed the silver bullet that will transform Pakistan's education and, the government of Punjab is to be complemented for their initiative and vision.

میں یہ بات لازمی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سندھی لغاری ہیں اور انہوں نے بہت ساری یونیورسٹیوں کا حوالہ دیا ہے Stanford University, University of California اور اس کے علاوہ انہوں نے بل گیٹس کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ پنجاب گورنمنٹ کو بھی کیا ہے۔

اس کا نمبر 374581 ہے یہ Express Tribune میں بھی ہے اور لیپ ٹاپ کے بارے میں جاوید لغاری صاحب نے یہ خط لکھا ہے اگر اپوزیشن کا کوئی بھائی مجھ سے یہ خط لینا چاہتا ہے تو وہ لے لے پھر ان کو پتا چلے کہ ان کے اپنے لوگ جو واقعی پڑھے لکھے ہیں وہ لیپ ٹاپ کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں۔اگر غریبوں کے بچوں کو لیپ ٹاپ دینا اور سر سید احمد خان کے فلسفہ کو آگے بڑھانا جرم ہے تو میاں محمد شہباز شریف صاحب کی گورنمنٹ یہ جرم کرے گی اور غریبوں کو لیپ ٹاپ دیتی رہے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس سے پہلے کہ باقی باتیں کروں میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں اور بہنوں کو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو کلاشنکوف کے لائسنس تو نہیں دے رہے، ہم لوگوں کو Ephedrine کے لائسنس تو نہیں دے رہے، ہم لوگوں کو Opium کے لائسنس تو نہیں دے رہے ہیں بلکہ ہم تو غریبوں کے بچوں کو لیپ ٹاپ دے رہے ہیں۔ان کو پتا ہے کہ کلاشنکوف، Opium اور Ephedrine کے لائسنس کون دے رہا ہے۔ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پوری دنیا سے compete کرنا ہے اور دوسری طرف یہ لیپ ٹاپ کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!ایک نعرہ "روٹی، کپڑا اور مکان" کا لگا تھا۔میں آج اس کی وضاحت کر دوں کہ واقعی لوگوں کو روٹی، کپڑا اور مکان ملا ہے لیکن کس شکل میں ملا ہے وہ میں بتانا چاہتا ہوں۔کپڑے کی شکل میں غریب کو کفن ملا، مکان کی شکل میں اس کو قبر ملی اور پھر روٹی کی اس کو ضرورت ہی نہیں پڑی۔اسی دور میں یہ ہوا کہ:

اَج میں اپنے منڈے دا بستہ ویچ آیا واں
لوڑ تے کجھ بہتی سی میں سستا ویچ آیا واں

جناب سپیکر!یہاں پر DFID کے بارے میں بات ہوئی اور اس پر بڑی تنقید کی گئی۔تنویر اشرف کائرہ صاحب نے یہ الزام لگایا ہے کہ DFID کے پیسے لیپ ٹاپ میں استعمال ہوئے ہیں۔کائرہ صاحب نے جو آرٹیکل پڑھا تھا وہ غلط ہے۔DFID نے وضاحت کی ہے اس کا کوئی پیسا لیپ ٹاپ کی مد میں خرچ نہیں ہوا۔میں یہاں پر سچی، ننگی اور برہنہ سچائیاں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون ہیں جو نوے لوگوں کا قافلہ لے کر برطانیہ گئے اور وہاں پر Churchill Hotel میں رہے جس کا ایک رات کا کرایہ دس سے پندرہ لاکھ روپے ہے۔وہ کون سا VVIP ہے جس کی خاتون خانہ نے ایک لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ VAT refund کرایا ہے اور چالیس bags پر VAT refund کرایا گیا۔

جناب چیئرمین! یہاں پر دانش سکولوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے تنقید کی گئی۔اس حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ:

یہ نہ سمجھو کہ تیری حکومت کے سائے تلے ہیں
یہ گھر تو پہلے بھی کئی بار جلے ہیں
ان کا دعویٰ ہے کہ بیاباں کو سنوارا ہم نے
ان سے پوچھو گلشن کو اُجاڑا کس نے؟

جناب چیئرمین! تبدیلی ہمیشہ cosmetic نہیں ہوتی۔۔۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سندھو صاحب! شانتی نگر کا بھی ذکر کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): آپ کو سانگلہ بھی یاد ہو گا اور آرٹیکل 91 بھی یاد ہو گا۔آپ کو شانتی نگر کے علاوہ شہباز بھٹی شہید بھی یاد ہو گا۔

محترمہ ساجدہ میر: سلمان تاثیر کا ذکر بھی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): سلمان تاثیر بھی آپ کے دور اور اسلام آباد میں قتل ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: .Please no cross talk معزز ممبر کی تقریر میں مداخلت نہ کریں اور ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! میں ذکر کر رہا تھا کہ تبدیلی کبھی cosmetic نہیں ہوتی بلکہ تبدیلی ہمیشہ essential ہوتی ہے۔بجٹ میں essential تبدیلی کیسے آئے گی؟ دانش سکولوں میں غریب لوگوں کے بچے پڑھ رہے ہیں۔ان لوگوں کی سازش ہے کہ ان کی حویلیوں کے پیچھے سکول بنے،ان کے گھر کے قبرستانوں میں سکول بنے۔ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ان بچوں کو یہاں سے نکال کر دانش سکولوں میں داخل کرایا اگر یہ جرم ہے تو میاں محمد شہباز شریف اور ان کی حکومت یہ جرم کرتی رہے گی۔

جناب چیئرمین! خواتین کو empower کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔صدیوں سے یہ سلسلہ چلا آ رہا تھا کہ خواتین کو جائیداد میں حصہ نہیں مل رہا تھا،اسے کسی بھی طریقے سے چھپا لیا

جاتا تھا لیکن اب ایک تو خواتین کے لئے ملازمتوں میں پندرہ فیصد کوٹا مختص کیا گیا ہے اور دوسرا وراثت میں ان کو حصہ دینے، اسی وقت اس کا انتقال اور فوری قبضہ دینے کا کارنامہ حکومت پنجاب کا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ Rules کے تحت کیا پارلیمانی سیکرٹری بجٹ پر عام بحث میں حصہ لے سکتا ہے؟

جناب چیئرمین: No point of order آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! میں بجٹ پر عام بحث کے دوران تقریر کر سکتا ہوں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب چیئرمین! یہ آئین اور Rules کی violation ہو رہی ہے۔ آپ اس پر اپنی Ruling دے دیں کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری بحث پر عام بحث کے دوران تقریر کر سکتا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، وہ کر سکتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ وہ Rule بتا دیں، متعلقہ Rule پڑھ کر سنا دیں یا پھر سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔ آپ پارٹی نہ بنیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، Rule بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری بات کر سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! Rules کی بات بعد میں کریں گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ:

تم نے ہر کھیت میں انسانوں کے سر بوئے ہیں
اب زمین خُون اُگلتی ہے تو شکوہ کیسا؟

جناب چیئرمین! کل راجہ ریاض صاحب، چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور اپوزیشن کے دوسرے ممبران نے بات کی ہے لیکن ہم نے مداخلت نہیں کی۔ آج عظمیٰ بخاری صاحبہ نے بات کی لیکن ہم میں سے کسی نے مداخلت نہیں کی ہے اس لئے اب مجھے بھی اپنی بات مکمل کرنے دیں۔ ہم نے روٹی، کپڑا اور مکان کی جگہ تین چیزیں زمین، مشین اور تعلیم دی ہیں۔ آشیانہ کی صورت میں زمین دی ہے۔ گرین ٹریکٹرز اور گاڑیاں مشینوں کی صورت میں دی ہیں اور تعلیم کے لئے ہم نے دانش سکول بنائے ہیں۔ ہم نے یہ سب کچھ عملی طور پر کیا ہے کیونکہ کہتے ہیں کہ:

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

جناب چیئرمین! میں نے تھوڑی دیر پہلے جاوید لغاری صاحب کا ایک لیٹر دکھایا ہے۔ یہ سندھی لغاری ہے جس نے وزیراعلیٰ کے vision کو appreciate کیا ہے اور ہمیں باقاعدہ لیٹر بھیجا ہے کہ دانش سکول اور لیپ ٹاپ سکیم کو ہم appreciate کرتے ہیں۔ اب میں being a minority member اپنی اقلیتوں کے بارے میں بات کرنی چاہوں گا۔ پیرا نمبر 53 پر اس بات کو تسلیم کیا گیا کہ اقلیتیں پنجاب میں رہنے والی آبادی کا تین فیصد حصہ ہیں۔ حکومت سے میرا مطالبہ ہو گا کہ اگر ہم تین فیصد حصہ ہیں تو ہمیں 32 کروڑ روپے کی بجائے کل بجٹ کا تین فیصد بجٹ دیا جائے۔ دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ مذہب کے بارے میں تعلیم حاصل کرنا ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ آرٹیکل۔25 کہتا ہے کہ:

"Everybody is equal in the eye of law and constitution."

حضور پاک ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا تھا کہ:

There is no superiority for an Arab over a non-Arab and for a non-Arab over an Arab or for the white over the black or for the black over the white except in God consciousness (Taqwa).

یعنی صرف تقویٰ کی وجہ سے برتری ہے اور پھر قائد اعظم محمد علی جناح بانی پاکستان نے 11۔اگست 1947 کو یہ کہا تھا کہ:

You are free to go to your Mosques, you are free to go to your Temples, you are free to go to your place of worship. State has no concerned with it. You all are equal citizen of Pakistan.

جس طرح پورے پاکستان کے چاروں صوبوں میں ہے کہ تعلیم کے حوالہ سے ہمارے مسلمان بہن بھائیوں کو قرآن پاک پڑھنے کے 20 نمبر دیئے جاتے ہیں میری humble submission ہو گی کہ

ہمارے مسیحی اور باقی اقلیتوں کے طالب علموں کو بھی آئین کے آرٹیکل۔25 کو مد نظر رکھتے ہوئے اور پھر حضور ﷺ کے آخری خطبہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اور قائد محمد علی جناح کی speech کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر ہم بھی اپنے بائبل مقدس یا باقی اقلیتیں اپنے مذہب کا امتحان پاس کرتی ہیں تو اُن کو بھی 20 نمبر دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک آخری بات کر کے آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ ہم پاکستان بننے سے پہلے سے پاکستان میں ہیں اور ہمیں اپنی وفاداری کا یقین پاکستان کو نہیں دلوانا، یقین وہ لوگ دلوائیں جنھوں نے پاکستان بننے کی مخالفت کی تھی۔ جس نشست پر آپ بیٹھے ہیں اس نشست پر دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب بیٹھے تھے، سی اے گبن، ماسٹر فضل الٰہی اور جوشوا فضل دین، اُن سب نے بانیء پاکستان کے کہنے پر ساری اقلیت نے اس پنجاب کے حق میں ووٹ دیئے تھے تب باؤنڈری کمیشن کے سامنے یہ پنجاب پاکستان کا حصہ بنا تھا اس لئے ہماری یہ گزارش ہے کہ ہم پاکستان بننے سے پہلے یہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کچھ چکوک جن میں چک نمبر 424 منٹگمری والا، خوش پور، شانتی نگر، امرت نگر، سٹونز آباد، کلارک آباد، مارٹن پور، 2 چک بیت الحم، فاطمہ پور، 17 چک مریا خیل، فرانسس آباد، 10 چک اوکاڑہ اور 6 چک اوکاڑہ کی شاملاٹ ہیں اور یہ سارے چکوک مسیحی زمینداروں کے ہیں جن میں میرا اپنا بھی تعلق ہے۔ان چکوک کی شاملاٹ کو ان چکوک کا حصہ سمجھا جائے۔ میں یہاں پر ایک اور تاریخی بد دیانتی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ 1973 کے آئین میں جو ہماری نشستیں مخصوص کی گئی تھیں آج بھی اتنی آبادی بڑھنے کے باوجود سب کی نشستیں بڑھا دی گئی ہیں لیکن ہماری وہی نشستیں ہیں جو 1973 کے آئین میں تھیں۔ سترھویں ترمیم کے تحت آمر نے تاریخی بد دیانتی کرتے ہوئے ہماری سیٹیں 3.65 کر دی تھیں لہذا ان کو بڑھایا جائے اور صوبائی اسمبلی میں ہماری 16 اور قومی اسمبلی میں 14 سیٹیں بنتی ہیں ان کو بڑھایا جائے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں یہاں پر ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کے گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ تک کے ملازمین کو ایک ہزار روپیہ میڈیکل الاؤنس ملتا ہے اور 1150 روپے کنوینس الاؤنس ملتا ہے اُس کو بڑھایا جائے۔ آخر میں یہ شعر عرض کرتا ہوں:

اُتوں وڈھیاں ہور وی سنگھنا ہو جانا ایں
ظلم دا بُوٹا وڈھنا ای تے مڈھوں وَڈھ

ایویں بوکے کڈھ کڈھ پیا مشقت کرنا ایں
کھوہ نوں کرنا ای پاک تے وچوں کتا کڈھ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، مسٹر طارق محمود ساہی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ مسٹر آصف بشیر!۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک دن کے اندر بجٹ تقریر کو تیس یا چالیس مرتبہ شیشے کے آگے کھڑے ہو کر رٹا مارا جس کی وجہ سے انہوں نے بڑی اچھی تقریر پڑھ دی۔

جناب سپیکر! میرے پاس بجٹ کی جو کاپی موجود ہے اس کے اندر جو دعوے کئے گئے ہیں وہ بالکل جھوٹے ہیں، ان کا proof میرے پاس موجود ہے، میں ایک ایک کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں گی۔ سب سے پہلے تو پنجاب حکومت کی نالائقی دیکھئے کہ اگر آپ بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر 20 پر سیریل نمبر 43 کو پڑھتے ہیں تو صحت کے لئے آئندہ مالی سال میں ترقیاتی پروگرام میں مجموعی طور پر 16۔ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جبکہ انہوں نے ڈیمانڈ نمبر PC-21017 صفحہ نمبر 1 والیم نمبر 2 کے مطابق گورنر صاحب سے جو رقم ڈیمانڈ کی ہے وہ رقم 15۔ارب 77 کروڑ 94 لاکھ 30 ہزار روپے ہے۔ سب سے بڑا جھوٹ تو یہی مل گیا اور یہ میں نہیں کہہ رہی یہ پنجاب حکومت کی یہ کتاب کہہ رہی ہے۔ میں آپ کو ان کا دوسرا جھوٹ بتا دوں کیونکہ تعلیم اور صحت کے لئے بہت بڑے بڑے دعوے کئے گئے تھے۔ صحت بہت اہم وزارت ہے جس کے وزیر خادم اعلیٰ صاحب ہیں تو میں ان کے نوٹس میں یہ لانا چاہ رہی تھی کہ یہ غلط quote figure کئے گئے ہیں۔ تعلیم کے اوپر بھی ایسا ہی ہوا ہے اگر آپ بجٹ تقریر کا صفحہ نمبر 18 سیریل نمبر 41 پڑھیں تو یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب ضلعی حکومتوں پر مجموعی طور پر 195۔ارب روپے کی رقم خرچ کرے گی جبکہ ڈیمانڈ نمبر PC-21015 صفحہ نمبر 9 والیم 51 کے مطابق انہوں نے گورنر سے جو رقم ڈیمانڈ کی ہے وہ 10۔ارب 48 کروڑ 40 لاکھ 77 ہزار روپیہ ہے۔ یہ تو میں نے آپ کو ایک دو figures بتا دیئے ہیں۔ اب میں آپ کی توجہ ان کی بہترین کارکردگی کی طرف لاتی ہوں کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ یہ بلدیاتی الیکشن کروائیں گے، انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ جنوبی پنجاب کی قرارداد منظور ہوئی ہے، جنوبی پنجاب صوبہ بنایا جائے گا، انہوں نے بار بار کہا تھا کہ ہم اغیار سے قرض نہیں لیں گے میں اس کا proof لے کر آئی تھی انہوں نے جن جن مواقع پر یہ کہا تھا کہ ہم آئندہ نسلوں کے لئے قرض کا بوجھ نہیں چھوڑیں گے تو اس وقت پنجاب کے ذمہ ٹوٹل

قرضہ 85.6 فیصد اغیار اور 14.4 فیصد مقامی قرضہ موجود ہے۔ ابھی کچھ روز قبل 15۔ارب روپیہ کا overdraft ہے۔ ہمارا پنجاب financially collapse کر چکا ہے، ہمارا پنجاب over drafting پر چل رہا ہے، ہمارے پنجاب کا اس وقت کوئی والی وارث نہیں ہے۔

جناب سپیکر! چودھری پرویزالٰہی صاحب کی حکومت نے جب 2007 میں اپنا آخری بجٹ پیش کیا تھا چونکہ اب یہ آخری بجٹ ہے اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ حکومت ہوگی اور نہ یہ حکومت بجٹ پیش کرے گی۔ چودھری پرویزالٰہی صاحب کے دور میں جو بجٹ پیش کیا گیا تھا وہ 100۔ارب روپیہ کا سرپلس صوبہ چھوڑ کر گئے تھے جبکہ اس وقت ہمارا صوبہ مقروض ہے۔ اگر اُس دور اور آج کے بجٹ کو compare کریں تو صاف صاف comparison آپ کے سامنے ہے اُس دور میں 952۔ارب روپے کی ریکارڈ سرمایہ کاری کی گئی تھی۔ تین کارڈیالوجی ہسپتال بنائے گئے تھے اور اُس بجٹ میں اُن ہسپتالوں کا تخمینہ لگایا گیا تھا اُن میں سے دو کارڈیالوجی ہسپتال پرویزالٰہی صاحب کی وجہ سے بن گئے تھے اور وزیرآباد والا کارڈیالوجی ہسپتال آج تک complete نہیں ہو سکا ہے۔ وہ اس لئے روک دیا گیا کہ اس کے اوپر انہوں نے پرویزالٰہی صاحب کی تختی لگائی تھی۔

جناب سپیکر! پرویزالٰہی صاحب کے دور کا آخری بجٹ جب آیا تھا تو فیصل آباد رنگ روڈ کا بہت بڑا منصوبہ رکھا گیا تھا جس پر 4۔ارب کی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا تھا لیکن اس کو محض اس لئے روک دیا گیا کہ وہ پرویزالٰہی دور کا منصوبہ کہلاتا تھا۔

جناب سپیکر! مبارک سنٹر کا موجودہ حکومت کے کسی بجٹ میں ذکر نہیں کیا جاتا۔ اگر مبارک سنٹر بن جاتا جو پاکستان کی سب سے بڑی عمارت کہلاتی تھی اس کے بننے سے ملازمت کے تیس ہزار مواقع ملنے تھے لیکن چونکہ آج کا ہر ملازم اور طبقہ فکر کا بندہ سڑکوں پر پھر رہا ہے۔ اگر اس دور کا مبارک سنٹر آج مکمل ہوتا تو شاید لوگوں کو روزگار فراہم ہوا ہوتا اور عوام سڑکوں پر نہ ہوتے۔

جناب سپیکر! اسی طرح لاہور کو سپورٹس سٹی بنایا جانا تھا جس کا کسی بجٹ میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ وہ پرویزالٰہی صاحب کے دور کا میگا پراجیکٹ تھا۔ اس میگا پراجیکٹ کو بند کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! Seven Star ہوٹل پاکستان کے دل پنجاب میں بننا تھا جسے روک دیا گیا۔ وہ ہوٹل سعودی عرب کی مدد کے ساتھ یہاں بننا تھا۔ اس سے لوگوں کو روزگار ملنا تھا۔ پچھلی حکومت کا جب پانچواں بجٹ پیش کیا گیا تھا تو 4.5۔ارب روپے کا اس کا تخمینہ لاگت دیا گیا تھا۔ اس میں اتنا پیسہ رکھا گیا تھا۔ اس ہوٹل سے عوام کو روزگار ملنا تھا لیکن اسے روک دیا گیا۔

جناب سپیکر! آئی ٹی ٹاور بنایا گیا جو آج ارفع کریم کے نام سے منسوب ہے، یہ بہت اچھی بات ہے ارفع کریم کے ساتھ ہماری ہمدردیاں ہیں لیکن وہ پرویزالٰہی صاحب کا منصوبہ تھا جسے دو سال تک روک دیا گیا تھا۔ پنجاب حکومت کو چائنیز کمپنی کو جرمانہ ادا کرنا پڑا ان کو ایک ارب روپے کا نقصان ہوا اور اس میں سے 25 کروڑ روپے کی ایک قسط پنجاب حکومت کو دینا پڑی پھر دوبارہ سے وہ آئی ٹی ٹاور شروع ہوا اور آج پرویزالٰہی صاحب کا وہ منصوبہ مکمل ہو چکا ہے جہاں وزیراعلیٰ صاحب اپنا کیمپ آفس بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! لاہور قصور اتنا بڑا اور خوبصورت پراجیکٹ جو آج مکمل ہو چکا ہے اس کا کریڈٹ پرویزالٰہی صاحب کو جاتا ہے اس کے لئے ان کے آخری بجٹ میں پیسا رکھا گیا یہ منصوبہ پرانا تھا لیکن اس دور میں مکمل کیا گیا۔ آج اس کا کیا حال ہے آج اسے توڑ کر وہاں سے ماس ٹرانزٹ بس نکالی جا رہی ہے۔ اس سڑک پر اربوں روپیہ لگایا گیا اور اب اس سڑک کو توڑ دیا گیا ہے اور کھود دیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے پاس کوئی پلاننگ نہیں ہوتی، کوئی feasibility پہلے بناتے اور کوئی حکمت عملی نہیں ہے بس انگلی کے اشارے سے کہ یہ کر دو اور یہ توڑ دو۔ یہ سیاست پنجاب میں ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہ تمام میگا پراجیکٹس بند کر کے پچھلے بجٹ میں کہا گیا تھا کہ ہم تونسہ بیراج کی توسیع کریں گے۔ پچھلے بجٹ میں کہا گیا کہ ہم پانچ سو میگاواٹ بجلی فراہم کریں گے اور پچھلے بجٹ میں کہا گیا کہ ہم بہت سی ایسی سکیمیں لے کر آئیں گے جو عوام کے لئے سود مند ثابت ہوں گی۔ انہوں نے اتنے بڑے میگا پراجیکٹس روک کر یہ کیا نئے پراجیکٹس لے کر آئے ہیں؟ اس پر ذرا توجہ فرمائیں کہ گرین ٹریکٹر سکیم فراڈ سکیم، فوڈ سٹیمپ سکیم فراڈ سکیم، سستی روٹی سکیم فراڈ سکیم، تنوروں کی سکیم فراڈ سکیم، ییلو کیب سکیم فراڈ سکیم، آشیانہ سکیم فراڈ سکیم، دانش سکول فراڈ سکیم حکومت نے یہ فراڈ کام کئے ہیں۔ اس نے بڑے میگا پراجیکٹس روک کر یہ پراجیکٹس دیئے جو فلاپ ہو چکے ہیں۔ یہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ انہوں نے اب ہماری عوام کا کتنا خون نچوڑنا ہے۔ ہماری عوام رو رہی ہے اور پس رہی ہے۔ اب خدارا بس کر دیں۔

جناب سپیکر! یہاں سادگی کے دعوے کئے جاتے تھے کہ ہم بہت سادگی سے اپنی حکومت کو لے کر چلیں گے۔ کیا یہ سادگی ہے کہ entertainment gifts جو اس white paper اور demand of grants میں بتائے گئے ہیں وہ 7 ملین کے تھے جن کو انہوں نے بڑھا کر 8 ملین کر دیا ہے۔ انہوں نے کون سے اتنے gifts دیئے ہیں، یہ کن کن کو دیئے ہیں اور کہاں پر دیئے گئے ہیں؟

ہمارے House کے اندر ان چیزوں کی رپورٹ پیش کی جائے۔ میں یہ تجویز دینا چاہتی ہوں کہ میں نے جتنے پراجیکٹس کا ذکر کیا ہے ان کی third party audit report ہمارے House میں لائی جانی چاہئے۔ یہ بالکل نہیں لائی جائے گی جیسے پی آئی سی کی رپورٹ نہیں لائے، جیسے ڈینگی کی رپورٹ یہاں پیش نہیں کی گئی۔ میری تجویز ہے کہ یہ ساری رپورٹیں ایوان میں لائی جائیں جنہیں ہم عوام کے سامنے پیش کریں۔ان رپورٹوں سے معلوم ہو جائے گا کہ اس حکومت اور پچھلے پانچ سالہ دور حکومت میں کیا فرق ہے۔ ہم نے کیا کیا تھا اور آج پنجاب کا کیا حال ہے۔

جناب چیئرمین! میں conclude کرتی ہوں کہ مجھے وہی صوبہ چاہئے جو surplus صوبہ ہم نے چھوڑا تھا۔ آج مقروض صوبہ یہ ہمارے حوالے کر رہے ہیں لیکن فکر نہ کریں پرویزالٰہی صاحب آکر اس صوبہ کو پھر اسی طرح ہرا بھرا کر دیں گے جیسے یہ پہلے تھا۔ پرویزالٰہی زندہ باد۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ کہوں گا کہ کل بھی میری تقریر کی باری تھی لیکن میں تقریر نہیں کر سکا۔ آج بھی میں نے لکھا ہوا نام دیکھا لیکن پھر کوئی پرچی آئی اور میرا نام نہیں آ سکا۔ میں اپنی بجٹ تقریر سے پہلے احتجاجاً یہ الفاظ ریکارڈ کرانا چاہ رہا تھا کہ دوسری دفعہ فہرست تبدیل کر کے مجھے تقریر کا موقع نہیں ملا۔

جناب چیئرمین! بجٹ پر جتنی بھی تقاریر کی گئی ہیں وہ چاہے حکومتی ممبران کی طرف سے کی گئی ہیں یا اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے کی گئی ہیں۔ اگر ان کا جائزہ لیا جائے تو تمام کا محور و مرکز پنجاب کے اندر energy crisis رہے ہیں۔ یہ energy crisis جو پچھلے کئی سال سے نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان کے تمام صوبے کم یا زیادہ کسی نہ کسی شکل میں اس کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس کے بعد اٹھارہویں ترمیم جس کے تحت پنجاب کو بجلی پیدا کرنے کا اختیار ملا لیکن اس کے باوجود پنجاب کے اندر بجلی پیدا نہ ہو سکی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم جس کا انتہائی غلط مطلب لیا گیا کہ شاید اس ترمیم کے بعد صوبوں کو بجلی پیدا کرنے کا کلی اختیار مل گیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کا اختیار اور حال اس شخص کی طرح ہے کہ جس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پانی میں پھینک دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تیراکی کر کے دکھاؤ۔ آج بھی بجلی کی billing اور collection کا اختیار وفاق کے پاس ہے۔ آج بھی بجلی کی distribution کا اختیار وفاق کے پاس ہے۔ آج بھی بجلی کی قیمت کے حوالے سے tariff determination کا جو کم از کم وقت رکھا گیا ہے وہ دو سال رکھا گیا ہے کہ اگر آج آپ tariff کو

طے کرنے کے لئے نکلتے ہیں تو یہ وفاق کی مرضی ہے کہ وہ دو سال کے اندر آپ کو یہ اختیار دے یا نہ دے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل کی تقریر میں اپوزیشن نے جب بجلی کے بحران کے حوالے سے بات کی تو وہ پنجاب کے اندر اس بحران کی وجہ سے بند ہونے والی ہزاروں انڈسٹریاں اور ان میں کام کرنے والے وہ لاکھوں مزدور جن کے لئے آج دو وقت کی روٹی کھانا مشکل ہو گئی ہے کاش یہ ان کے حالات دیکھ لیتے، کاش وہ پنجاب کے اس کسان کا بھی حال دیکھ لیتے جو بجلی نہ ملنے کی وجہ سے اپنی پیداوار لینے سے قاصر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ mismanagement اور کرپشن ہے۔ اگر آج پورے پاکستان میں دیکھا جائے تو کراچی کے اندر 36 فیصد line losses ہیں، پشاور کے اندر 34 فیصد ہیں اور لاہور کے اندر صرف 11 فیصد ہیں۔ پنجاب جس میں 97 فیصد لوگ bill pay کرتے ہیں آج ان کو ہی energy crisis کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ سوائے کرپشن اور mismanagement کے کچھ نہیں ہے۔ آج بھی اگر وفاق کے اندر ہونے والی ہزاروں۔ ارب روپے کی کرپشن اور mismanagement کو روک لیا جائے تو بحران حل ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اپنے اگلے topic پر جانے سے پہلے آپ کی خصوصی توجہ چاہوں گا کہ چند دن پہلے میں نے پنجاب اسمبلی کے اندر دہری شہریت کے حوالے سے ایک قرارداد جمع کرائی تھی۔ یہ بات میں اس لئے کرنا چاہ رہا ہوں کہ جب بھی NRO یا قرضے معاف کرانے کی بات ہو تو سیاستدانوں کو دھر لیا جاتا ہے۔ دہری شہریت کی بات ہو تو زیادہ سے زیادہ لسٹیں نکالی جاتی ہیں مگر پانچ چھ فیصد سے زیادہ سیاستدان نہیں نکلتے چاہے وہ حکومتی یا اپوزیشن بنچوں سے ہوں۔ جب دہری شہریت کی بات آئی تو یقیناً سپریم کورٹ نے ایک اچھا فیصلہ کیا جس پر سیاستدانوں کو جواب دہ ہونا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیاستدان چاہے کسی بھی پارٹی سے ہیں وہ کبھی پانچ سال تو کبھی تین سال کے لئے آتے ہیں، وہ کبھی پنجاب اسمبلی کے ایوان میں بیٹھتے ہیں تو کبھی قومی اسمبلی میں بیٹھتے ہیں اور کبھی وہ اس ایوان کا حصہ ہی نہیں ہوتے لیکن وہ بیوروکریٹس جن کی یہ آفیشل گیلری ہمیشہ سدا بہار رہتی ہے جو تیس سے پینتیس سال سرکار کے ذرائع استعمال کرتے ہیں اُن کی تمام families کی Immigration ہوتی ہے، کسی نے کینیڈا، کسی نے برطانیہ اور کسی نے امریکہ کی Immigration لی ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سرکاری افسر جس کے اپنے بچے کینیڈا کے اندر رہتے اور علاج کراتے ہیں اسے کیا پتا چلے گا کہ پنجاب کے ایک جنرل ہسپتال میں ایک عام آدمی کی صحت کے کیا مسائل ہیں؟ وہ سرکاری افسر جس کے بچے آج برطانیہ اور آسٹریلیا میں پڑھتے ہیں اور اُن کی وہاں کی Immigration ہے اُس کو کیسے پتا چلے گا کہ

پنجاب کے ٹاٹ والے سکولوں میں بیٹھ کر کیسے تعلیم حاصل کی جاتی ہے؟ وہ پولیس افسر جس کے بچوں نے مستقل سکونت باہر کے ممالک کی لی ہوئی ہے اسے کیسے پتا چلے گا کہ پنجاب اور لاہور کے تھانوں میں ایک عام آدمی کا کیا حال کیا جاتا ہے؟ اس لئے میری دہری شہریت پر دی گئی قرارداد کے حوالے سے گزارش ہے کہ پنجاب کے تمام بیوروکریٹس سے ایک Affidavit لیا جائے اور اُن کی لسٹ بنائی جائے جنہوں نے عارضی یا مستقل سکونت حاصل کی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر TEVTA کے لئے 1.5 بلین روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی کم ہے اس کے لئے رقم کم از کم چار گنا زیادہ ہونی چاہئے کیونکہ ہم نے یہاں پر صرف پڑھے لکھے لوگ پیدا نہیں کرنے بلکہ پڑھے لکھے ہنر مند پیدا کرنے ہیں۔ باہر کے ممالک کی ہزاروں اسامیاں ہم اس لئے fill نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے سرٹیفکیٹ کی اہمیت ہے اور نہ کہیں acceptable ہے اس لئے فنی تعلیم کے لئے 1.5 بلین روپے کی رقم انتہائی کم ہے اور ہمیں ہنگامی بنیادوں پر نہ صرف اس رقم کو چار گنا بڑھانا چاہئے بلکہ اس پر خصوصی توجہ کی بھی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی بات کی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن پرائیویٹ سکولوں کو ساڑھے تین سو روپے فی بچہ pay کرتی ہے جس کے بدلے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور یہ بڑا اچھا اقدام ہے۔ ہمارے سرکاری سکولوں میں جو بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اُن کا حکومت پنجاب کو 2500 روپے فی بچہ خرچہ پڑتا ہے اور حکومت پنجاب 2500 روپے کا خرچہ ادا کرنے کے باوجود اس طرح کے نتائج حاصل نہیں کر پاتی جو middle class کو cadre کرنے والے پرائیویٹ سکول دیتے ہیں اس لئے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی سکیم کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کے بجٹ کو بڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی تجویز دی تھی کہ لاہور میں پاکستان بننے سے پہلے کبھی دس لاکھ آبادی کے لئے سرکاری عمارتیں بنائی گئی تھیں جو یہاں پر موجود ہیں اُن کو باہر شفٹ کرنے اور تمام محکموں کی restructuring کرنے کے لئے بھی خصوصی طور پر بجٹ مختص کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میں لیپ ٹاپ سکیم کے حوالے سے عرض کروں گا کہ آج کے اس دَور میں جس بچے کو لیپ ٹاپ ملا ہے وہ صرف ایک فرد کو نہیں بلکہ اُس کی پوری family کو ملا ہے کیونکہ آج وہ بزرگ جن کو موبائل استعمال کرنا بھی نہیں آتا تھا وہ اُس لیپ ٹاپ سے استفادہ کرتے ہوئے Facebook پر اپنا account بناتے ہیں اور وہ global world کا حصہ بنے ہیں۔ یہ لیپ ٹاپ سکیم

جس کو under develop country کی بہترین سکیم declare کر دیا ہے لہذا اس سکیم کو جاری رہنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر انڈیا سے تجارت کے حوالے سے بات ہوئی اور بڑا اعتراض کیا گیا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ 63 سال پاکستان نے لڑ کر دیکھ لیا ہے اور ہمیں یہ دشمنی کسی ایک خاص ادارے کے مقصد کی بناء پر جاری نہیں رکھنی چاہئے کیونکہ اگر پاکستان کو معاشی فوائد حاصل ہوتے ہیں تو اس تجارت کو جاری رکھنا چاہئے۔یہاں پر ملازمتوں میں خواتین کے لئے پندرہ فیصد کوٹا رکھا گیا ہے میں اُس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے کے اندر ہمیں خواتین کو facilitate کرنا چاہئے اور جنس کی بنیاد پر تفریق نہیں ڈالنی چاہئے بلکہ ہمیں اُن کو زیادہ سے زیادہ facilitate کرنا چاہئے۔آپ کو 52 فیصد آبادی کے لئے پندرہ فیصد کوٹا نہیں رکھنا چاہئے بلکہ کوٹا سسٹم ختم کر دینا چاہئے۔اگر ہم نے جنس کی بنیاد پر کوٹا سسٹم رکھنا ہے تو پھر خواجہ سراء بھی اس آبادی کا حصہ ہیں لہذا پارلیمنٹ، سرکاری اداروں اور ہر جگہ پر خواجہ سراؤں کا ایک خاص حصہ ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین! پاپولیشن ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ بھی حکومت پنجاب کو دے دیا گیا ہے لہذا اس کے لئے بھی ہمیں بجٹ کی اشد ضرورت ہے۔ پنجاب کے اندر بڑھتی ہوئی آبادی کے حوالے سے ہمیں ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاپولیشن ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں آبادی کو کم کرنے کی بجائے بڑھانے کا سبب بن رہا ہے اس لئے اس کی بھی restructuring کرنے کی اشد ضرورت ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پچیس فیصد وزراء اور کابینہ کے بجٹ کی deduction کی بات ہوئی جو میں سمجھتا ہوں کہ ان چند لاکھ روپوں کی deduction سے شاید کوئی impact نہ پڑے لیکن بنیادی طور پر یہ ایک symbolic ہے جو پوری قوم کے لئے ہے۔ وزراء کے حوالے سے low profile life style کی طرف میاں محمد شہباز شریف صاحب کا ایک symbolic step تھا جو بہتر ہے اس کو چلتے رہنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اگلے مقرر جناب وسیم افضل گوندل صاحب ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلے مقرر جناب پرویز رفیق صاحب ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 13-2012 پر بحث میں حصہ لینے کی دعوت دی۔

لگا کے آگ شہر کو یہ بادشاہ نے کہا
اٹھا ہے دل میں تماشے کا آج شوق بہت
جھکا کے سر کو سبھی شاہ پرست بول اٹھے
حضور شوق سلامت ہو شہر اور بہت

جناب چیئرمین! میں پنجاب کی اقلیتوں اور صوبہ بھر کی عوام کی طرف سے موجودہ بجٹ کو دھوکا، فریب اور غیر منصفانہ تقسیم اور سرکاری اعداد و شمار کی غلط تشہیر کو مسترد کرتے ہوئے اس پر افسوس اور دکھ کا اظہار کرتا ہوں۔ ساتھ ساتھ اس بجٹ کو نہ صرف tax free بلکہ minority free بجٹ قرار دیتا ہوں کیونکہ اگر آپ 2011-12 اور 2012-13 کے بجٹ کا موازنہ کریں تو حکومت پنجاب کے اعداد و شمار کے مطابق پوری آبادی میں سے اقلیتوں کی آبادی تین فیصد ہے۔ 2011-12 کے بجٹ میں 22 کروڑ روپے رکھے گئے اور اس سال وزیر خزانہ جس طریقہ سے وہ وزیر خزانہ بنے اور جس بڑی گھناؤنی سازش کا اس معزز ایوان کے ممبر رانا آصف شکار ہوئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کی اور ان کی پارٹی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جب بھی بجٹ آتا ہے تو یہ اقلیتوں کو لولی پاپ دینے کے لئے ان کا وزیر خزانہ مقرر کرتے ہیں لیکن اس بار انہی کی پارٹی نے یہ بھی سازش کی اور انہیں بجٹ نہ پڑھنے دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ بھر کی اقلیتیں اب مکمل طور پر باشعور ہو چکی ہیں اور وہ حکومت پنجاب اور خیمہ وزیر اعلیٰ کے جھوٹے وعدے اور دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ آپ نے اقلیتوں کے لئے رکھا کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اقلیتوں کو 32 کروڑ روپے کا دھوکا اور ہوا دینے پر دو صفحات پر ADP کو احتجاجی طور پر پھاڑتا ہوں کہ پنجاب بھر کی اقلیتیں اس سے کچھ بھی اخذ نہیں کرتیں اور 2011-12 کا جو بجٹ پیش کیا گیا تو آپ revise estimate اٹھا کر دیکھیں تو یہاں پر figure nil ہے اور صرف دو کروڑ روپے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ دو کروڑ روپے بھی خرچ ہوئے ہیں۔ 30 لاکھ کی آبادی پر اگر دو کروڑ روپے تقسیم کریں تو پنجاب حکومت نے فی کس -/6 روپے خرچ کئے اور آئندہ وعدہ کیا کہ 32 کروڑ روپے دے رہے ہیں۔ آبادی کے تناسب سے 250۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ صوبہ میں رکھا گیا ہے تو اس تناسب سے اس کا تین فیصد لیا جائے تو بھی 7.5۔ارب روپے اقلیتوں کا بنیادی حق ہے۔ اب 7.5۔ارب روپے اور دو کروڑ اور 22 کروڑ روپے آپ دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ اور حکومت کے پاس پچھلے پانچ سالوں میں اقلیتوں کے لئے کوئی جامع منصوبہ اور پالیسی نہیں بن سکی جس پر ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ

حکومت میں بیٹھے ہوئے اور خادم اعلیٰ کا دعویٰ کرتے ہوئے انہیں صوبے کی 30 لاکھ آبادی کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کرنی آئی۔ آپ نے 14۔ارب روپے خواتین کے لئے رکھے، 1.5۔ارب روپے یوتھ کے لئے رکھے لیکن 20 کروڑ اور اس میں بھی capital development میں 2 کروڑ روپے اور ریونیو ڈویلپمنٹ میں 20 کروڑ روپے رکھا ہے جس کا پتا ہی نہیں کہ پیسے کہاں سے آئیں گے، پیسے کون دے گا اور پیسوں کو کون استعمال کرے گا اور یہ پیسے کہاں استعمال ہوں گے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پانچ سالوں میں اقلیتوں نے موجودہ حکومت سے مایوسیوں، دکھوں، لاشوں، زخمیوں اور حملوں کے علاوہ کچھ نہیں پایا اور یہ خیمہ وزیراعلیٰ ہمیں بتائیں۔

جناب چیئرمین! لا اینڈ آرڈر پر بات کریں تو بتایا جائے کہ اقلیتوں کے لئے ماڈل ٹاؤن، گڑھی شاہو، سانحہ گوجرہ ہم نے دیکھا۔ کیا حکومت نے کوئی precautionary measures لئے تو مجھے اس House میں بتایا جائے کہ کتنی مسیحی یا اقلیتی شخصیات، اقلیتی املاک اور اقلیتی عبادت گاہوں میں واک تھرو گیٹ رکھا گیا ہے، کہیں پر کوئی پولیس تعینات کی گئی ہے؟ خیمہ وزیراعلیٰ کے گھر پر ساڑھے آٹھ سو پولیس والے تعینات ہیں لیکن 30 لاکھ اقلیتوں کا کوئی محافظ نہیں ہے۔ اس حکومت کی sincerity دیکھیں، ان کا vision کیا ہے؟ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا vision ہے کہ:

> Protection of human rights and development of religious minorities

اب مجھے بتائیں کہ religious minority کی development دو کروڑ روپے سے ہو سکتی ہے؟ میرے پاس سرکاری اعداد و شمار ہیں کہ گزشتہ سال والیم 2 صفحہ نمبر 254 پر صرف دو کروڑ روپے اور 20 کروڑ روپے کا اعلان کیا گیا تو یہ nil ہے۔

جناب چیئرمین! ہماری گزارش ہے کہ پنجاب کی اقلیتیں اب اس دھوکے میں نہیں آئیں گی جس طرح انہیں گمراہ کیا جا رہا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ لیپ ٹاپ تقسیم کئے اور جناح کالونی و آشیانہ سکیمیں دی ہیں تو مجھے اقلیتی ممبران اٹھ کر بتائیں کہ اقلیتوں کے کتنے لوگ ان سکیموں سے مستفید ہوئے؟ بجٹ تقریر میں 80 ہزار نوکریوں کا ذکر کیا تو وزیراعلیٰ اور وزیر خزانہ بتائیں کہ ہمارے کتنے لوگ ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹس میں لگے ہیں، کتنے لوگ جوڈیشری میں گئے ہیں؟ میری گزارش ہے کہ یہاں پر اعداد و شمار کے مطابق ڈیڑھ کروڑ روپے human rights کی awareness کے لئے رکھا گیا۔ کیا ڈیڑھ کروڑ روپے minority fund سے ہی آئے گا کیونکہ یہ انسانی حقوق کی بات ہے اور یہ

مسیحی، مسلم، سکھ، ہندو کے حقوق کی بات نہیں ہے۔ آپ یہ ڈیڑھ کروڑ روپے رکھ کر انسانی حقوق کی دھجیاں اڑا رہے ہیں تو 780۔ارب روپے کا بجٹ میری نظر میں بے کار ہے، بے کار ہے اور بے کار ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! آج ہمیں ان چیزوں پر سوچنا ہے اور میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ دہشت گردی کے ان تمام واقعات کے بعد حکومت نے کوئی جامع اور ٹھوس حکمت عملی نہیں اپنائی اور کوئی precautionary measures یا اقدامات نہیں اٹھائے تو میری گزارش ہے کہ شانتی نگر کے واقعہ کے حوالے سے اس ایوان میں بات ہوئی، ریکارڈ چیک کیا جائے کہ جب شانتی نگر کو جلایا گیا تو اس وقت بھی وزیر اعلیٰ خیمہ وزیر اعلیٰ ہی تھا، گوجرہ جلایا گیا تو بھی خیمہ وزیر اعلیٰ ہی تھا۔

جناب چیئر مین! سرکاری ہسپتالوں میں غریبوں کو مفت دوائی ملتی ہے اور جب غیر مسلم مریض وہاں پر جاتے ہیں تو انہیں کہہ دیا جاتا ہے کہ زکوٰۃ کے فنڈز سے دوائی آتی ہے لہذا انہیں نہیں دی جا سکتی۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہو، ٹیوٹا میں بھی ہمارے لوگوں کو داخلہ نہیں ملتا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آیا استری کا کام سیکھنے اور الیکٹریشن بننے کے لئے ہمیں مسلم ہونا پڑے گا؟ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے، یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کیونکہ جب ہم ٹیکس ادا کرتے ہیں تو کوئی نہیں کہتا کہ غیر مسلم ہے اس سے پراپرٹی ٹیکس کم لو، کوئی نہیں کہتا کہ اس سے کرایہ کم لو اور ہم یہ چاہتے بھی نہیں کہ یہ کہا جائے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح ملک کی تعمیر و ترقی میں ہمارا کردار برابر کا ہے وہ ہم ادا کریں لیکن آج اقلیتوں کا نمائندہ ہونے کے تحت آپ کو بتا رہا ہوں اور اس معزز ایوان کو باور کروا رہا ہوں کہ آپ سرائیکی صوبہ اور ہزارہ صوبہ کی بات کرتے ہیں، بہاولپور صوبہ کی بات کر رہے ہیں، بین الاقوامی برادری اور پاکستان اور صوبہ کے مسیحی عوام دیکھ رہے ہیں کہ ابھی ہمیں ان چیزوں پر سوچنا پڑے گا کیونکہ اس بجٹ کی کتاب نے ہمیں دکھ کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔ میں کہتا ہوں کہ شرم آتی ہے مجھے یہاں پر بیٹھنے اور بجٹ تقاریر سننے پر لیکن ہم جمہوری روایات کے علمبردار ہیں۔ جناب آصف علی زرداری صاحب نے کہا کہ وہ جمہوری گند ہے جو انہوں نے قومی اسمبلی میں ڈالا ہے تو ہم پنجاب اسمبلی میں اس روایت کو برقرار نہیں رکھیں گے بلکہ پاکستان پیپلز پارٹی کی عظیم روایات کو سامنے لے کر آئیں گے۔

جناب چیئر مین! میری چند ایک گزارشات ہیں کہ آبادی کے حوالے سے جناح ہاؤسنگ سکیم اور آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بے شک ہمیں پتا ہے کہ یہ فلاپ اور ڈرامہ ہیں لیکن یہاں پر اقلیتوں کا کوٹہ رکھا جائے۔ اس کے علاوہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے اقلیتوں کی جتنی بھی بڑی مذہبی عبادت گاہیں ہیں وہاں

پر سکیورٹی کو یقینی بنایا جائے۔ جس طرح تمام واقعات کی پہلے پنجاب حکومت ذمہ دار ہے آئندہ بھی میں سمجھتا ہوں، گویہ ان کا آخری بجٹ ہے اور صوبے کی عوام شکر کر رہی ہے کہ یہ آخری بجٹ پیش کر رہے ہیں اور اس کے بعد یہ چلے جائیں گے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ اقلیتوں کے لئے پروفیشنل ڈگریوں میں پیشہ وارانہ تعلیمی اداروں میں جس طرح ہمارے ممبران ذکر کر رہے تھے کہ بیس نمبر حفظ قرآن کے ہیں۔ میں نہیں چاہتا میرا اس پر واضح stand ہے کہ ہم پروفیشنل ڈگریوں میں مذہب کو نہ لے کر آئیں۔ پروفیشنل ڈگریوں کو مذہب کی بنیاد پر چیلنج نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین! آخری بات یہ ہے کہ میں لاء اینڈ پارلیمانی سیکرٹری جن کا تعلق اقلیت سے ہے، ان کو کہتا ہوں کہ پانچ سال ہو گئے ہیں اس ایوان کی Human Rights and Minority کی سٹینڈنگ کمیٹی نہیں بن سکی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی حکومت کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلے مقرر ہیں سردار دوست محمد خان کھوسہ!

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بالآخر بات کرنے کا موقع دیا۔ اس ایوان کی عزت اور تکریم ہم سب کے لئے سب سے اولین ہونی چاہئے۔ بظاہر تو میرا تعلق اس ایوان کے ساتھ 2008 میں جڑا ہے لیکن میں اس ایوان کی کارروائی کم و بیش 1985 سے دیکھتا آ رہا ہوں۔ اُس وقت وزیراعلیٰ میاں محمد نواز شریف ہوا کرتے تھے اور اپوزیشن لیڈر مخدوم زادہ حسن محمود جیسے شخص ہوا کرتے تھے۔ اُس وقت سے لے کر آج تک جو روّیے اسمبلی میں سامنے آئے ہیں چونکہ میں تو پہلی دفعہ اس اسمبلی میں آیا ہوں ان کو دیکھ کر کچھ افسوس بھی ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے اعتماد کو لے کر ہم ان ایوانوں میں آتے ہیں اور یہاں پر آ کر جس الجھاؤ کا شکار ہو جاتے ہیں وہ انتہائی غیر مناسب ہے۔ ہمیں اپنے جذبات اور احساسات کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے اپنے صوبے اور اپنے صوبے کی عوام کی بہتری کے لئے بات کرنی ہے نہ کہ اپنی ذاتی پسند ناپسند کو سامنے رکھتے ہوئے کسی پر تنقید کرنی ہے یا بات کرنی ہے۔ حکومتی بنچ ہوں یا اپوزیشن کے بنچ ہوں ہمارا بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی یہ حق ہے کہ ہم اپنے علاقے، اپنے صوبے، اپنی گورنمنٹ کی positive باتوں کا بھی تذکرہ کریں اور نقائص کو بھی عوام کی بہتری کے لئے یہاں پیش کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی حکومت perfect نہیں ہو سکتی لیکن اس کو perfect بنانے کے لئے کوشش کی جا سکتی ہے۔ وہ کوشش اس ایوان میں بیٹھے نمائندے ہی کر سکتے ہیں کیونکہ grass roots level سے یہی لوگ منسلک ہیں۔ انہی لوگوں کا تعلق بنیادی سطح سے لے کر ان ایوانوں تک آتا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایم پی ایز یا ایم این ایز کو بوقت ضرورت بلایا جاتا ہے otherwise جب صوبے اور عوام کی بہتری کے لئے پالیسیاں بن رہی ہوتی ہیں تو وہ تمام تر معاملات بیوروکریٹس کے ذمے ڈال دیئے جاتے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔

سردار دوست محمد خان کھوسہ: یہ بات میں کسی تنقید کے حوالے سے نہیں بلکہ اس صوبے کی بہتری کے حوالے سے کر رہا ہوں کہ ہمیں اپنے روّیے اب تبدیل کرنے ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

عوامی نمائندوں کو مزید involve کرنا ہو گا، میں اپنی مثال یوں دیتا ہوں کہ جو ضروریات ڈیرہ غازی خان کی ہیں وہ ضروریات شاید لاہور کی نہ ہوں۔ جو ضروریات راجن پور کی ہیں شاید وہ ضروریات فیصل آباد، گوجرانوالہ یا راولپنڈی کی نہ ہوں۔ جب تک ان علاقوں کے رہنے والے لوگ اور ان کے نمائندوں کو consult نہیں کیا جائے گا تو میں نہیں سمجھتا کہ اُس وقت تک اِس صوبہ یا کسی بھی صوبے کے اندر کوئی بہتری آ سکتی ہے۔ گورنمنٹ کی overall performance دیکھیں چاہے وہ فیڈرل گورنمنٹ ہو یا چاروں صوبائی حکومتیں ہوں۔ ان کی رپورٹیں ایوان میں پیش کی جاتی ہیں، اُن پر کوئی بات کی جاتی ہے اور نہ ان کو analyze کیا جاتا ہے کہ ہماری shortfalls کہاں ہے؟ اگر Agriculture Department کے حوالے سے صوبہ پالیسی مرتب کرتا ہے تو اُس پالیسی کے رزلٹ دیکھنے ہیں۔ جن کے لئے یہ پالیسیاں بنائی جاتی ہیں کیا ان لوگوں کو benefit ہوا یا نہیں؟ یہاں اس ایوان میں، میں سمجھتا ہوں کہ 60 فیصد نمائندے دیہی اور زرعی شعبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب زرعی levle پر کوئی پالیسی بنائی گئی تو کیا ان کو consult کیا گیا؟ اگر consult کیا گیا تو پھر اس کے وہ نتائج کیوں نہیں آئے جو نتائج حکومت چاہتی ہے یا عوام چاہتی ہے۔ خادم اعلیٰ صاحب کے وژن کے اوپر مجھے کوئی شک نہیں ہے لیکن اِس وژن کی implementation کا جو طریق کار ہے اُنہیں اس پر غور کرنا چاہئے اور اس پر کڑی نظر رکھنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم اُن کے بازو ہیں، ہم اُن کے ورکرز ہیں۔ یہ ایوان اُن کی طرف دیکھتا ہے، اُن کی حکومت کی طرف دیکھتا ہے خواہ حکومتی بنچ ہوں یا اپوزیشن کے بنچ ہوں۔ اس صوبے میں خوشحالی آئے، اس صوبے میں

بہتری آئے۔لاہور کے پورے سیاسی ماحول میں یا جغرافیائی حوالے سے اُس کی ایک اپنی حیثیت ہے۔ یہاں پر تعمیر و ترقی جتنی اہم ہے اتنی ہی تعمیر و ترقی راجن پور میں بھی اہم ہے۔ جتنی تعمیر و ترقی فیصل آباد کی اہم ہے اتنی ہی تعمیر و ترقی بہاولپور کی بھی اہم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم اپنے last period میں ہیں۔ ہمیں اب زیادہ focus ان پالیسیوں پر کرنا ہوگا،ان چیزوں پر کرنا ہوگا جس سے ایک محرومی کا تاثر جو خاص طور پر جنوبی پنجاب میں پیدا ہوتا جا رہا ہے اس تاثر کو ختم کرنا ہوگا۔

جناب چیئرمین!یہاں پر میرے قابل احترام ممبران جنوبی پنجاب سے بھی بیٹھے ہیں۔ میں نے کل یہاں پر اپنے ایک معزز دوست کی گفتگو سنی جنہوں نے جنوبی پنجاب کے حوالے سے کچھ figures quote کئے۔ مجھے ان figures پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ان figures کی utilization پر ایک بہت بڑا question mark ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جیو خادم حسین۔

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین!میں آپ کے توسط سے اپنے معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ کسی کو کسی نام سے نہ بلایا جائے۔ ہمارے لئے وہ بہت قابل احترام ہیں اور ہمارے لئے یہ بھی بہت قابل احترام ہیں۔اگر ہم اُن کے بارے میں بات سنیں گے تو پھر ہم اِن کے بارے میں بھی بات سنیں گے۔ میرے خیال میں ہمیں کسی کی ذات کے اوپر کوئی بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہمیں پالیسیوں کے اوپر بات کرنی چاہئے۔فوڈ سٹیمپ سکیم چلی،اس کا کیا بنا؟ میرے خیال میں پورا ایوان جانتا ہے کہ کسی کو کچھ پتا نہیں ہے۔ سستی روٹی کا وژن اچھا تھا کہ غریب کو سستی روٹی ملے اس پر کیوں نہ کام ہوا؟اس میں خادم اعلیٰ کا کوئی قصور نہیں ہے۔اس پروگرام کے جو ذمہ دار تھے جنہوں نے اس پروگرام کو چلانا تھا اُن سے پوچھ گچھ کرنی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!سیلف فنانس سکیم ایک بہت اچھا وژن ہے۔لوگوں کو بجائے لائنوں میں کھڑے کر کے ان کو ہزار ہزار یا دو دو ہزار روپے دیئے جائیں اور ان کو بھکاری بنانے کی طرف لے جایا جائے اس سے بہتر ہے کہ ان کو خود انحصاری کی طرف لے جایا جائے۔ میری محترم وزیر خزانہ سے یہ تجویز ہے کہ جتنا ہم خود انحصاری کی طرف جائیں گے اتنا ہی ہمارے وقار میں اضافہ ہوگا۔ بجائے اس طرح کی سکیمیں جہاں پر ہم گورنمنٹ کی کسی نہ کسی چیز پر dependent ہوں کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم گورنمنٹ کی امداد سے self dependent ہوں۔ ہمارے بچے،ہمارے صوبے کے غریب غرباء کے

بچے جن کے لئے دانش سکول کے حوالے سے ایک بہت ہی خوبصورت vision بنایا گیا ہے۔ میں اکثر یہ بات quote کرتا آیا ہوں اور آج پھر میں یہاں پر ان کی خدمت میں یہ بات پیش کروں گا کہ دانش سکول سسٹم کے سلسلے کو اور اس کے نظام کو ایسا بنانا چاہئے کہ وہ آج بھی چلیں، آنے والے وقتوں میں بھی چلیں اور وہ کسی کے اوپر dependent نہ ہوں، وہ کسی NGO یا کسی local philanthropist پر dependent نہ ہوں، یہ گورنمنٹ کا vision ہے اور چیف منسٹر صاحب کا ایک vision ہے اس کو constant رکھنے کے لئے گورنمنٹ کو اس پر خاص توجہ دینی چاہئے تاکہ آنے والے وقتوں میں ہم نے جن غریب کے بچوں کو وہاں پر پڑھانے کے لئے بھیجنا ہے ان کے لئے یہ مشکلات نہ ہوں، یہ سکولز کل کو پرائیویٹ نہ ہوں اور جس commitment کے ساتھ چیف منسٹر نے دانش سکول کے لئے اس پروگرام کو launch کیا ہے، کل کو آنے والے وقتوں میں اس ایوان میں کسی کی حکومت ہو، یہ آج میں نہیں کہہ سکتا لیکن اگر کل کو آنے والی حکومت اس mindset کی نہ ہوئی تو کیا وہ اس دانش سکول کو اسی طرح سے چلائے گی جس طرح سے آج دانش سکول کی commitment ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میری ان سے درخواست یہ ہے کہ دانش سکول سسٹم کو ایک constant system بنانے کے لئے حکومت کو اس میں اپنی maximum input ڈالنی چاہئے اور constantly forever ڈالنی چاہئے تاکہ یہ سسٹم فیل نہ ہو سکے۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے اپنے معزز ممبران کو کہوں گا کہ میری بات مکمل ہونے دیں۔ میں چند ہی منٹ میں اپنی بات مکمل کر رہا ہوں۔ بات رویوں کی ہے اگر ہمارے رویے ماضی میں ٹھیک ہوتے، میں صرف اس حکومت کی بات کر رہا ہوں، وفاقی حکومت کی بات کر رہا ہوں اور نہ ہی صوبائی حکومت کی بات کر رہا ہوں۔ بہت سارے نقائص وفاقی حکومت میں بھی ہوں گے اور تھوڑے بہت نقائص ہماری حکومت میں بھی ہوں گے ہمیں practically approach رکھنی چاہئے اور ایک بہتر approach رکھنی چاہئے تاکہ ہمارے لوگ ہم سے، ہماری حکومت سے اور اس ایوان سے benefit اٹھا سکیں۔ انہی رویوں کی وجہ سے آپ دیکھئے کہ پچھلے کئی سالوں سے چلتی ہوئی ایک بات کہ جنوبی پنجاب کو ایک علیحدہ صوبہ بنایا جائے اس کو تقویت نہیں مل رہی تھی لیکن اب جنوبی پنجاب کے افراد میرے خیال میں حکومتوں کے رویوں سے تھک چکے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "
کھوسہ صاحب قدم بڑھاؤ ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین! جنوبی پنجاب میں جو بات کل تک گھروں میں discuss کی جاتی تھی آج وہ گلی محلوں اور ان ایوانوں میں discuss کی جارہی ہے۔ میری اپنے معزز اور محترم بھائی سے تجویز ہے کہ اگر مرکزی حکومت کاش! اگر آج یہاں پر اپوزیشن لیڈر صاحب موجود ہوتے تو ان کے توسط سے میں یہ بات وفاقی حکومت تک پہنچانے کی کوشش کرتا لیکن آج ہمارے فنانس منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں، آپ کے توسط سے یہ بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری حکومتیں خواہ وہ مرکزی یا صوبائی حکومتیں ہوں، خواہ پنجاب کی ہو، سندھ کی ہو، بلوچستان کی ہو یا خیبر پختونخواہ کی ہو اگر وہ خواہش مند ہیں کہ پنجاب میں جنوبی پنجاب کا جو خطہ ہے وہ ایک علیحدہ صوبہ بنے تو پھر اس کے لئے یہ قرار دادیں ناکافی ہیں، اس کے لئے ہمیں کچھ عملی اقدامات بھی اٹھانے پڑیں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"کھوسہ صاحب قدم بڑھاؤ ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

MR CHAIRMAN: Please order in the House.

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین! مجھے آج آپ یہ بات کہنے دیجئے کہ پچھلے دنوں خادم اعلیٰ پنجاب کی گفتگو سن کر کچھ تسلی بھی ہوئی اور کچھ امید بھی جاگی کہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کی جو محرومیاں ہیں وہ شاید اب دور ہونے چلی ہیں۔ جب انہوں نے یہ بات کی کہ جنوبی پنجاب کی جو ایک آواز تھی، غالباً اگر میں misquote کر رہا ہوں یا الفاظ تھوڑے ادھر اُدھر ہوں تو میں معذرت چاہتا ہوں لیکن بات یہ تھی کہ پنجاب کو تقسیم کرنے کی سازش ناکام بنادی۔ پنجاب کو تقسیم کرنے کی سازش تو ہر انسان یہاں پر ناکام کرے گا، ہر شخص جو یہاں پر بیٹھا ہے وہ اس ملک اور اس ملک کے صوبوں کو کسی سازش کے ذریعے تقسیم ہونے کو ناکام کرے گا لیکن ضروریات کے پیش نظر اگر یہ مطالبہ ہو کہ جنوبی پنجاب یا پوٹھوہار یا کسی اور صوبہ میں کوئی اور صوبہ بننا چاہئے تو میرے خیال میں اس پر تنگ نظری نہیں ہونی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! مرکز والے حکمرانوں کی طرف سے اور نہ صوبوں کے حکمرانوں کی طرف سے تنگ نظری ہونی چاہئے اور اسی چیز کے پیش نظر کیونکہ میں unfortunately اُس سیشن میں نہیں تھا جب یہاں پر جنوبی پنجاب کے حوالے سے قرار داد پیش ہوئی تھی۔ مجھے افسوس بھی ہے اور افسوس

رہے گا کہ اس دن میں یہاں پر موجود نہیں تھا لیکن آج اس قرارداد کو ایک قدم آگے لے جانے کے لئے میں اپنے محترم وزیر خزانہ صاحب کو آپ کے توسط سے تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ رحیم یار خان، راجن پور سے لے کر، بھکر سے لے کر جو شخص اپنا کام لے کر لاہور آئے یعنی کسی کی پیشی ہو یا کسی کی سروس کا issue ہو یا کسی کا منصوبہ ہو تو یہاں پر آتے ہی اس کو پتا لگے کہ آج سیکرٹری صاحب یہاں موجود نہیں ہیں اور آپ کی پندرہ دن بعد کی پیشی ہے، یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ گیارہ گھنٹے کا سفر کر کے ایک شخص یہاں پر آئے، اس کی امداد اس کو مل سکے اور نہ اس کا حق اس کو مل سکے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین! انہی چیزوں کی وجہ سے اور انہی رویوں کی وجہ سے ہمارے خطے میں آج ایک علیحدہ صوبہ کی آواز اٹھی ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"کھوسہ صاحب قدم بڑھاؤ ہم تمھارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ House کو in order کریں تاکہ میں اپنی بات کو مکمل کر سکوں۔

جناب چیئرمین: چلیں! اپنی بات کریں۔

سردار دوست محمد خان کھوسہ: جناب چیئرمین! میرے چیف منسٹر کا vision ہے کہ اس صوبہ کے ہر شخص کو اس کا حق اس کی دہلیز پر ملے۔ اگر آپ اس کو واقعی ہی implement کرنا چاہتے ہیں تو پھر میری تجویز ہے کہ پنجاب حکومت کا ایک سب سیکرٹریٹ جنوبی پنجاب میں بنایا جائے، خواہ وہ بہاولپور میں بنائیں، خواہ وہ ملتان میں بنائیں اور خواہ ڈیرہ غازیخان ڈویژن میں بنائیں لیکن ایک سب سیکرٹریٹ وہاں پر موجود ہونا چاہئے جس کو ایک ACS level کا شخص head کرے، ایک ایڈیشنل آئی جی پولیس کی طرف سے وہاں پر تعینات ہو اور جو یہاں پر بیٹھے ہوئے سپیشل سیکرٹری ڈیپارٹمنٹ کو handle کر رہے ہیں وہ وہاں پر بیٹھیں اور لوگوں کے معاملات کو حل کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! ایک محکمہ کا سیکرٹری بھی لاہور میں موجود، اسی محکمہ کا سپیشل سیکرٹری بھی لاہور میں موجود، اسی محکمہ کا ایڈیشنل سیکرٹری بھی لاہور میں موجود اور اسی محکمہ کا ڈپٹی سیکرٹری بھی لاہور میں موجود ہو تو وہاں کے لوگوں کو آپ کیا انصاف دیں گے؟ میری آپ کو یہ تجویز ہے کہ مہربانی فرما کر اس صوبہ کی بھلائی کے لئے اور اس صوبہ اور اس ملک کی بقا کے لئے اور پنجاب کے

Agricultural hub کی بہتری کے لئے اس تجویز پر فوری عملدرآمد کروائیں۔ حکومت پنجاب کا جنوبی پنجاب سب سیکرٹریٹ ہونا چاہئے تاکہ وہاں کے لوگوں کو 11،11 گھنٹے کی مسافت طے کر کے یہاں پر آکر یہ نہ سننا پڑے کہ آج آپ کا معاملہ حل نہیں ہو سکتا لہذا آپ پندرہ دن بعد آئیے یہ ہماری ضرورت ہے اور ہمارا حق ہے۔ میرے معزز جنوبی پنجاب کے ممبران یہاں پر موجود ہیں۔ جنوبی پنجاب کے جو پندرہ یا سولہ اضلاع identify کئے گئے تھے، underprovided اضلاع کا سفر زیادہ سے زیادہ ملتان یا بہاولپور یا ڈیرہ غازیخان تک تین سے چار گھنٹے سے زیادہ نہیں ہو گا یعنی جو شخص اپنی غرض سے اس دفتر میں جائے گا تو وہ صبح اپنے گھر سے نکلے گا اور شام کو واپس اپنے گھر پہنچ جائے گا نہ کہ یہ کہ تین دن پہلے وہ لاہور آئے، دو دن اسے دفتر ڈھونڈنے لگیں اور تیسرے دن ان کو پتا لگے کہ وہاں پر افسر موجود نہیں ہے تو میری آپ سے یہ ایک پرزور اپیل ہے اور آپ کے توسط سے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی میری یہ درخواست ہے کہ اس کو جس طرح سے بھی ممکن ہو fine tune کیا جائے لیکن یہ ہماری آج کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے اگر وہ سمجھتے ہیں کہ جنوبی پنجاب بننا ایک سازش ہے یا کوئی اور یہ سمجھتا ہے کہ جنوبی پنجاب بننا ایک سازش ہے تو اگر لوگوں کو اس ذریعے سے relief مل جائے گا تو وہ سازش خود بخود دم توڑ جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس کے باوجود بھی لوگوں کی ضروریات، لوگوں کے معاملات کا مداوا نہ ہو سکا تو کم از کم from Punjab to another Province ایک smooth transaction تو ہو گی۔ ہم کیوں ایسے حالات پیدا کریں کہ ساہیوال کے مقام پر، خانیوال کے مقام پر، وہاڑی کے مقام پر، میانوالی کے مقام پر، خوشاب کے مقام پر لوگوں نے زنجیریں کھینچی ہوئی ہوں کہ اگر جنوبی پنجاب کے حق میں ہیں تو اس طرف آئیں اگر جنوبی پنجاب کے حق میں نہیں ہیں تو واپس چلے جائیں۔ وہ سازشیں ہوں گی، وہ وقت پھر سازش کا ہو گا، آج ہمارے پاس الحمدللہ یہ اختیار ہے کہ ہم حالات کو سنبھال سکتے ہیں۔ لوگوں کی مشکلات کو حل کر سکتے ہیں، لوگوں کی تکالیف کو دور کر سکتے ہیں تو ہمیں ان کی تکالیف کو دور کرنے میں میرے خیال میں کوئی کمی یا کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہئے۔ میں جانتا ہوں کہ جو commitment وزیر اعلیٰ صاحب کی اس صوبے کی ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ہے اس کی progress کرنے کے حوالے سے ہے، تعلیم کے حوالے سے ہے، صحت کے حوالے سے ہے، زراعت کے حوالے سے ہے، انڈسٹری کے حوالے سے ہے اور اسی budget document میں، میں نے پڑھا کہ صرف تین اضلاع کے اندر انڈسٹریل سٹیٹ کو propose کیا گیا ہے۔ رحیم یار خان آپ کا upcoming

industrial area ہے اور وہاں پر industry grow کر رہی ہے، ڈیرہ غازی خان جو کہ تین صوبوں کا سنگم ہے اگر ادھر انڈسٹریل سٹیٹ بنائی جاتی تو کیا تینوں صوبے اس سے benefit حاصل نہیں کر سکتے ہیں؟ so ہمیں focus کرنا ہے، ہمیں تجاویز دینی ہیں کیونکہ تنقید تو یہاں پر کوئی بھی کر سکتا ہے۔یہاں پر بیٹھے میرے معزز بھائی بسراء صاحب مجھ پر تنقید کر سکتے ہیں اور میں بھی ان پر تنقید کر سکتا ہوں لیکن اس تنقید کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں ہوگا۔ ہمیں یہاں پر وہ بات کرنی چاہئے جو ہمارے صوبے کے لئے، ہمارے صوبے کی عوام کے لئے، ہماری حکومت کے لئے بہتر ہو اور ہم سب کے لئے بہتر ہو۔اس میں میرے خیال میں ہم سب کو مل جل کر، اس چیز سے بالاتر ہو کر کہ کسی کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے یا کسی کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے یا کسی کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے یا (ف) سے ہے یا (ج) سے ہے۔ان چیزوں سے بالاتر ہو کر ہم نے اپنے صوبے کے لئے، اپنے صوبے کی عوام کے لئے اور اپنے ملک کے لئے سوچنا ہے، اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے اس صوبے کو، ہمارے اس وطن کو، ہمارے اس ملک کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ پاکستان زندہ باد۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب طارق محمود صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب تنویر الاسلام صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔چودھری محمد شفیق!

چودھری محمد شفیق: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! پیپلز پارٹی کے دو مقررین موجود نہیں تھے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کی جگہ اپوزیشن کے کسی معزز ممبر کو موقع ملنا چاہئے کیونکہ مسلم لیگ (ن) کے مقرر نے تو ابھی بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: ایسے نہیں ہوتا۔ آپ تشریف رکھیں۔اس کے بعد آپ کے دو معزز ممبران کو موقع دے دیں گے۔(قطع کلامیاں)

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میری اپوزیشن بنچوں سے گزارش ہے کہ یہ ہماری بات بھی غور سے سنیں، شور ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تحمل اور بردباری سے ہماری گفتگو کو سنیں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق: ہم بھی مسلسل ان کی بات سن رہے ہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

جناب چیئرمین: وزیر موصوف کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! معزز ممبران جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے ان کو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ان کے ممبران جن کا نام آپ کے پاس لسٹ میں ہے، ان کے پارلیمانی لیڈر نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کہا تھا جن دوستوں کے نام دیئے گئے ہیں ان کو convey کر دیا گیا ہے کہ وہ یہاں پر آئیں اور بجٹ پر اپنی تقریریں کریں۔ اب یہ جو فرما رہی ہیں کہ جو لوگ نہیں آئے ان کی جگہ پر اور لوگوں کو بلایا جائے۔ جو لسٹ کے مطابق ہے ہم انہی کو بلائیں گے اور جو لوگ نہیں آئے ان کے پارلیمانی لیڈر ان کو دوبارہ ٹائم دلوائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ہم نے تو صرف یہ کہا ہے کہ جو لوگ موجود ہیں ان کو موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی باری پر بات کریں۔

چودھری محمد شفیق: بسراء صاحب! آپ ہمارے جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ میری بات تو سنیں۔

جناب چیئرمین: آپ فرمائیں!

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! ایسا نہ ہو کہ اس ساری گفتگو میں ہمارا ٹائم کاٹ لیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات شروع کریں۔

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! یہ بجٹ جو ہوتا ہے یہ انتہائی اہم ہوتا ہے۔ چاہے یہ صوبے کا بجٹ ہو، چاہے وفاقی بجٹ ہو، یہ ایک بہت اہم دستاویز ہوتی ہے جس میں ہم نے پورے سال کے اخراجات اور آمدن کا تخمینہ لگانا ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے صوبے کو کس طریقے سے چلانا ہے، ہمارے پاس کیا آمدنی ہے، کیا اخراجات ہیں اور ان کو کس طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ میں ایک منٹ میں یہ بات کہوں گا کہ ہمارے اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض احمد نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ یہ بجٹ

وزیر خزانہ نے نہیں بنایا، یہ بجٹ خادم اعلیٰ پنجاب نے نہیں بنایا، یہ بجٹ صرف لفظوں کا ہیر پھیر ہے اور یہ بیوروکریسی کا کام ہے کہ انہوں نے اس بجٹ کو ترتیب دیا ہے۔ میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور وہ خود بھی سمجھتے ہیں، وہ صرف تنقید برائے تنقید کر رہے تھے۔ ان کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ بجٹ جب بنایا جاتا ہے اس کو صرف بیوروکریٹ نہیں بناتے بلکہ اس میں ایک ایسی ٹیکنیکل لائن ہوتی ہے یا ٹیکنیکل ٹیم ہوتی ہے جن کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ جو سوچ جو vision آپ کے قائدین، آپ کے لیڈران آپ کے سیاسی فکر رکھنے والے، اس ملک سے محبت کرنے والے، اس صوبے سے پیار کرنے والے لوگ جو ہوتے ہیں وہ مسلسل اپنی ایک سوچ دیتے ہیں، اپنا ایک vision دیتے ہیں۔ وہ ایک پیغام دیتے ہیں کہ اپنے صوبے کی عوام کے لئے اپنے پروگرام کو ترتیب دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں مسلسل ان سے میٹنگیں ہوتی ہیں، ریسرچ کمیٹیاں ہوتی ہیں، vision committees ہوتی ہیں اور یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ یہ دوست کبھی کہتے ہیں کہ بجٹ رائیونڈ میں بنا تھا، رائیونڈ میں ہمارا قائد رہتا ہے جس کا نام میاں محمد نواز شریف ہے۔ رائیونڈ میں وہ اپنی عوام کے لئے سوچتے تھے جس کے لئے وہ اپنے تھنک ٹینک کو بلاتے تھے اپنی ٹیکنیکل ٹیم کو بلاتے تھے ان کی جو سوچ تھی جو vision تھی وہ پاکستان کے بارے میں سوچتے تھے، ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب جو صرف پنجاب کے لئے سوچتے تھے وہ اپنی تجاویز وہاں پر دیتے تھے اور ان تجاویز پر وہاں discussion ہوتی تھی۔ جب وہ چیزیں تیار ہو جاتی تھیں تو پھر ہم اس ٹیکنیکل ٹیم کو اپنے vision کے مطابق ہدایات دیتے تھے۔ آپ میں سے بھی جو کاروباری لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے لئے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ رکھے ہوئے ہیں، اپنے معاملات کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے اپنے اکاؤنٹس منیجر رکھے ہوئے ہیں جو تمام معاملات کو ترتیب دیتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی وہ ایک بیلنس شیٹ تیار کرتے ہیں جو کہ ان کا ہی کام ہے۔ ہمارے قائدین کا اور ہماری پارٹی کا کام ہے "اپنی سوچ دینا" اپنی فکر دینا اپنے علاقے اور صوبے کی فلاح و بہبود کے لئے پیغام دینا اور پھر اس کے لئے ساری چیزوں کو ترتیب دینا یہ ہے بجٹ اور بجٹ بنانے کا طریقہ۔ ہمارے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جس شاندار طریقے سے اپنے قائدین کی سوچ کو لفظوں میں اپنے عوام تک پہنچایا میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اپوزیشن کسی ادارے، کسی ایوان کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ کمزوریاں، وہ چیزیں جن کا ہمیں احساس نہیں ہوتا وہ اپوزیشن کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس کی نشاندہی کرے، اپوزیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمارے معاملات کو چیک کرے، یہ اپوزیشن کی ذمہ داری ہے کہ جہاں جہاں وہ feel کرتے ہیں کہ صوبے کے

معاملات صحیح نہیں چل رہے وہ اس کی نشاندہی کریں اور حکومت کا کام ہوتا ہے کہ ان تجاویز کو note کرے اور ان کا solution نکالے تاکہ وہ اس صوبے کی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے جو کر سکتی ہے وہ کرے۔ ساتھ ساتھ ان کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ ان programmes کو دیکھیں، ان چیزوں کو دیکھیں جو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کی جارہی ہیں، صرف تنقید برائے تنقید کا سہارا نہ لیں، صرف سیاسی بحث نہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں بجٹ پر محنت کرنی چاہئے اور اس کے اعداد و شمار کے ذریعے بتانا چاہئے کہ ہمیں کہاں کہاں کس کس سیکٹر میں کیا کیا خرچ کرنا ہے۔ میں اپنے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کیا سوچتے ہیں، ان کے کیا پروگرام ہیں، ہم یہ بار بار سنتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں دانش سکول بنا دیئے گئے ہیں، ان پر اربوں روپیہ خرچ کر دیا گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن سے ہمارا کون ساتھی ہے جو کسی دانش سکول میں گیا ہو؟ ان کو تو دانش سکول کے vision کا بھی پتا نہیں ہے، ان کو تو دانش سکول کی سوچ کا ہی نہیں پتا، انہوں نے تو دانش سکول دیکھا ہی نہیں ہے۔ یہ تو صرف ٹیلیوژن پر تصویریں دیکھتے ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ ہمارے وہ پسماندہ علاقے جہاں دانش سکول بنے ہیں، ہماری بہاولپور ڈویژن میں تین دانش سکول بنے ہیں جن میں ایک دانش سکول میرے ضلع رحیم یار خان میں بنا ہے، ایک چشتیاں میں بنا ہے اور ایک حاصل پور میں بنا ہے۔ میں اپنے دوستوں کو بتاتا ہوں کہ وہاں بچے کون ہیں، وہاں پڑھتے کون ہیں، یہاں جو ساری ایلیٹ کلاس بیٹھی ہوئی ہے چاہئے وہ گورنمنٹ بنچوں سے ہے یا اپوزیشن بنچوں سے ہے، جو بڑے بڑے جاگیر دار، سرمایہ دار بیٹھے ہوئے ہیں جن کے بچے ایچی سن کالج میں تعلیم حاصل کرتے تھے، جن کے بچے صادق پبلک سکول میں تعلیم حاصل کرتے تھے ان میں سے کسی کا کوئی بچہ دانش سکول میں داخل نہیں ہو سکتا۔ دانش سکول میں وہ بچہ داخل ہو گا جس کے سر پر کوئی سایہ نہیں ہے، جس کے والدین نہیں ہیں، جن کے پاس کوئی چیز نہیں ہے، جن کا ذریعہ معاش بالکل نہیں ہے۔ جو جنگلوں میں جانور چراتے تھے یہ سب ان کے بچے ہیں۔ جن کا کوئی والی وارث نہیں تھا، پورے پنجاب اور پاکستان کی ایلیٹ کلاس جو ان کی طرف نہیں دیکھتی تھی، ان سے ہاتھ ملانا پسند نہیں کرتی تھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ایک بہت بڑی سوچ ہے اور انشاء اللہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہوں گے۔ ان بچوں کو میرٹ کی بنیاد پر لایا گیا ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو دانش سکول دیکھنے کی دعوت دیتا ہوں آپ جاکر ان بچوں کو دیکھیں، ان کی تربیت دیکھیں، ان کی اخلاقی تربیت دیکھیں، ان کی ایجوکیشن دیکھیں، ان کی رہائش دیکھیں، ان کی پڑھائی دیکھیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ ان غریب بچوں کے سر

پر ہاتھ رکھنے والا کون ہے۔یہ دانش سکول بننے چاہئیں اور آپ کو ہمارا ساتھ دینا چاہئے۔ہماری حکومت کے جو تعلیمی ادارے ہیں ان کی جتنی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں، ان کو جتنی facilities دی گئی ہیں اب گورنمنٹ کا کوئی ایسا ہائی سکول نہیں جس میں لیب نہ ہو، جس کی بلڈنگ نہ ہو، جسے missing facilities نہ دی گئی ہوں۔میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جتنا پیسا پچھلے دو سال سے جنوبی پنجاب کو دیا گیا ہے وہ ریکارڈ ہے۔یہ سب یہاں بیٹھ کر صرف سیاسی گفتگو کرتے ہیں، یہ یہاں بیٹھ کر صرف باتیں کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھتے ہیں، یہ وہاں سے وزیر اعظم رہے ہیں، وزیر اعلیٰ رہے ہیں، ایم این اے، ایم پی اے رہے ہیں، وزیر رہے ہیں لیکن یہ جن لوگوں کی بات کرتے ہیں یہ سب سے زیادہ ان کا استحصال کرتے رہے ہیں۔یہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں جنہوں نے پچھلے سال بھی جنوبی پنجاب کو بجٹ کا 32 فیصد حصہ ہی دیا تھا اور آج بھی انہوں نے جنوبی پنجاب کو 32 فیصد ہی دیا ہے۔میں آپ کو بتاتا چلوں کہ اس وقت جنوبی پنجاب میں کیا ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے؟ میں صرف اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: کسی major project کی بات کریں۔

چودھری محمد شفیق: میں major project کی بات کرتا ہوں آپ مجھے بتائیں کہ بہاولپور میں کتنے میڈیکل کالج اور ہسپتال بن رہے ہیں، کتنے کالج بن رہے ہیں اور کتنی ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے ؟ شیخ زید میڈیکل، رحیم یار خان کالج جہاں کوئی چیز دیکھنے کے لئے نہیں تھی۔آج کوئی ایسی facility نہیں ہے جو لاہور میں موجود ہو اور رحیم یار خان میں نہ ہو۔وہاں ہر heart surgery ہو رہی ہے، انجیو گرافی ہو رہی ہے آرام سے میری بات سن لیں میں آپ کو بتاتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: No crass talk please آپ اپنی بات کریں۔

چودھری محمد شفیق: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں وومن یونیورسٹی بن رہی ہے، وہاں یونیورسٹی کیمپس ہیں، کالج ہیں اور ہر چیز موجود ہے، جو چیز لاہور میں موجود ہے وہ اس وقت رحیم یار خان میں بھی موجود ہے۔میں ان دوستوں کو بتاؤں کہ رحیم یار خان پورے پاکستان کا سنٹر بنا ہوا ہے۔یہ فیڈرل گورنمنٹ کے نمائندے بیٹھے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اوباڑہ سے لے کر کراچی تک درمیان میں مجھے کوئی ہسپتال بتادیں جہاں لوگوں کو facilities ملتی ہوں۔ سکھر میں ہے، حیدر آباد میں ہے۔ سوائے کراچی کے۔ صادق آباد والے ہم تو کہتے ہیں کہ وہاں سے بیٹھ کر چھ سو کلو میٹر طے کر کے لاہور آتے ہیں لیکن کبھی آپ نے سوچا کہ اوباڑہ سے کراچی 650 کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔وہ بے چارے لوگ جن کے پاس

ٹرانسپورٹ بھی نہیں ہے۔یہاں تو سڑکیں ہیں اور باقی سب کچھ بھی موجود ہے لیکن وہ لوگ کراچی کیسے پہنچتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہر شخص کو اس کے حقوق ملنے چاہئیں، ہر شخص کو پوری facilities ملنی چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل انتظامی بنیادوں پر صوبے بننے چاہئیں لیکن لسانی بنیادوں پر نہیں، ایک دوسرے میں تفریق پیدا نہ کرو۔ میری گزارش ہے کہ آپ تنقید کریں لیکن مجھے صرف یہ بتائیں کہ لیپ ٹاپ کس کو مل رہا ہے، کن بچوں کو مل رہا ہے؟ میرے اقلیتی بھائی یہ کہتے تھے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اقلیتی بچوں کو نہیں ملے؟ جو shinning طالب علم تھے ان سب کو میرٹ کی بنیاد پر دیئے گئے ہیں۔ اسی طریقے سے گرین ٹریکٹر سکیم میں جو سبسڈی دی گئی ہے میرے ہاتھ سے میرے اپنے مخالفین ٹریکٹر لے کر گئے ہیں۔ میرے معزز اقلیتی ممبر پرویز رفیق صاحب چلے گئے ہیں میں ان کو بتانا چاہتا تھا کہ ہمارے ضلع میں اقلیت سے تعلق رکھنے والے لوگ ٹریکٹر لے کر گئے ہیں، انہیں جناح آبادی میں پلاٹ ملے ہیں، کچی آبادیوں میں پلاٹ ملے ہیں as a Graduate ان کو زمینیں بھی دی ہیں۔ اقلیتی برادری ہمارے بھائی ہیں ان کے پورے حقوق ہیں۔ آئین میں ان کو جو حقوق دیئے گئے ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کیا ہے؟ آپ تو بڑے بڑے محلوں میں رہنے والے لوگ ہیں ان غریبوں سے پوچھو جن کی بیس ہزار آمدنی ہے اور ان کے قرعہ اندازی میں نام نکلے ہیں، بنکوں سے انہیں قرضہ مل گیا اور وہ اب اپنے گھروں میں رہ رہے ہیں۔ آپ کو کیا تکلیف ہے اور ہمیں کیا تکلیف ہو سکتی ہے؟ ہم تو یہاں بیٹھ کر صرف تنقید کر سکتے ہیں لیکن جو اصل چیز ہے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ہمارے علاقے میں سیلاب آیا تھا اس دوران وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں کام کیا تھا دن رات محنت کی تھی، ماڈل ویلیج دیکھیں ان لوگوں کو گھر دیئے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (ڈاکٹر اسد اشرف) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، چودھری صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! اگر ییلو کیب سکیم دی جا رہی ہے تو کیا چودھری شفیق یا میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے کسی کو ٹیکسی دے دی ہے؟ وہ تو شاید آپ ہی لے گئے ہوں آپ کا نام نکلا ہو وہاں کسی کی پہچان نہیں تھی وہ کون تھا وہ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتا تھا، وہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتا تھا، وہ مسلم لیگ سے تعلق رکھتا تھا یا وہ اقلیت سے تھا؟ جس کا نام نکلا اس کو وہ ٹیکسی ملی ہے اور آپ بھی اس میں سفر کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! میں حقیقت حال آپ کو بتا رہا ہوں۔ حزب اختلاف تنقید کرے یہ ان کا حق بنتا ہے اور ہمارا کام ہے کہ ان کی تنقید کو بردباری اور حوصلے سے سنیں تاکہ ہمیں اپنی کمزوریوں کا پتا چل جائے۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! مہربانی کر کے conclude کر لیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے کے 620 سکولوں میں missing facilities کے لئے اربوں روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ صرف وہ سکول بچے ہوں گے جو کہ جاگیرداروں اور وڈیروں نے اپنے ڈیروں پر بنائے ہوئے ہیں ورنہ میرے ضلع میں اب کوئی ایسا سکول نہیں ہے کہ جس کی missing facilities نامکمل ہوں۔ سب سکولوں کی missing facilities مکمل ہو چکی ہیں۔ اب ہمارے جنوبی پنجاب میں upgradation کے تحت انیس گرلز سکول اور چار بوائز کالج بنائے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس طریقے سے صحت کے شعبے میں بھی بہت کام ہو رہا ہے۔ ڈی جی خان میں میڈیکل کالج بن رہا ہے، اس کے لئے رقم مختص کی گئی ہے اور وہاں پر کلاسیں بھی شروع ہو چکی ہیں۔ اسی طرح بہاولپور میں چار سو بستروں پر مشتمل ایک بڑا ہسپتال بنایا جا رہا ہے۔ ملتان میں برن یونٹ بن رہا ہے۔ یہ سب جنوبی پنجاب میں ہو رہا ہے۔ شیخ زید میڈیکل کالج میں ایک بہت بڑا ایمرجنسی سنٹر بنایا جا رہا ہے جو کہ 125 بستروں پر مشتمل ہوگا۔ یہ آخری مراحل میں ہے شاید اتنا بڑا ایمرجنسی سنٹر کسی اور جگہ پر موجود نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! اب کافی وقت ہو گیا ہے اس لئے conclude کر لیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب والا! اسی طریقے سے بہاولپور میں ایک کڈنی سنٹر بن رہا ہے۔ ہمیں یہ تنقید نہیں کرنی چاہئے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں ہو رہا۔ ہم میں سے جتنے لاہور کے بارے میں تنقید کرتے ہیں ان سب کی families لاہور میں رہتی ہیں۔ ہمارے تمام ممبران، وڈیرے اور وزیر سب لاہور میں رہنے والے ہیں۔ اگر آپ لاہور کے ساتھ دوسرے شہروں کو compare کرتے ہیں تو پھر آپ کو اسی طریقے سے کراچی، کوئٹہ، پشاور اور اسلام آباد کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ ہر جگہ اور شہر کی اپنی اپنی ضرورت ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے علاقے کی demands اور ضروریات ہمیں ملنی چاہئیں۔ جنوبی پنجاب کا حق اس علاقے کو ملنا چاہئے۔ ہم نے اپنا حق اپنی حکومت

سے لینا ہے اور یہ حق ہم نے بھائی چارے اور کھینچ کر بھی لینا ہے۔ میں آخر میں ایک دفعہ پھر وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو مبارکباد پیش کرتا اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت مہربانی

جناب چیئرمین: اب محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ بات کریں گی۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ اس اجلاس میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ دوسری صوبائی اسمبلیوں اور حکومتوں پر تنقید کی جارہی ہے جو کہ مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں اور خدیجہ عمر صاحبہ کو بات کرنے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ آخر کار مجھے بات کرنے کا موقع مل ہی گیا جبکہ مجھے لگ رہا تھا کہ شاید موقع نہ ملے کیونکہ ایک ہی طرف سے تین تین لوگوں کو بات کرنے کا موقع دیا جارہا ہے اور ہماری باری کوئی دسویں نمبر پر آرہی ہے۔ میں سب سے پہلے یہ گزارش کروں گی یہ so-called بجٹ تقریر کم تھی اور سیاسی تقریر زیادہ لگ رہی تھی۔ جس دن یہ بجٹ تقریر ہوئی اس دن ہمارے so-called خادم اعلیٰ صاحب بہت ہی جوشیلے نظر آرہے تھے۔ ویسے تو وہ اکثر نظم پڑھتے ہوئے اور گانے گاتے ہوئے جوشیلے ہو جاتے ہیں لیکن جس دن ہمارے محترم ہنگامی وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر پڑھی اس روز خادم اعلیٰ بہت جوش میں نظر آئے ہیں۔ میں اپنے وزیر خزانہ کو بھی داد دیتی ہوں کیونکہ ان کو ہنگامی تقریر کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ میں ان کو rescue وزیر کا خطاب دینا چاہتی ہوں کیونکہ مشکل حالات میں اس حکومت کے پاس یہی ایک وزیر ہیں جو ان کے کام آتے ہیں۔ خادم اعلیٰ کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ یہ ان کے ہر مشکل وقت میں ساتھ رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے لئے ایک compliment ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جی، بالکل۔ میں عرض کر رہی تھی کہ خادم اعلیٰ بجٹ تقریر کے دن بہت جوشیلے تھے اور جوش میں زور زور سے desk بجا رہے تھے تاکہ دوسرے ممبران بھی ان کو دیکھ کر desk بجائیں۔ اس روز مجھے تھوڑا سا خدشہ تھا کہ کہیں ان کا blood pressure high نہ ہو جائے، کہیں یہ نہ ہو کہ Rescue-1122 کو یہاں پر بلانا پڑ جائے اور پھر ان کو Rescue-1122 اور چودھری پرویز الٰہی کے تمام منصوبوں کی قدر آئے۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو لیکن ہمیں یا کسی کو بھی کسی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے اور میں اس بات کی گارنٹی دیتی ہوں کہ جب بھی ضرورت پڑی یا ان کا بلڈ پریشر ہائی ہوا تو Rescue-1122 ہی ان کے کام آئے گی۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ہمارے محترم ایمرجنسی وزیر خزانہ نے بلوچستان Cardiac Institute کا ذکر بڑے جوش سے کیا ہے۔اس حوالے سے کہا گیا کہ امن وامان کی خراب صورتحال کی وجہ سے بلوچستان میں یہ نہیں بن سکا۔میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وزیرآباد Cardiac ہسپتال اب تک کیوں مکمل نہیں ہو سکا؟ خادم اعلیٰ صاحب کو معلوم ہو گا کہ وزیرآباد پنجاب کے اندر ہے وہ وزیرستان میں نہیں ہے اگر وہ رائیونڈ،لاہور اور کیمپ سے باہر نکل کر دیکھیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ وزیرآباد بھی صوبہ پنجاب کا حصہ ہے۔اس ہسپتال کو کیوں functional نہیں کیا گیا؟اس کا structure بالکل تیار پڑا ہے پھر اس ہسپتال کے پراجیکٹ کو حسد کی نذر کیوں کر دیا گیا ہے؟ان کا یہی حسد اور انتقام ملتان Cardiac ہسپتال کے حوالے سے بھی نظر آیا ہے کیونکہ انہوں نے چودھری پرویزالٰہی دل ہسپتال کے نام کو تبدیل کر دیا ہے۔وہاں کے ہر آدمی نے یہ کہا کہ یہ چودھری پرویزالٰہی دل ہسپتال ہے۔تختیاں اُتار دینے یا لگا دینے سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔لوگوں کے دلوں میں چودھری پرویزالٰہی کا نام ہے۔ان کی تختیاں اُتار دینے سے لوگوں کے دل نہیں بدلیں گے اور لوگوں کے دلوں سے ان کا پیار و محبت ختم نہیں ہو گی۔موجودہ وزیراعلیٰ کو بڑے بڑے خطاب ملے ہیں میں کہتی ہوں کہ ان کو تختی اعلیٰ اور تختی چور وزیراعلیٰ کا خطاب بھی دے دیں کیونکہ وہ اس کام میں ماہر ہیں۔میں یہاں پر گجرات کا ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کے ساتھ share کرنا چاہوں گی۔ہمارے خادم اعلیٰ نے کہا کہ میں نے گجرات میں جا کر ہر صورت کوئی نہ کوئی فیتہ کاٹنا ہے۔گجرات کی انتظامیہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کیونکہ انہوں نے کام تو کوئی کیا نہیں تھا تو پھر وہ کس جگہ پر فیتہ کٹوائیں؟انتظامیہ کے لوگ ان کو فیتہ کٹوانے کے لئے ایک ٹربائن،ہینڈپمپ پر لے گئے۔اللہ تعالیٰ کی قدرت اور انصاف دیکھیں کہ وہاں پر تھوڑی دیر کے بعد آندھی آ گئی اور وہ کنوپی گر گئی جس کے پیچھے چودھری پرویزالٰہی کی تختی لگی ہوئی تھی۔خادم اعلیٰ وہاں پر پریشان حال ہو گئے اور انتظامیہ کو گالیاں دیتے ہوئے واپس آ گئے کہ یہ میرے ساتھ آپ لوگوں نے کیا کیا ہے؟چونکہ وہاں پر انہوں نے کوئی منصوبہ شروع ہی نہیں کیا تھا اور انتظامیہ کو مصیبت ڈالی ہوئی تھی کہ میں نے وہاں پر فیتہ کاٹنا ہے۔اب وہ بے چارے بھی کیا کرتے،جب آپ نے کچھ کیا ہوتا تو پھر ہی وہ آپ سے اس منصوبے کا فیتہ کٹوا سکتے تھے۔گجرات چودھری پرویزالٰہی اور چودھری شجاعت صاحب کا شہر ہے۔اس خادم اعلیٰ نے تو اس کی طرف دیکھنا ہی نہیں۔اسی طرح خادم اعلیٰ پنجاب ایک روز گجرات یونیورسٹی پہنچ گئے حالانکہ وہاں پر وزیر صنعت نے جا کر افتتاح کرنا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ میں نے وہاں پر افتتاح کرنے جانا ہے۔وہاں کی انتظامیہ پریشان ہو گئی۔چودھری صاحبان نے کہا کہ ہمیں فیتے کاٹنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور ہم

نے گجرات کی عوام کو کسی قسم کے امتحان میں نہیں ڈالنا اور ہم ان کے لئے کوئی problem create نہیں کرتے۔ کوئی آ کر فیتہ کاٹنا چاہتا ہے تو بے شک کاٹے۔ ہمارے لئے فیتے معنی نہیں رکھتے، ہمارے لئے تختیاں معنی نہیں رکھتیں بلکہ ہمارے لئے عوام کی ریلیف معنی رکھتی ہے، عوام کی سہولت معنی رکھتی ہے اس لئے عوام کو اب کسی امتحان میں نہ ڈالیں میں یہ اپنے خادم اعلیٰ کی سوچ آپ کو بتا رہی ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایجوکیشن کے حوالہ سے ذکر کروں گی۔ میں وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں چودھری پرویز الٰہی صاحب کے منصوبوں کو سراہا اور انہوں نے کہا کہ اگر وہ منصوبے آج جاری و ساری رہتے تو پنجاب آج collapse نہ کر چکا ہوتا۔ وزیر اعظم سے پہلے بہت سے سروے ہوئے ہیں اور عالمی بنک چودھری پرویز الٰہی کی ایجوکیشن ریفارمز کی تعریف کر چکا ہوا ہے۔ میں یہاں پر آپ کے سامنے تھوڑا سا ذکر کروں گی میرے ہاتھ میں انسٹیٹیوٹ آف سوشل پالیسی سائنسز کا ایک ریسرچ پیپر ہے جس کے اعداد و شمار سرکاری document سے لئے گئے ہیں اور یہ پنجاب اسمبلی سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم میں بھی پیش ہو چکا ہوا ہے اور اس کی figure کو کسی ممبر نے چیلنج نہیں کیا کیونکہ اس پیپر سے لئے گئے کچھ اعداد و شمار بھی اس ایوان میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گی۔ پنجاب میں سکول جانے کی عمر کے 45 فیصد بچے سکول سے باہر ہیں، جب خادم اعلیٰ نے اپنا منصب سنبھالا تو انہوں نے اپنی وہی بلڈ پریشر والی جوشیلی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہاں پر 12-2011 میں سکول جانے کی عمر کا کوئی بچہ سکول سے باہر نہیں ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ 50 فیصد بچے سکول سے باہر نکل گئے یعنی ان کے آنے کے بعد یہ نتیجہ نکلا کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے ایجوکیشن کو بہتر کرنے کے لئے جو منصوبے بنائے اور لٹریسی ریٹ بہتر ہوا تو خادم اعلیٰ کی اُس گرج میں 45 فیصد بچے سکول میں آنے کی بجائے سکول سے باہر جا چکے ہیں۔ 12-2011 میں تعلیمی بجٹ کا 90 percent blocked allocation تھا، نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ blocked allocation تب ہوتی ہے جب کوئی وژن نہیں ہوتا۔ میں یہاں پر یہ blame اپنے وزیر خزانہ کو نہیں دوں گی جو غالباً ایجوکیشن منسٹر بھی ہیں کیونکہ وہ بے چارے کیا کریں، وہ ڈینگی کے لئے بھاگیں، ہسپتالوں میں بھاگیں، تعلیم کے لئے بھاگیں، وزارت خزانہ چلائیں مطلب یہ کہ وہ ان بے چاروں کو پتا نہیں کہاں کہاں گھسیٹ کر لے جاتے ہیں۔ وہ بے چارے کیا کریں کیونکہ پوری کابینہ

میں وہ ایک ہی انسان ہیں۔اب اتنی ننھی سی جان پر اتنا بوجھ ڈال دیا ہے میں اُن کی انتہائیrespect کرتی ہوں کیونکہ وہ واقعیrespect کے قابل ہیں اور وہ قابل رحم بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میرے بھائی دوست محمد خان کھوسہ صاحب نے ابھی جنوبی پنجاب کا ذکر کیا اور انہوں نے بہت اچھی باتیں کیں۔ میں بڑاappreciate کرتی ہوں لیکن مجھے اُن کی صرف ایک بات سے تھوڑا سا اعتراض تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا، جنوبی پنجاب کے لوگ ان حکومتوں سے بہت نالاں ہو چکے ہیں۔ حکومتوں سے نہیں اس پنجاب حکومت سے نالاں ہو چکے ہیں کیونکہ اس حقیقت کو سب جانتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے پہلی دفعہ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے قدم اُٹھایا اور یہی وجہ ہے کہ وہاں کا کارڈیک ہسپتال، وہاں جو سڑکیں بچھی ہیں، وہاں پر بچوں کو ایجوکیشن کے لئے جو incentives دیئے گئے تھے وہ تو خادم اعلیٰ نے بند کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں interestپیدا ہوا تھا اور وہاں پر بچوں کی تعلیم کا ریٹ بہتر ہو رہا تھا لیکن انہوں نے وہ سب کچھ بند کر دیا اور مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ سیلاب متاثرہ جنوبی پنجاب میں ہمارے وزیر خزانہ نے ماڈل ولیج بنانے کا بڑے جوش سے اعلان کیا لیکن کیا اُن کی ترجیحات میں وہ 2ہزار متاثرہ سکول نہیں تھے جو وہاں پر ختم ہو چکے تھے جس کے لئے ایک روپیہ بھی مختص نہیں کیا گیا۔ ان کی جنوبی پنجاب کے لئے یہ priority ہے اور انہوں نے اپنی تقریر میں بڑے فخر سے لکھ دیا کہ جنوبی پنجاب کے ساتھ انصاف نہیں ہوا اُس کے ساتھ انصاف کس نے نہیں کیا اسی خادم اعلیٰ صاحب نے اُس کے ساتھ انصاف نہیں کیا کیونکہ وہ اُن کی priority نہیں ہے۔ وہ صرف دعوے، باتیں اور تشہیر ہے لیکن عملاً وہ کچھ بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کے سامنے خواتین کے حوالہ سے ذکر کرنا چاہوں گی۔ خواتین کے لئے 12۔ارب روپے اور 15۔ارب روپے کے بے تحاشا اعلانات کئے گئے، بڑے بڑے figures سُنے جا رہے تھے۔ یہاں پر کوئی چھ مہینے پہلے pink buses کا ذکر ہوا تھا۔ لاہور میں خواتین کے لئے pink buses کے حوالہ سے پائلٹ پراجیکٹ launch کیا تھا۔ اس کے منصوبے بنا بنا کر اور اُن پر پیسا ضائع کر کر کے آج ہم اس حال کو پہنچ چکے ہیں کیونکہ کوئی منصوبہ اتنا کار آمد ہوتا ہی نہیں تو اُس کو آخر کار بند کرنا پڑتا ہے اور مجھے یہ بتائیں کہ پنجاب حکومت کا وہ منصوبہ کہاں گیا؟ ہوا میں اُڑ گیا، پیسا ضائع ہو گیا اور اُس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ ذکر کروں گی کہ آپ کو کابینہ میں کوئی خاتون منسٹر نظر نہیں آتی اور یہاں پر خواتین کی حق کی بات کرتے ہیں اور اُن کے لئے بہتری کی بات کرتے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ

میں چودھری پرویزالٰہی صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ 6 خواتین منسٹر تھیں اور اگر آپ اس کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو یہیں پر تصدیق کرا سکتی ہوں۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ منسٹر تھیں، محترمہ روفن جولیس بھی منسٹر تھیں اگر اس کے علاوہ آپ کو تصدیق چاہئے تو محترمہ صبا صادق، محترمہ عائشہ جاوید تھیں اور اگر میری غلطی ہو تو میں تصحیح کرنے کے لئے تیار ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: پلیز cross talk نہ کریں پچھلی اسمبلی میں ہم تھے ہمیں پتا ہے کہ کون کیا تھا۔ kindly wind up کریں اگر بجٹ سے متعلقہ کوئی important point ہے تو اُس پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اُن کو اہم role دیا گیا ہوا تھا۔ میرا کہنے کا مقصد ہے کہ خواتین کو اہمیت دی گئی تھی۔ عوام کی بہتری میں again competition، مرکز سے مقابلہ میں انہوں نے مزدوروں کے لئے ایک ہزار روپیہ بڑھا دیا کیونکہ مرکز نے 8 ہزار روپیہ کیا ہے تو انہوں نے مزدور کی تنخواہ 9 ہزار روپیہ کر دی چلیں بڑی اچھی بات ہے کہ ایک ہزار روپیہ کی خاطر مزدوروں کی قسمت جاگی تو خواہ وہ قسمت مرکز ہی کی خاطر جاگی تو یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن ان کو یہ دریا دلی سرکاری ملازمین کی خاطر کیوں نہیں آئی؟ اگر مرکز نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20 فیصد اضافہ کیا ہے تو یہ 21 فیصد ہی کر دیں۔

جناب چیئرمین! اگر یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے اندر بجلی کا بحران ٹھیک ہو تو چودھری شجاعت حسین کے فارمولا پر عمل کریں اور چودھری پرویزالٰہی کا وژن 2020 کا مطالعہ کریں تاکہ پنجاب خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ آپ کی مہربانی۔ اب جناب غلام حبیب اعوان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محمد فاروق یوسف گھرکی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد جاوید بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک اختر حسین!۔۔۔ یہ بھی موجود نہیں ہیں۔ چودھری احمد علی ٹولو!۔۔۔ یہ بھی موجود نہیں ہیں۔ سردار محمد حسین ڈوگر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب امجد علی میئو!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید عبدالقادر گیلانی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد جاوید بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شاہجہان احمد بھٹی! جی، بھٹی صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ صوبہ پنجاب کی پندرھویں صوبائی اسمبلی کا یہ اڑتیسواں اجلاس اس بات کے لئے اہم ہے کہ اس میں اس اسمبلی کی آئینی مدت کا یہ پانچواں اور آخری بجٹ پیش ہوا ہے۔ یہ یقیناً اُن تمام جمہوری قوتوں اور تمام لوگوں کی کامیابی ہے جو پاکستان کے اندر جمہوریت کو مضبوط ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ آج میں خصوصی طور پر محترمہ بے نظیر

بھٹو (شہید) کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کی politics, policy of accommodation and reconciliation کو بھی میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی اس پالیسی کی وجہ سے اس اسمبلی نے اپنی آئینی مدت پوری کی ہے۔

جناب والا! آج ان لوگوں کو بھی یاد کیا جانا چاہئے جو آج ہمارے ملک کے اندر استحکام لانے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ ان میں ہماری مسلح افواج کے وہ لوگ جو ہمارے ایسے مقامات پر بیٹھے ہیں جہاں پر شاید عام آدمی کا رہنا بھی مشکل ہو۔ آپ کو یاد ہوگا کہ حال ہی میں گیاری سیکٹر میں ہمارے بہت سے مسلح افواج کے جوان اور افسران شہید ہوئے۔ تمام شہداء جنھوں نے پاکستان کے اندر جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے جان کا نذرانہ پیش کیا میں آپ کی اجازت سے ایک نظم جو ایک شہید کی بیٹی نے پاکستان کے تمام شہداء کی نذر کی ہے اس کا نام مریم تنویر ہے جو لیفٹیننٹ کرنل تنویر شہید کی صاحبزادی ہیں جو گاؤں واوولہ تحصیل چوا سیدن شاہ ضلع چکوال کے رہائشی تھے اور گیاری سیکٹر میں انہوں نے شہادت پائی۔ میں اس بچی کی وہ نظم آپ کی اجازت سے پڑھنا چاہتا ہوں کہ:

ہم سرد ہوا کے باسی ہیں ہم شہید ہیں ہم غازی ہیں
ہم چھوڑ گئے دم توڑ گئے ہم برف کی چادر اوڑھ گئے
ہم بیٹے باپ اور بھائی بھی ہم مُنا انکل اور ماہی بھی
ہم کرنل کیپٹن میجر بھی ہم حوالدار نائیک اور سپاہی بھی
ہم بابا کی آنکھ کے تارے بھی ہم ماں کے لاج دلارے بھی
ہم دور بھی ہیں مجبور بھی ہیں سانسیں رکی رکی زخموں سے چور بھی ہیں
جب برف سے اٹھائے جائیں گے ہم جلد ہی لوٹ کر آئیں گے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس جمہوریت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے نتیجے میں قائم ہونے والے جو جمہوری ادارے ہیں ان کو بھی مضبوط کیا جائے۔ افسوس ہے کہ اس بجٹ میں legislators اور legislature کو مضبوط کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ کام نظر نہیں آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہمارے ملک میں legislative organs مضبوط نہیں ہوں گے ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ اس ادارے کے لئے اس مقصد کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم مختص کی جاتی۔ افسوس یہ ہے کہ اس سال بھی ایک ارب روپے سے کم رقم صوبائی اسمبلی پنجاب کے لئے رکھی گئی ہے۔ میں نے

پہلے بھی ایک مثال دی تھی کہ ہمارے محکمہ جنگلات کا ایک regional establishment ہے اس کا بجٹ 1.3 ارب روپے ہے۔ یہ ادارہ جس کو ریاست کا تیسرا ستون کہا جاتا ہے۔ اس ادارے کی کمیٹیاں غیر فعال پڑی ہوئی ہیں اور ہم شکایت کرتے ہیں کہ بجٹ میں یہ مسائل آئے ہیں۔

جناب چیئر مین! گزشتہ سال جب بجٹ پیش ہوا تو اس میں وزیر خزانہ نے یہ کہا کہ ہم performance audit کیا کریں گے لیکن ایک سال گزرنے کے باوجود ماضی کا ہمیں کچھ پتا نہیں لگا کہ جو رقوم ہم نے پچھلے سال authorize کی تھیں اور اس اسمبلی نے منظور کی تھیں ان کا کیا بنا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ افسوس کی بات ہے کہ پیچھے ایک روایت بن گئی تھی کہ بجٹ سے پہلے pre-budget اجلاس ہوتے تھے اس سال اس کا بھی انعقاد نہیں کیا گیا۔ اس وقت وزیر خزانہ یہاں موجود نہیں ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سال ہمیں بجٹ CDs پر دیا گیا تھا اور اس سال وہ بھی غائب ہیں۔ ہماری ترقی جمہوریت کی ترقی ہے کہ ہم آگے کی طرف بڑھیں نہ کہ گزشتہ جو اچھی روایات قائم ہوئی ہیں ان کو برقرار رکھیں بلکہ آگے لے کر چلیں۔

جناب چیئر مین! میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کو مضبوط کرنا چاہئے۔ آپ member کے privileges کو دیکھیں تو اس میں office maintenance کے لئے صرف 10 ہزار روپیہ ماہانہ رکھا جاتا ہے۔ آپ آج اندازہ لگائیں اور کسی حکومتی executive office میں جائیں تو کیا وہ 10 ہزار روپے میں سارا مہینہ اپنا office چلا سکیں گے۔ ان چیزوں کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس ادارے کے ممبران کو پوری support دیں، ان کے لئے ریسرچ سٹاف کا بندوبست ہو، ان کے لئے اتنی رقم مختص کی جائے کہ ہمارے وہ نوجوان جو یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں ان کو stipend پر بطور ریسرچ اسسٹنٹ رکھ لیں تاکہ جب وہ اس ایوان میں آئیں اور اپنی گزارشات لائیں تو ان کے پیچھے ایک ٹھوس ریسرچ ان مضامین پر ہو جس کے بارے میں وہ یہاں بات کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ضروری تھا کہ ہم اس ادارے کو اس طرح مضبوط کریں۔

جناب والا! وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کا تقریباً 15 فیصد وقت energy کے اوپر لگایا۔ اس پر بہت سی گفتگو ہو چکی ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہ ایک national issue ہے اور اس کو تمام stakeholders کو مل بیٹھ کر حل کرنا ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس میں وجوہات کو معلوم کرنا ہوگا، کیا یہ صرف supply and demand کا issue ہے یا اس میں pilferage ہے۔ اس پر بیٹھ کر ہی بات ہو سکتی ہے۔ گزشتہ سال energy کے مسئلے کو حل کرنے کے

لئے9-ارب روپے مختص کئے گئے تھے لیکن صرف 2-ارب روپے خرچ ہوئے۔ اس سال بھی 10-ارب روپے رکھے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناکافی رقم ہے۔یہاں وفاقی حکومت کی مثال دی گئی ہے تو وفاقی حکومت نے تقریباً200-ارب روپے کے قریب رقم energy sector کے لئے مختص کی ہے۔ ہمیں بھی چاہئے تھا کہ پنجاب میں energy کے اوپر زیادہ سے زیادہ توجہ دیتے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جس کام پر ہم نے بالکل توجہ نہیں دی وہ ہماری environment ہے۔ ہم اس سے بالکل اپنی نظر ہٹائے ہوئے ہیں اور اس کے لئے جو350 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی تھی وہ ناکافی ہے۔ اس بجٹ میں coal fired power plants کی بات کی گئی ہے۔ میں اس پر بھی حکومت کو کہتا ہوں کہ اس پر carefully بات کریں کیونکہ coal سے جو carbon بڑھتی ہے جس سے environment مزید خراب ہوتی ہے۔ ہمیں یہ چیزیں بڑے طریقے سے دیکھنی پڑیں گی۔ اس بجٹ میں environment کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو کہ آج نہیں شاید دس سال بعد خیال آئے کہ کاش ہم اس بارے میں کچھ کر لیتے جیسے ہم energy کے بارے میں آج سوچ رہے ہیں ہم environment کے بارے میں آج سے دس بیس سال بعد کہیں گے کہ کاش ہم یہ کر لیتے تو شاید ہمارے دریا صحیح رہتے اور ہماری فصلیں صحیح رہتیں۔ میں وقت کی کمی کی وجہ سے صرف زراعت پر چند گزارشات پیش کروں گا۔ سب لوگ کہتے ہیں کہ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے جو یقیناً ہے۔

جناب چیئرمین: کیا یہ آپ کی closing statements ہیں؟

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جن کا روزگار زراعت کے ساتھ وابستہ ہے وہ لوگ کتنے پریشان ہیں۔ شوگر کین کے کاشتکاروں کا ہم روزانہ احتجاج سنتے ہیں اور تمام ممبران on the floor of the House اُس پر بات بھی کرتے ہیں۔ Competition Commission of Pakistan نے حال ہی میں حکومت پنجاب سے گزارش کی ہے کہ پنجاب کے اندر نئی شوگر ملوں کے قیام پر پابندی ہٹالی جائے جو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف نئی بلکہ اُن کی capacity reduce کر دیں کیونکہ موجودہ شوگر ملوں کے homogenous units ہیں جو capacity سے بہت کم perform کر رہی ہیں۔ اگر ہمیں پنجاب میں چھوٹے units یعنی one thousand ton of cane per day لگانے کی اجازت دی جائے تو بہت سود مند ثابت ہوں گے اور ہندوستان میں بھی اس طرح کے Units لگے ہوئے ہیں۔ اس طرح کے Units یونین کونسل کی سطح پر لگائے جائیں تو مقامی کاشتکاروں

کو شکایت نہیں رہے گی کہ بڑے ادارے میں ہم نے گنا بھیجا تو انہوں نے کٹوتی کر لی یا پیسے وقت پر نہیں دیئے۔ انہی گزارشات کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اللہ کا شکر ہے کہ لسٹ میں میرا نام ساتویں نمبر پر ہونے کے باوجود آج میری باری آ ہی گئی ہے۔ میں اس ایوان میں موجود ہوں تو یہ میرے قائدین کا مجھ پر اعتماد ہے اور آج مجھے یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ میں پنجاب کا پانچواں بجٹ پیش کرنے کے عمل کا حصہ ہوں۔ یہاں پر میرے ایک بھائی نے بات کی تھی کہ ہمارے قائدین کا پارٹی کے کارکنان کے ساتھ روّیہ کیسا ہے جس کی میں وضاحت کرنا چاہوں گی کہ میرا تعلق کسی خانزادے سے ہے اور نہ ہی کسی قسم کی وابستگی ہے بلکہ میرا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے۔ میری وابستگی ایک ایسے گھرانے سے ہے جو شروع سے ہی مسلم لیگ (ن) سے وابستہ رہا اور میں بذات خود پندرہ سولہ سال سے مسلم لیگ (ن) میں ایک کارکن کی حیثیت سے کام کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: House کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں نے اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت اور اُن کے زیر سایہ ایک کا ممبر کی حیثیت سے کام کیا۔ اُن کا عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبوں اور پاکستان کی قوم کے لئے جو دَرد ہے اُس کو مشعل راہ بنا کر میں نے حتی المقدور کوشش کی کہ میں عوام کی خدمت کر سکوں۔ مجھے فخر ہے کہ میں آج اس ایوان کا حصہ ہوں جہاں پر میرے قائدین کی پالیسیوں کی روشنی میں بنایا گیا تاریخ ساز بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ میں اس بجٹ کو تاریخ ساز بجٹ اس لئے کہہ رہی ہوں کیونکہ یقیناً اس بجٹ میں جن مدات پر بھی رقوم مختص کی گئی ہیں وہ تاریخ ساز ہیں۔ میں اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے کسی کی کردار کشی نہیں کروں گی بلکہ یہاں یہ بات کروں گی کہ اگر بجٹ پر بحث کی جاتی تو بہتر ہوتا۔ یہاں پر اپوزیشن کے بہت سے خواتین و حضرات نے بجٹ پر کردار کشی کی مگر ایسی کوئی تجویز نہیں دی جس سے اس صوبے کے لوگوں کا بھلا ہو جاتا۔ میں صرف اداروں پر بات کروں گی کہ میری اس تاریخ ساز بجٹ کے لئے وضاحت کوئی پیچیدہ فارمولا نہیں ہے بلکہ بالکل سیدھا ہے۔ ہمارے قائدین نے پیپلز پارٹی کا ساتھ اس ملک کی بقاء، جمہوریت کے فروغ اور استحکام کے لئے دیا تھا لیکن آج اسی پیپلز پارٹی نے تینوں صوبوں، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر میں سرکاری وسائل کو استعمال کر کے اپنے ذاتی مفادات کو سامنے رکھا ہوا ہے اور ملکی مفادات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اسی طرح اُس کے

زیر سایہ جماعتوں نے کرپشن اور لوٹ مار کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ کر نئے ریکارڈ قائم کئے ہیں۔ ملک کو معاشی زبوں حالی کی انتہا تک پہنچا دیا گیا ہے یعنی تیل، گیس اور بجلی کا جو بحران ہے اس سے عوام دوچار ہے۔ ایک طرف عوام اِن مسائل سے نپٹنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن دوسری طرف پاکستان سٹیل مل، NICL کیس، حج کرپشن کیس اور ساتھ سونے پہ سہاگہ یہ کہ وہ تاریخی لٹیرے آج ان کے ساتھ مل گئے ہیں اور ان کی تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہیں بلکہ آج یہ بھی اُن لٹیروں کے ساتھ بڑے تعلقات استوار کئے ہوئے ہیں جنہیں کل کو قاتل لیگ کہتے تھے۔ آج وہی لٹیرے متعلقہ وزارت میں OABI کی تاریخ کے سب سے بڑے ڈاکے مارے جا رہے ہیں اور ملک کے تمام شہروں دیہاتوں میں لوڈ شیڈنگ کا عفریت چھایا ہوا ہے۔ بے روزگاری انتہا کی سطح پر پہنچ چکی ہے اور اس حکومت کی پوری کوشش ہے کہ ڈالر کی قیمت کو ڈگنا کر کے ہی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات یہ بھی کروں گی کہ گورنر سٹیٹ بنک کو کسی fashionable فرد کے لبادے کی طرح آئے دن تبدیل کر دیا جاتا ہے تاکہ اِن کی پالیسیوں کا چرچا نہ ہو سکے۔ اس کے بعد میں خارجہ پالیسی کی بات کروں گی کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کو اپنے ذاتی فوائد کے تابع کرنے کے نتیجہ میں پاکستان عالمی دنیا میں بالکل تنہا رہ گیا ہے۔ ایک طرف اس کے نتیجہ میں ایبٹ آباد اور سلالہ جیسے سانحات رونما ہو رہے ہیں تو دوسری طرف ڈرون حملوں میں شدت آتی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! اگر اوٹ کی انتہا دیکھئے کہ شکیل آفریدی جس نے غیر ملکی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر سازش تیار کی، آج اُس کو ملک سے باہر لے جانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور یہی پیپلز پارٹی media campaign کے ذریعے اُس غدار کو آج ہیرو ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ کراچی جو پاکستان کی معیشت کی بنیاد ہے اسے بھتہ خوروں اور جرائم پیشہ افراد کے سپرد کر دیا گیا ہے اور میری اس بات کی تصدیق کے لئے ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کی پریس کانفرنسیں ہی کافی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! اگر آپ بجٹ کے متعلق بات کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے اس سے بھی زیادہ باتیں ہو چکی ہیں اور میں بجٹ پر ہی بات کر رہی ہوں۔ میں یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ کراچی میں بدامنی کے جو حالات ہیں اُن کے کون کون لوگ ذمہ دار ہیں؟ سچی بات کڑوی ہوتی ہے لیکن سننی چاہئے۔ خیبر پختونخواہ میں بھی حکومت کا وجود چند اضلاع تک محدود رہ گیا ہے۔ بلوچستان میں وزراء کا اغواء برائے تاوان میں ملوث ہونا اور وزیر اعلیٰ کا اسلام آباد میں رہائش پذیر ہونا وہاں کی عکاسی کرتا ہے۔ ان تمام حالات کے پیش نظر اگر پنجاب کے عوام

کوrelief دینے اور عوام کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اُس کو تاریخ ساز بجٹ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ میں یہ بات کہوں گی کہ یہ تاریخ ساز بجٹ صرف اس لئے ہے کہ ہمیں اس کے بنانے والوں کی نیک نیتی اور خلوص پر کوئی شک نہیں ہے اور انہوں نے عوام کو سہولت اورrelief دینے کے لئے ایسی پالیسیاں بنائی ہیں۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں مختلف منصوبوں اور ترقیاتی کاموں کے لئے رقوم رکھی گئی ہیں لیکن جیسے کہا جاتا ہے کہ انصاف ہونا ہی نہیں بلکہ انصاف ہوتا نظر بھی آنا چاہئے۔ اس مقولہ کو لے کر میں صرف یہ کہوں گی کہ جو رقوم مختص کی گئی ہیں اُن کو صرف مختص ہی نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ اُن کو استعمال کرنے کے لئے مؤثر پالیسی اور ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ رقوم کو صحیح طریقے سے استعمال کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کئے جا سکیں۔ ہمارے صوبہ کی آبادی نو کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے لیکن بے شمار افراد اور محکموں کی بدعنوانی اور کرپشن سامنے نہ آنا کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن آج ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے منہ زور بیوروکریسی کو لگام ڈالی جائے جو تاریخ ساز کرپشن کر کے سیاستدانوں کے کھاتوں میں ڈال دیتی ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! Kindly wind up کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! مجھے اپنی پوری بات کرنے دیں کیونکہ تمام ممبران نے اپنی پوری بات کی ہے۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے آج یہ تجویز پیش کرتی ہوں کہ ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں ایک اشتہار USAID کا چلتا ہے جس میں عوام سے استدعا کی گئی ہے کہ USAID کی معاونت سے چلنے والے پروگراموں میں کوئی کرپشن یا کوئی بدعنوانی کسی کے علم میں ہو تو وہ اسے ان سے آگاہ کرے تو میں یہ تجویز پیش کرتی ہوں کہ پنجاب کے عوام کو بھی یہ حق ہونا چاہئے کہ پنجاب کے ترقیاتی کاموں اور دیگر امور میں یہ حق دیا جائے کہ وہ اس میں ہونے والی کرپشن اور بدعنوانی کی شکایت کر سکیں تاکہ ملوث افراد کی بیخ کنی کی جا سکے۔

جناب چیئرمین! ایک اور تجویز یہ ہے کہ آزادی سے پہلے انگریزوں نے شہروں کی ترقی کے لئے Town Improvement Trusts بنا رکھے تھے جسے پیپلز پارٹی نے اپنے اولین دور حکومت میں ترقیاتی اداروں میں تبدیل کر دیا تھا۔ ان ترقیاتی اداروں نے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کیا کام کیا، کیا نہیں کیا لیکن یہ بات کسی سے پوشیدہ نہ ہے کہ ان ترقیاتی اداروں سے وابستہ لوگوں نے کتنی ترقی کی اور وہ ارب پتی بن گئے مگر میری یہاں پر صرف یہ گزارش ہے کہ آج مختلف اداروں کو کمپنیوں میں

تبدیل کر کے ان کے معاملات میں شفافیت لائی جارہی ہے تو وہاں نام نہاد ترقیاتی کمپنیوں کو ختم کر کے ان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے تکنیکی ماہرین اور دیانت دار افراد کو اس میں شامل کر کے ان کمپنیوں سے کام لیا جائے تاکہ ان سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوں۔

جناب چیئر مین! میں چند گزارشات کرتے ہوئے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کروں گی کہ جنہوں نے میری پہلی بجٹ تقریر میں کم آمدن والے لوگوں کو گھر دینے کے متعلق تجویز کو اہمیت دی بلکہ آج اس کا عملی مظاہرہ بھی آشیانہ کی صورت میں سامنے ہے اور میں نے شٹل سروس کے لئے بھی تجویز دی تھی تو آشیانہ سے شٹل سروس کا آغاز ہو چکا ہے۔ میں نے دوسرے بجٹ کے موقع پر خواتین کے فنڈز کے حوالے سے تجویز دیتے ہوئے کہا تھا کہ خواتین کو معاشی طور پر مستحکم ہونا چاہئے۔ آج 50 کروڑ روپے سے وومن ڈویلپمنٹ فنڈ کا قیام اور 14 کروڑ روپے خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے رکھنے پر میں شہباز شریف صاحب کی شکر گزار ہوں۔

جناب چیئر مین! میں دو تجاویز مزید دینا چاہوں گی کہ خواتین کو وراثت میں حقوق دیئے گئے ہیں لیکن یہاں پر خواتین کے حوالے سے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس کے حل کے لئے حوا کی بیٹیاں منتظر ہیں کہ خواتین دانستہ یا نادانستہ طور پر کسی جرم کی مرتکب ہو کر مقدمات میں پھنس جاتی ہیں اور کچھ عناصر ایسے ہیں جو ان مقدمات میں ان کی پیروی کرتے ہوئے ان کی ضمانت کروا کر مقدمے سے بچا کر لے آتے ہیں لیکن اس کی قیمت انہیں ساری زندگی چکانی پڑتی ہے کیونکہ وہی لوگ انہیں غیر اخلاقی کاموں اور جرائم میں استعمال کرتے ہیں اور تادم مرگ انہیں ایسے کاموں میں ملوث رکھا جاتا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ خواتین کے لئے کوئی ایسا ادارہ ہو جو انہیں قانونی امداد فراہم کرے۔ اس کے علاوہ حکومتی محکموں میں substandard خریداریوں پر کنٹرول کیا جائے۔۔۔

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئر مین! مجھے یہ پوائنٹ مکمل کر لینے دیں کیونکہ یہ بہت اہم بات ہے۔

جناب چیئر مین: آپ کے سارے پوائنٹ بہت اہم ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئر مین! substandard خریداریوں کے حوالے سے پیپرا رولز کو بالکل مذاق بنا کر اڑا دیا ہے اور ورک آرڈر اور ٹینڈر۔۔۔

جناب چیئر مین: بس ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں کیونکہ بات سمجھ میں آ گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین!میں حکومتی بنچز سے واحد خاتون ہوں جو بات کر رہی ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین:آپ نے خواتین اور پیمرارولز کی بات کی ہے جو کہ سمجھ میں آ گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب چیئرمین!میں تو وہ بات کر رہی ہوں جس سے کسی کا بھلا ہو جائے۔

جناب چیئرمین:جی،فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب چیئرمین!میں صحت کے حوالے سے بات کروں گی کہ سب سے بڑا مسئلہ ڈاکٹروں کا shortfall ہے جسے پورا کرنے کے لئے حکومت کو اقدامات کرنے چاہئیں۔ میڈیکل کالجز میں 2011 میں لاہور کے دونوں سنٹرز میں لڑکے 3140 تھے اور لڑکیاں 6973 تھیں لیکن لڑکیاں شادی کر کے گھروں میں بیٹھ جاتی ہیں تو میں نے یہاں پر ایک قرارداد بھی پیش کی تھی کہ پانچ سال کا Affidavit بھروایا جائے لیکن شاید کسی ذاتی اختلاف کی خاطر اسے oppose کر کے عوام کا نقصان کیا گیا۔

جناب چیئرمین:حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ڈاکٹر محمد افضل صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ محمد عثمان بھٹی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،جناب شاہان ملک صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔جی،حاجی محمد اسحاق صاحب!

حاجی محمد اسحاق:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین!بجٹ کے حوالے سے speech کا ٹائم آ گیا تھا اور ایوان اقتدار میں بیٹھے ہوئے اور notes لینے والے وزیر، پارلیمانی سیکرٹری اور دیگر صاحبان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے اور۔۔۔

جناب چیئرمین:حاجی صاحب!آپ کا ایک ایک لفظ documented ہے جو کہ سنا جا رہا ہے اور ریکارڈ بھی کیا جا رہا ہے۔

حاجی محمد اسحاق:جناب چیئرمین!وہ کہتے ہیں کہ لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں کہ عوام نے ہمیں منتخب کر کے بھیجا ہے تو ہم بھی یہاں پر کم از کم اس بجٹ تقریر میں اپنا نام لکھوا دیں کہ ہم بھی بولے تھے کہ نہیں لیکن بات یہاں پر اس ایوان سے اگر لے لی جائے گی کسی ایک طریقے سے۔ جب سے یہ ایوان وجود میں آیا ہے جس طرح میرے دوست نے بتایا کہ 38واں اجلاس ہو رہا ہے اور یہ بجٹ کا آخری اجلاس ہے تو اس کے حوالے سے جتنے بھی بجٹ پیش ہوئے ہیں وہ تنویر اشرف کائرہ سے لے

کر ابھی مجتبیٰ شجاع الرحمٰن تک آئے ہیں۔ان بجٹ تقاریر کو لے لیں یا دوست محمد کھوسہ کی وزارت اعلیٰ سے لے کر شہباز شریف تک یا جب سے یہ اسمبلی چلی ہے اور نواز شریف کی وزارت اعلیٰ سے لے کر اب تک۔اگر کوئی بجٹ پیش ہوا ہے اور اس پر عملدرآمد ہوا ہے،اس کی انہوں نے جو بھی limit مقرر کی ہے، اس پر عملدرآمد ہوا ہے تو وہ اسمبلی، وہ حکومت، وہ ایوان، وہ ادارے اس وقت تک appreciation کے قابل ہیں اگر انہوں نے کیا ہو لیکن میرے اپنے نزدیک کہ انہی تقاریر کو اگر اٹھا کر دیکھ لیا جائے گا،اسی اقتدار کو اگر دیکھ لیا جائے گا تو اس میں ہمیں ماسوائے مایوسی اور ناامیدی کے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی اور مایوسی بھی گناہ ہے جبکہ ناامیدی اس سے بھی زیادہ کفر ہے۔آپ اس ایوان کو دیکھ لیجئے گا کہ اس ایوان میں حکومت نے جتنی بھی تجاویز دی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ میں حکومت کا کچھ عرصہ حصہ رہا ہوں لیکن مجھے وہاں بھی رہ کر حکومت کی سمجھ نہیں آئی اور اب اپوزیشن میں بیٹھ کر تنقید برائے تنقید بھی نہیں کرنا چاہوں گا مگر اس کے علاوہ بات کروں گا کہ اگر حکومت میں رہتے ہوئے کوئی ایک سکیم بھی شروع کی گئی چاہے وہ فوڈ سٹیمپ سکیم سے شروع ہو کر بیت المال اور زکوٰۃ وعشر کی امداد تک جاتی ہے تو دیکھ لیں کہ وہ کتنے دن چلی ہے۔چاہے وہ سستا آٹے دیتے ہوئے سستی روٹی میں گئی ہے، سستی روٹی سے سستے تنور پر گئی ہے، سستے تنور سے سستے دستر خوان پر گئی ہے تو وہ اب چل رہی ہے کہ نہیں۔مجھے دوست محمد کھوسہ کی بات سے یاد آ تا رہا کہ یہ ٹاٹ سکول سے دانش سکول تک کا سفر تو آپ نے طے کر لیا۔کبھی حکومتیں مفروضوں اور خواہشوں پر قائم نہیں ہوتیں ان دانش سکولز کو آگے کون چلائے گا؟صرف ایچی سن کالج کی طرز پر ان سکولوں کو بنانا ہے تو وہ status بھی بنانا چاہئے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری خرابیاں جن کا اظہار کیا جا تا رہا ہے وہ ٹاٹ سکول سے دانش سکول تک کا نام تو کاغذوں میں آ سکتا ہے لیکن وہاں پر تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے مستقبل کا کیا ہو گا،ان سکولوں کا کیا حال ہے؟کسی ایک چیز کو بھی آپ لے لیں، گرین ٹریکٹر سکیم ہے،آپ زرد صحافت سے زرد ٹیکسی تک لے گئے ہیں تو اس کی منزل کسے ملی ہے اور کسے اس سے روزگار ملا ہے؟بے شک آپ کہہ دیں کہ ٹھیک ہے، آپ مسکرائیں۔حکومت کے ایوانوں میں بیٹھ کر بندہ کہتا ہے کہ حقدار کو حق مل گیا۔اگر کسی کو اُس کا حق اُس کی دہلیز تک مل جائے،اُس کی عزت اور دروازہ ہر چیز محفوظ ہو تو یہ سب کچھ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ان سکولوں میں آپ نے تختی کی جگہ کمپیوٹر تو دے دیئے لیکن ان کمپیوٹروں کا کیا حال ہوا؟ کمپیوٹر سے لیپ ٹاپ تک چلے گئے ان کا کیا حال ہوا اور وہ کن کو دیئے گئے؟وہ ٹیکسیاں اور گرین ٹریکٹر کن کو دیئے گئے؟میں نہیں سمجھتا کہ میں حکومت کا حصہ بھی رہا ہوں۔میں نہیں سمجھتا کہ میرے علاقے

میں کسی ایک ایسے بندے کو بھی ٹریکٹر ملا ہو جو اس کا ضرورت مند ہو، کسی ایک کو ایسی پیلی ٹیکسی ملی ہو۔ آپ بات تو کریں گے کہ ہم نے قبضہ گروپوں سے زمین چھڑوالی ہے لیکن وہ کاغذوں میں چھڑوائی ہے۔ آپ کسی کو کہیں کہ ہم نے اسے جناح آبادی کے نام پر آشیانہ سکیم کر لی ہے لیکن آشیانہ سکیم میں کن ضرورت مندوں کو گھر ملا ہے؟ پچھلے ریکارڈ کے مطابق ابھی آپ نے ڈیڑھ لاکھ پلاٹ غریبوں کو دیئے ہیں اور ڈیڑھ لاکھ پلاٹ مزید دینے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اس میں یہ دیکھیں کہ آشیانہ سکیم میں کن کو گھر ملا ہے؟ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم کشکول توڑ دیں گے تو پھر چائنا سے، ترکی سے، ملائشیاء سے اتنی بسیں اور امداد کیسے مل رہی ہے؟ ایک دفعہ وفاقی حکومت پر تنقید کریں گے اور اس کے بعد ہمارے بجٹ کا سارا دارو مدار جس کا 83 فیصد وفاقی حکومت کی طرف جا رہا ہے۔ اس میں دیکھا جائے کہ ہمیں اس میں سے کیا ملا ہے؟ میں تو صرف ایک بات کرنا چاہوں گا کہ آپ ورکر سے چیف منسٹر کے عہدے پر پہنچ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی ہے لیکن آپ کی خواہشات اور وژن پر کہاں تک عمل ہوا ہے؟ کون سی چیز ایسی ہے جسے چلایا اور وہ بعد میں بھی چلتی رہی ہے؟ آپ کو صحیح پالیسیاں بنانی چاہئیں۔ آپ کی رپورٹ ایوانوں میں آج تک پیش نہیں ہوئی۔ کوئی کمیشن بنا اس کی رپورٹ ایوان میں آئی؟ آپ تنقید کریں گے کہ پی آئی اے چلی گئی ہے، واپڈا چلا گیا اور توانائی چلی گئی ہے۔ یہ بتائیں ہم نے اس میں کیا share کیا ہے، اس حکومت نے کیا share کیا ہے؟ اگر وہ ادارے گئے ہیں تو کیا ہمارے ادارے صحیح چل رہے ہیں، کیا ہم نے کرپشن پر کنٹرول کر لیا ہے، کیا افسروں کی شاہ خرچیاں آپ کی سادگی کی وجہ سے کم ہو گئی ہیں؟ شاید میں صوبے کے حق میں نہ ہوں، آپ نے جتنی تحصیلیں بنائی ہیں ان میں کیا کام ہو رہا ہے، جتنے ڈسٹرکٹ بنائے ہیں ان میں کیا ہو رہا ہے؟ آپ administration صحیح کریں اور ان کو کنٹرول کریں۔ جب آپ نے پہلی تقریر بطور چیف منسٹر کی ہے IT یونیورسٹی سے لے کر اس بجٹ تک ہر دفعہ یہی کہا گیا کہ knowledge city بنایا جائے گا، کمپیوٹر کو ایسے کر دیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی ایسی مثال پیش کی جائے جس میں کسی بندے کو ریلیف ملا ہو؟ بجٹ کے اعداد و شمار کا میں یہاں ذکر ضرور کروں گا۔ ہمارے چودھری ظہیر الدین صاحب اور احسان الحق نولاٹیا صاحب نے جتنے اعداد و شمار تھے ان کا ذکر کیا ہے، facts and figures پر کیا ہے اس میں کوئی کمی نہیں کی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسے میری رائے ہی سمجھ لیا جائے۔ اپنے معیار زندگی کو بلند کرنے کی بجائے، اپنی نمود و نمائش کرنے کی بجائے اپنے رویّوں کو درست کر کے اپنے status کا خیال کریں۔ کسی اللہ والے نے بچے کو گڑ کھانے سے اس وقت تک منع نہیں کیا جب تک کہ انہوں نے خود گڑ کھانا نہیں چھوڑ دیا۔ چور مچائے شور۔ کرپشن کرنے

والے، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ جو کرپٹ لوگ ہیں وہ کرپشن پر تنقید کرتے ہیں۔ جو زرداری کے گن مین کو بھی نہیں جانتے وہ یہاں پر تنقید کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: پلیز، wind up کریں۔

حاجی محمد اسحاق: جناب چیئرمین! میں ایک بات کرنا چاہوں گا کہ حضرت علی کا قول ہے کہ اپنی بدحالیوں کا ذکر کر کے اپنے لئے ذلت نہ خریدو۔ اگر کوئی بندہ سمجھتا ہو کہ میں اس عہدے پر بیٹھا ہوا ہوں اور یہ عہدہ سب سے بڑا ہے۔ مغل شہزادوں کی طرح یہ سوچ ہو تو دیکھا جائے کہ رنجیت سنگھ سے لے کر اس اسمبلی تک کتنے بڑے بڑے لوگ آئے اور چلے گئے۔ تقدیروں کے آگے تدبیریں نہیں چلتیں۔ کوئی ایسی تدبیریں بنائیں جو اپنے آپ کو امیر کرنے کی بجائے عوام کی بہتری کر سکیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جناب شجاع خانزادہ صاحب! میں کرنل نہیں کہوں گا کیونکہ آپ ریٹائر ہو چکے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ ساڑھے نو سال پہلے جب میں پہلی بار elect ہوا اور جب میں پہلے اجلاس کے لئے یہاں آ رہا تھا تو میرے بزرگ جو کہ 1952 سے اس اسمبلی کے ممبر رہے انہوں نے مجھے یہاں کے etiquettes، manners اور decorum کے بارے میں بٹھا کر lesson دیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ پورے صوبے کا highest forum ہے اور یہاں پر آپ اپنے آپ کو جس طرح سے چاہیں express کر سکتے ہیں۔ لوگ آپ کو سنیں گے، آپ پر تنقید کریں گے لیکن آپ نے صبر و تحمل سے کام لینا ہے اور جواب دینا ہے۔ ساڑھے نو سال کے عرصہ میں پہلی بار میں نے یہ بجٹ صبر و تحمل سے دیکھا ہے۔ پورے House نے etiquettes کا مظاہرہ کیا جس پر میں تمام ممبران، اپوزیشن اور بالخصوص اپوزیشن لیڈر کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ ہمارے وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا اس کو ہر ممبر نے بہت اچھے طریقے سے سنا ہے۔ بجٹ بنتے رہتے ہیں اور بجٹ کی on ground implementation ہوتی ہے۔ بجٹ کو criticize بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ہمارا حق ہے اور اس کی favour میں بھی بات کی جا سکتی ہے لیکن اس کی اصل appreciation وہ لوگ ہیں جو ہمارے حلقوں میں ہیں۔ یہ دیکھنا ہے کہ اُن کو کتنا ریلیف ملتا ہے، ان کی آنے والی نسلوں کے لئے کتنا فائدہ ہوتا ہے اور ہمارے علاقہ اور صوبہ کو اس بجٹ سے کتنا فائدہ ہو رہا ہے؟ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف میرے خیال میں بڑے visionary leader ہیں اور یہ وہ شخص ہے جو بہت

انتھک ہے۔ میں نے اتنے عرصہ میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو دن رات بھاگ رہا ہو اور جس کو صرف اور صرف غریب عوام کی فکر ہو۔ یہ شخص جو بھی کرتا ہے وہ دل سے کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہماری غربت کی لائن ختم ہو جائے۔ وہ تو اتنا بے صبرا آدمی ہے کہ جو چیز ایک سال میں ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ اس کو دس دنوں میں کرو اور اس کی ساری ڈویلپمنٹ آپ کے سامنے ہے۔ ہماری جمہوریت نئی جمہوریت ہے اور یہ جمہوریت تقریباً ساڑھے چار سال پرانی ہے۔ اس کے مسئلے مسائل ہیں، اس کے اتنے ان گنت مسئلے مسائل ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایک سال، دو سال یا تین سال میں ٹھیک نہیں ہو گا۔ اسی طرح سے لیڈر شپ آئے گی، determined leadership آئے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ ہمارے پنجاب اور پاکستان کا مستقبل بہت روشن ہے۔

جناب چیئرمین! اس میں بجٹ کی کافی ساری چیزیں ہیں جو میں اس وقت discuss کر سکتا ہوں، اس پر دلائل دے سکتا ہوں لیکن میں صرف چند subject پر بات کروں گا جس میں سب سے پہلے میں انرجی کی بات کروں گا، لاء اینڈ آرڈر پر بات کروں گا پھر اگر ٹائم ہوا تو ایجوکیشن پر بھی میں کچھ اپنے دلائل پیش کروں گا۔

جناب چیئرمین! ملک کا جو بنیادی ستون ہوتا ہے جسے آپ ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں وہ انرجی ہے، پوری دنیا انرجی پر چل رہی ہے، سورج چڑھتا ہے تو انرجی حاصل ہوتی ہے اور ہر ایک کی جان میں جان آ جاتی ہے اور پوری دنیا چل رہی ہوتی ہے۔ سورج غروب ہوتا ہے انرجی ختم ہو جاتی ہے لوگ ریٹائر ہو جاتے ہیں، گھروں میں چلے جاتے ہیں اور life slow down ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ انرجی ہے اگر ملک میں ہے تو ملک چلے گا اگر dynamism ہو گا تو ملک چلے گا تو ملک progress کرے گا لیکن جب آپ کے پاس انرجی نہیں ہو گی تو آپ کے پاس کچھ نہیں ہو گا یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم انرجی کی وجہ سے time tunnel میں جا رہے ہیں اور time tunnel میں ہم تو گزارہ کر لیں گے لیکن ہماری آنے والی نسلوں کو بڑی مشکل کا سامنا ہو گا۔

جناب چیئرمین: House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب چیئرمین! یہ جو 10۔ ارب روپے انرجی کے لئے رکھے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت کم ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئیں اور ہمیں explore avenues کرنے چاہئیں جہاں ہم اس انرجی کو multiply کر سکتے ہیں، سولر سسٹم ہے جس سے انرجی مل سکتی ہے لیکن اگر ہم باہر سے import کرتے ہیں تو expensive ہیں۔ سولر سسٹم، سیل اور بیٹریز کو پاکستان

میں indigenouslyکیوں نہیں produceکر سکتے ؟اس کی کوئی پیداوار نہیں ہے صوبہ پنجاب کو اس وقت indigenous production of Solar Energyپر focusکرنا چاہئے۔ میں چائنا، ترکی اور جرمنی گیا وہاں پر ان ملکوں میں جہاں پر ان کی energy surplus جا رہی ہے پھر بھی انہوں نے سولر انرجی کو ٹارگٹ کیا اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو انرجی ہماری لائن میں ہے وہ ہم بچا رہے ہیں اور natural energy سے ہم کام لینا چاہتے ہیں۔ wind energy پر پاکستان میں کوئی کام نہیں ہوا لیکن صوبہ بلوچستان میں کوئی 20 سال پہلے ہوا تھا وہ بھی بند ہو گیا۔ ہمارے پاس صوبہ پنجاب میں ایسی جگہیں ہیں جہاں پر 510 Km per hour wind velocityہر روز چل رہی ہوتی ہے۔ اگر یہ wind energy کے ملز ادھر لگا لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پنجاب میں کافی شارٹ فال پورا ہو سکتا ہے۔ میں اس ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری سوچ نئی ہونی چاہئے، ہم دنیا کے ساتھ قدم ملا کر آگے چلیں۔ آپ سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ میں جائیں تو ان کے پاس بہت surplus energyہے لیکن وہ اس wind energyکے ملز ہر جگہ لگائے جا رہے ہیں۔ میں نے ان سے پہلے پوچھا کہ آپ کے پاس already energy surplusہے تو یہ آپ کر کیا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا futureہے تو ہم کیوں نہ اپنے futureکو ٹھیک کریں۔ اس کے بعد مجھے خوشی ہے کہ چیف منسٹر پنجاب کے visionمیں coal mine energyپر کام ہو رہا ہے۔ ہم ترکی بھی گئے تھے وہاں پر ان سے بات چیت ہوئی تھی اور وہ بھی coal energyمیں investmentکے لئے تیار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انشاءاللہ ہم اپنا ٹارگٹ coal energyسے پورا کر کے رکھ دیں گے۔

جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر پر یہاں کافی بحث ہوئی کہ پولیس کو Major chunk of financial checkدیا گیا ہے جو کہ میرے خیال میں تقریباً کوئی 61۔ارب روپے ہے۔ دیکھیں! ہمارے ملک کی جڑیں، ہمارے ملک کی stability، یہ جو ہم اس وقت امریکہ کی لڑائی لڑ رہے ہیں جسے war on terrorismکہتے ہے اس نے ہمارے ملک کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم اس وقت بالکل امریکہ کے پاؤں تلے دب چکے ہیں جو وہ کہتے ہیں وہ ہوتا ہے اور جو ہم کہتے ہیں وہ نہیں ہوتا ہے، خامی اور غلطی کہاں ہے؟ دوسری یہ بات ہے کہ جس ملک میں terrorism ہو، آپ ملائیشیا، انڈونیشیا، ترکی، سری لنکا یہ تو تقریباً ہمارے ہمسایہ ممالک ہیں اور سارے مسلمان ممالک ہیں جب تک ان میں دہشت گردی تھی ان کا financial graph level and social systemنیچے جا رہا تھا جس دن سے انہوں نے دہشت گردی کو ختم کیا ہے اور دہشت گردی کو شکست دی ہے تو تب سے ان کا گراف

اوپر چڑھنے لگا ہے جب تک آپ کی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال دہشت گردی کی وجہ سے، امریکہ کی وجہ سے اور intervention کی وجہ ختم نہیں کر سکتے، آپ بجٹ جتنا بھی خوبصورت بنائیں، آپ جتنی بھی اس کی implementation کریں لیکن آپ کا جو سسٹم ہے جس کے ارد گرد یہ ساری چیز revolve ہو رہی ہے اگر وہ stable نہیں ہے تو آپ کے پاس stability ہوگی، نہ آپ کے پاس خوشی ہوگی نہ آپ کے تعلیمی ادارے چلیں گے اور نہ ہی آپ کا کچھ اور کام ہوگا۔ ہمیں یہ focus کرنا چاہئے، چیف منسٹر پنجاب نے ساڑھے چار سال میں سارا focus ہی لاء اینڈ آرڈر پر کیا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنا اتنا ٹیکنیکل اور مشکل کام ہے کہ اس جگہ میں جہاں پر پوری پولیس کرپٹ، جہاں پر سیاسی مداخلت اور سفارشیں ہوں تو اس پولیس فورس کو ٹھیک کرنے کے لئے کافی ٹائم لگتا ہے اور ہم نے جو اس پولیس میں reforms کر دیئے ہیں تو ان کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں تاکہ اس House کو پتا لگ جائے کہ خادم اعلیٰ پنجاب لوگوں کی سکیورٹی کے لئے، لوگوں کے تحفظ کے لئے کیا کچھ اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ پہلی بار پاکستان میں Counter Terrorism Department establish ہوا، دہشت گردی تو اس پندرہ سال سے چل رہی ہے لیکن کسی نے نہیں سوچا کہ اس کے لئے ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہونا چاہئے۔ انڈونیشا، ملائشیا، ترکی اور سری لنکا میں دہشت گردی ہوئی وہاں پر انہوں پہلے organization structure بنایا اس کے بعد اس کو چلایا ہے اور اس سے انہوں نے اس پوری دہشت گردی کو شکست دی ہے۔ ہم نے CTD قائم کی اور touchwood، CTD کی وجہ سے آج یہاں پر بم بلاسٹ اور باہر کی دہشت گردی رک گئی ہے اور کنٹرول ہو گئی ہے، یہ پورے House کی ذمہ داری ہے کہ اس پر وہ چیف منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کریں کہ جس نے پورے پنجاب کی population کا تحفظ کر کے رکھ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پر کوئی بم بلاسٹ اور اس قسم کی وارداتیں نہیں ہوں گی۔ criminal justice system کے لئے آپ کے پاس investigation کی facility ہونی چاہئے، یہ جو ہمارے ہاں افراتفری کی صورتحال بنی ہے آپ کے پاس investigation کی facility نہیں ہے۔ ٹیکنالوجی کی وجہ سے سب چیزیں ہو رہی ہیں اور دنیا ٹیکنیکل ہو گئی ہے لیکن ہمارے پاکستان میں پرانا سسٹم ہی تھا۔ چیف منسٹر کے آتے ہی انہوں نے ٹھوکر نیاز بیگ میں Forensic Lab بنا دی ہے اور Forensic Lab تیار ہے جس کو موقع نہیں ملا ہے تو میں آپ کو invite کرتا ہوں کہ آپ ادھر چلے جائیں اور آپ وہ ذرا دیکھ لیں۔ وہ top of the line Forensic Lab بن گئی ہے جو کہ میں صرف یہاں پر نہیں بتا رہا ہوں بلکہ جتنے بھی ممالک کے باقی

لوگ آئے ہیں انہوں نے بھی دیکھ کر appreciate کیا ہے کہ یہ ایشیاء میں اس قسم کی کوئی Forensic Lab نہیں ہے اس میں کام کرنے والے لوگ امریکہ سے trained ہو کر آئے ہیں اور انشاء اللہ آپ کی جو ساری investigation ہو گی وہ یہیں ہو گی اور آپ دیکھیں گے کہ آپ کا crime rate drastically کم ہو جائے گا۔اس کے علاوہ دنیا کی پولیس ٹیکنالوجی میں بہت آگے چلی گئی ہے۔ مین پاور کو انہوں نے ایک طرف کر کے رکھ دیا ہے اور ٹیکنالوجی کام کر رہی ہے۔آپ بھی بیرون ملک کئی ممالک میں گئے ہوں گے ہم بھی گئے ہیں۔ میں آپ کو ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ ہم لوگ انگلینڈ اپنے خرچہ پر سرکاری دورے پر گئے تھے، اپنے ٹکٹ خریدے تھے، سب کچھ ہمارا اپنا تھا۔ جب میں سکاٹ لینڈ یارڈ میں پہنچا صبح نو بجے میری وہاں پر میٹنگ تھی تو انہوں نے جب مجھے وہاں پر receive کیا تو اس نے مجھے کہا کہ How was your air travel from Pakistan to England? گپ شپ لگا رہے تھے۔ مجھے کہتا ہے کہ We have picked you up from the time you started in London to reach us اور دو سو کیمروں نے آپ کو pick up کیا ہے یعنی They showed my complete move. Let me show it to you. جب میں اپنے گھر سے نکلا Till I reached the Scotland Yard gate I was in picture. یہ ٹیکنالوجی ہوتی ہے۔اس نے کہا یہ صرف آپ کو ہم نے نہیں کیا ہے ہم نے آپ کو صرف اس سے pick up کیا ہے۔دنیا کو ہم نے کتنا speed up کر دیا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: شجاع صاحب!وقت کا خیال رکھیں۔kindly wind up کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں اگر مجھے دو تین منٹ اور دے دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! بجٹ کے حوالے سے آپ اپنی بات مکمل کریں۔(قطع کلامیاں)

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب والا! سکول ہم نے ٹھیک کر کے رکھ دیئے ہیں میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جو بجٹ کا پیسا ہم نے پولیس کو دیا ہے انشاء اللہ پولیس deliver کرے گی اور اگر میں آپ کو یہ بتا دوں کہ پچھلے پانچ مہینے کے statistics جو ہمارے پاس ادھر ہیں اور آپ یہ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے لے سکتے ہیں۔اس کے مطابق crime rate drop ہو گیا ہے۔ ہم نے crime rate تقریباً 25 فیصد drop کر کے رکھ دیا ہے۔ پنجاب پولیس کی یہ بہت بڑی achievement ہے کہ crime rate کم ہو گیا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ dynamism of Chief

You have seen Punjab انشاءاللہ تعالیٰ I am sure اور Minister Punjab
already is the best Province of Pakistan. یہ ایک center of gravity ہے
اور میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ Punjab best Province رہے گا اور dynamism of Shahbaz Sharif پنجاب کو اوپر سے اوپر لے کر جا رہی ہے۔ میرا یہ بھی پورا یقین ہے کہ پنجاب کے جتنے بھی غریب لوگ ہیں وہ چیف منسٹر صاحب سے بہت خوش ہیں اور چیف منسٹر صاحب کی ہر بات کو appreciate کر رہے ہیں۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ مسز ناظمہ جواد ہاشمی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اتنے "شیروں" کی حکومت میں اتنا خاموش بجٹ، چار سالوں کی تاریخ میں یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ جب ہم الیکشن کے سالوں میں جا رہے ہیں اور شیروں کی اسمبلی میں جس شعلہ بیانی سے تیس صفحات کا بجٹ پڑھا گیا اور جس خاموشی سے بجٹ کی تجاویز دی گئی ہیں۔ اس کی ذمہ دار اپوزیشن بھی ہے اور اس سے زیادہ حکومت بھی ہے جن کی عدم دلچسپی سے ایوان کا اس وقت یہ حال ہے کہ چار بندے بیٹھے ہوئے ہیں، لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔ پہلے ہی دن آپ نے چالیس کلو کی کتابیں ہمارے سر پر اٹھوا دی تھیں، اگلی اسمبلی میں پتا نہیں کون ہو کون نہ ہو لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج کے حالات میں جس طرح سے بجٹ پیش کیا گیا آپ Chair پر بیٹھے ہیں آپ ہی مجھے بتائیں کہ چونتیس سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں پری بجٹ سیشن بلایا گیا، کیا اس میں کوئی input لی گئی؟ میرا ہیلتھ کمیٹی سے تعلق ہے، ہیلتھ کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے کیا اس میں ہماری رائے کو شامل کیا گیا یا نہیں؟ اس سال 84-ارب روپے آپ نے اس مد میں رکھے گئے ہم سے تو یہ بھی نہیں پوچھا گیا کہ آیا یہ ہسپتالوں پر خرچ ہو گا، ڈاکٹروں کی تنخواہوں پر خرچ ہو گا، Ventilators پر خرچ ہو گا، Dialysis کے لئے خرچ ہو گا، نئے ہسپتال بنائے جائیں گے یا کس جگہ پر خرچ ہو گا۔ اس سلسلے میں اگر آپ کے سیکرٹریٹ سے بات کی جائے تو وہ کہتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کی میٹنگ کے لئے جگہ ہی نہیں ہے اور یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ جب آپ یہاں پر عوامی نمائندوں کی بجٹ میں input شامل ہی نہیں کرتے تو پھر ایسے ہی ہو گا جس طرح میرے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے تیس صفحات کا بجٹ یہاں پڑھ دیا۔ یہاں پر الزام برائے الزام کی بھی بات ہوئی آپ کہتے ہیں کہ انرجی کی وجہ سے بحران پیدا ہوئے ہیں ہم کہتے ہیں

کہ bad governance کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ سلسلے تو پھر چلتے رہیں گے اور جمہوریت کمزور ہوتی رہے گی اور پھر وہی لوگ آ جائیں گے۔ مجھے خادم اعلیٰ کی نیت پر کوئی شک نہیں لیکن میں اتنا ضرور کہوں گی "کلی کلی جان دکھ لکھ تے کروڑ وے" پھر یہ کہنا پڑے گا کہ "جدے جان والیا مہاراں ہن موڑ وے۔" میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست ہے کہ انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ اس سال ریونیو کی مد میں ہم نے سولہ فیصد اضافے کا اعلان کیا ہے۔ پچھلے برس کی جو وصولیاں تھیں وہ 658۔ارب روپے تھیں اور 13-2012 کی وصولیاں 781۔ارب روپے بتائی گئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ گومگو کی کیفیت میں نہیں ہیں؟ کیا آپ کو اس بات کا ابہام ہے کہ وفاقی حکومت آپ کو 651۔ارب روپے دے گی یا نہیں دے گی؟ اس کو میں سمجھتی ہوں کہ شک کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ یہ ایک فیڈریشن کی بات ہے، ہم نے فیڈریشن کی بات کرنی ہے اور فیڈریشن کو قائم کرنا ہے۔ یہاں پر اگلی بات یہ کی گئی کہ بڑے شہروں کے لئے ترقیاتی پروگرام کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس میں Rapid Bus Transport System کے لئے 11۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی جنوبی پنجاب کے ساتھ زیادتی ہے۔ چھوٹے شہروں کے لئے آپ نے صرف 22 لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔ ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کی اس رقم کو کم کر کے 8.3 کر دیا گیا ہے یہ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ دانش سکولوں کو ہم criticize نہیں کرنا چاہتے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں تمام schools missing facilities بھی دانش سکول ہوں۔ ہم بھی وہ دن یہاں پر دیکھنا چاہتے ہیں جب یہاں پر سسٹم بدلا جائے گا۔ یہاں پر فیض احمد فیض کو پڑھا جاتا ہے، حبیب جالب کو بھی یاد کیا جاتا ہے لیکن اگر سارے سکول دانش سکول بن جائیں تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہتر قدم ہوگا۔ دانش سکوں ضرور بنائیں ایک ضلع میں صرف 145 بچے نہیں ہوتے دانش سکولوں میں 145 بچوں یا 2 ہزار بچوں کے لئے ہوگا لیکن جہاں پر لاکھوں بچے تعلیم حاصل کر رہے ہوں وہ missing facilities کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہاں پر ترقیاتی اخراجات کے لئے 220۔ارب روپے رکھے پھر اس کو یک دم 51 فیصد بڑھا دیا۔ کیا آپ نے الیکشن کی دھاندلی کا پروگرام بنایا ہے یا الیکشن کے لئے بجٹ دیا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی صوبہ پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ لوکل گورنمنٹ کا سسٹم تو موجود ہی نہیں ہے لیکن آپ نے بیوروکریسی کے لئے اتنی زیادہ رقم رکھ دی ہے۔ آپ کہتے ہیں سادگی اپنائی جائے، میں کہتی ہوں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ سادگی اپنانی چاہئے۔ خادم اعلیٰ نے بس میں سفر کر کے سادگی کا ایک راستہ دکھایا ہے، ہم مانتے ہیں لیکن 23 لاکھ روپے کے پٹرول جلانے والے آج

ہمیں سمجھاتے ہیں آپ ان سے حساب لیں ان بیور کریٹس سے حساب لیں پھر آپ نے بجٹ تقریر میں کہا کہ یہاں پولیس میں دس ہزار نوجوان بھرتی کئے جائیں گے۔کیا یہ VIPs کی ڈیوٹیوں کے لئے بھرتی کئے جائیں گے؟ یہاں پر ایلیٹ فورس کے 722 نوجوان جو آپ کی ڈیوٹیاں کر رہے ہیں اگر ان کو ان ڈیوٹیوں سے ہٹا کر انہیں موٹر بائیک دے کر گلیوں میں بھیجا جائے تو کم از کم لاہور میں دس ڈکیتیاں تو کم ہو سکتی ہیں۔میرا خیال ہے کہ اس پر غور کرنا چاہئے کہ آپ نے کرائم کو کم کرنا ہے یا بڑھانا ہے یا پولیس سے اپنی ڈیوٹیاں لینی ہیں۔ہم نے تو خواب دیکھا تھا کہ پاکستان ایک فلاحی ریاست ہو آپ اسے دفاعی ریاست نہ بنائیں۔سکیورٹی پر اتنا پیسا خرچ کیا جا رہا ہے آپ 74-1973 کا بجٹ اٹھا کر دیکھیں 43 فیصد تھا 48 فیصد۔آج ہیلتھ کا بجٹ دیکھیں آپ نے ہیلتھ کو 16.8 فیصد بجٹ دیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ کم ہے پھر اس کے ساتھ ساتھ آپ کہتے ہیں کہ خواتین کے لئے اتنا اچھا package دیا اور حکومت نے خواتین کے لئے 14۔ارب روپیہ رکھ دیا آپ مجھے بتائیں کہ جن پر خرچ کیا جانا ہے کیا ان کو بھی مشورے میں شامل کیا ہے؟ یہاں پر وومن ڈویژن کی منسٹری بھی ہے، یہاں عورت وزیر نہیں ہے لیکن سٹینڈنگ کمیٹی تو ہے کیا اس میں discuss کیا گیا کہ یہاں کس کس جگہ پر خرچ کئے جائیں۔آپ شیلٹر ہوم کا حال دیکھیں وہاں کوئی جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ڈے کیئر سنٹر میں کوئی بچے رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ صوبے میں دن بدن حالت بگڑتی جا رہی ہے لیکن ممبران سنجیدہ نہیں ہیں پتا نہیں وہ اپنے کن مشغلوں میں لگے ہوئے ہیں لیکن ہم نے بجٹ تو عوام کو دینا ہے، عوام کی آنکھیں بجٹ پر لگی ہوتی ہیں۔پہلے سال میں ایک بجٹ ہوتا تھا لیکن اب تو روزانہ بجٹ آتا ہے کبھی گوشت کی قیمت زیادہ ہوتی ہے کبھی سبزی کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور کبھی آٹے کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ میرے خیال میں ان چیزوں پر غور کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ میں ہرگز کسی کو بھی تنقید کا نشانہ نہیں بنانا چاہتی اور نہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ نے یہ نہیں کیا آپ نے وہ نہیں کیا لیکن جو وفاقی حکومت کا کام تھا انہوں نے آپ کو اٹھارہویں ترمیم کے تحت وہ اختیارات دیئے ہیں کہ آپ یہاں پر سولر انرجی یا منی ڈیم بنائیں اس کے لئے 9۔ارب روپیہ رکھا لیکن آپ نے اُدھر کا مال اِدھر اور اِدھر کا مال اُدھر کر دیا۔آپ نے disaster میں کیا کیا کہ جب فلڈ آیا تو وطن کارڈ میں آدھے پیسے وفاقی حکومت نے دیئے اور آدھے پنجاب حکومت نے دیئے لیکن آپ نے کہا کہ ہم نے سیلاب میں بہت کام کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو پیسے دوسرے محکموں سے نکال کر اِدھر اُدھر خرچ کئے جاتے ہیں اس پر کنٹرول کیا جائے، اس پر کمیشن بنے، اس پر پالیسی بنائی جائے اور پنجاب کی عوام کو اس کا حق ملنا چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اگلے مقرر حاجی ذوالفقار علی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ سردار قیصر عباس خان مگسی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (سردار قیصر عباس خان مگسی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کے لئے وقت فراہم کیا۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! یہ منسٹرز کی سیٹ ہے ذرا اپنی سیٹ پر چلے جائیں بہتر ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال (سردار قیصر عباس خان مگسی): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو عوام دوست بجٹ بنانے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور جناب وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو پنجاب اسمبلی میں ایک متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں چونکہ میرا تعلق جنوبی پنجاب کے ایک پسماندہ ضلع سے ہے۔ میں جنوبی پنجاب کی ڈویلپمنٹ کے حوالے سے چند معروضات پیش کروں گا، جنوبی پنجاب کے خیر خواہوں کا جو دور اقتدار رہا ہے اس کا اور اپنی موجودہ حکومت کا comparison جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے لئے 04-2003 میں 23 فیصد allocation کی گئی، 05-2004 میں 22 فیصد allocation کی گئی، 06-2005 میں 19 فیصد allocation کی گئی، 07-2006 میں 18 فیصد allocation کی گئی، 08-2007 میں 15 فیصد allocation تھی۔ یہ جو جنوبی پنجاب کی خیر خواہی کا نعرہ لگانے والے ہیں ان کے دور حکومت میں 23 سے لے کر 15 فیصد تک ہر سال بتدریج کمی آتی رہی ہے اور وہ اپنے آپ کو جنوبی پنجاب کے بڑے خیر خواہ ہونے کا نعرہ لگاتے ہیں اور سارا دن اسمبلی کے فورم پر شور بھی مچاتے ہیں۔ اس کے بعد 09-2008 سے 16 فیصد سے شروع ہوا ہے 10-2009 میں جنوبی پنجاب کے لئے 24 فیصد allocation تھی، 11-2010 میں 29 فیصد allocation تھی، 12-2011 میں 32 فیصد allocation تھی اور 13-2012 میں بھی 32 فیصد allocation ہے آپ شروع سے لے کر آج تک دیکھیں کہ بتدریج ہر بجٹ میں اس میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ شور یہ مچایا جا رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کو کچھ نہیں ملا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے جتنے بھی معاملات تھے خواہ وہ بجٹ سے متعلقہ تھے یا دیگر معاملات تھے ان میں جتنا interest خادم اعلیٰ پنجاب نے جنوبی پنجاب کے معاملات میں لیا ہمیں یہ محسوس ہوتا تھا کہ ہمارا وزیر اعلیٰ جنوبی پنجاب کا رہنے والا ہے اور یہاں کا رہائشی ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ جب سیلاب کے دنوں میں ہمارا جنوبی پنجاب میانوالی سے لے کر رحیم یار خان تک سیلاب میں ڈوبا ہوا تھا میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس وقت یہ باقی لیڈر کہاں تشریف لے گئے تھے؟ ان کو جنوبی پنجاب کے لوگوں کا خیال کیوں نہ آیا کہ یہ ڈوب رہے ہیں اور ہم بھی ان کے لئے کچھ کریں۔اس وقت فیڈرل گورنمنٹ کہاں گئی تھی اور دیگر لیڈران کرام کہاں گئے تھے؟ وزیراعظم پاکستان سیلاب کے دنوں میں سیلاب زدگان کی مدد کے لئے لیّہ تشریف لائے وہاں سات ہیلی کاپٹر آئے اور ضلعی انتظامیہ کو warn کیا گیا کہ وزیراعظم پاکستان سیلاب زدگان کے لئے امدادی سامان لے کر آ رہے ہیں آپ وہاں پر گاڑیوں کا بندوبست کریں جو وہ سامان اٹھا کر سیلاب زدگان کے لئے لے جائیں گے۔ وہاں پر ٹرکوں کا بندوبست کیا گیا لیکن کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا، جب وزیراعظم پاکستان ہیلی پیڈ پر اترے اور سامان اتارا گیا تو وہ ایک پک اپ میں لاد کر سیلاب زدگان کے لئے لایا گیا۔اس وقت پیپلز پارٹی سے جو ہمارے colleagues تھے ان کے سر شرم سے جھک گئے کہ وزیراعظم یہاں پر تشریف لائے ہیں اور ہمارے لئے یہ امداد لائے ہیں۔منہ سے باتیں کرنا آسان ہیں لیکن کسی کے لئے کچھ کر کے دکھانا بڑا مشکل کام ہے۔

جناب والا! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ میرے ساتھی گرین ٹریکٹر سکیم پر تنقید کر رہے ہیں، ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور ہمارے ملک کی backbone زراعت ہے۔ میں گرین ٹریکٹر سکیم میں یہ چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ پاکستان کا کوئی بھی شہری مجھے یہ بتا دے کہ پنجاب میں جو گرین ٹریکٹر سکیم تھی اس میں شفاف قرعہ اندازی نہیں کی گئی۔ پارٹی، سیاست اور ہر چیز سے بالاتر ہو کر غریب کسانوں کو گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت subsidy دی گئی ہے۔اس میں پیپلز پارٹی، (ق) لیگ اور باقی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی شامل تھے۔ پنجاب کے تمام غریب کاشتکاروں کو یہ سہولت دی گئی ہے۔اسی طرح آپ ییلو کیب سکیم لے لیں اس میں مجھے میرا کوئی دوست آ کر بتائے کہ کیا اس سکیم کے تحت صرف (ن) لیگ والوں کو نوازا گیا ہے؟ یہ گاڑیاں قرعہ اندازی کے ذریعے اور merit کی بنیاد پر تقسیم کی گئیں اگر کسی کے پاس کوئی ایک مثال بھی موجود ہے تو وہ لا کر دکھائے کہ اس میں فلاں شخص کو نوازا گیا یا فلاں کے کہنے پر کسی کو ییلو کیب دی گئی۔

جناب چیئرمین! اسی طرح دانش سکول سسٹم پر اعتراض کیا جا رہا ہے۔ غریب کے بچوں کا اس ملک کے وسائل پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ آپ اور میرے بچوں کا ہے۔ ہمارے بچے تو ایچی سن اور صادق پبلک سکول میں پڑھتے ہیں کیا غریب کے بچے کو حق حاصل نہیں کہ وہ بھی کسی اچھے ادارے میں تعلیم حاصل کرے؟ کیا خادم اعلیٰ پنجاب کا یہ جرم ہے کہ انہوں دانش سکول بنائے ہیں جن میں غریبوں

کے بچوں کو اچھی تعلیم حاصل ہو رہی ہے اور وہ ہمارے ملک کا سرمایہ بن رہے ہیں؟اس ملک میں غریب کو بھی جینے کا حق حاصل ہے۔

جناب چیئرمین!Punjab Education Endowment Fund قائم کیا گیا ہے۔ ہمارے ضلع لیّہ میں لیپ ٹاپ کمپیوٹر کی تقسیم کی تقریب منعقد ہوئی۔وہاں پر ایک بچی کا لیپ ٹاپ merit کی بنیاد پر نکلا۔وہ بچی ڈائس پر آ گئی اور اس نے کہا کہ مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں۔اس بچی نے کہا کہ میں ایک غریب والد کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ گدھا گاڑی چلاتا ہے۔وہ صبح نکلتا ہے اور شام تک اتنا کما کر لاتا ہے کہ جس سے ہمارے گھر کی دو وقت کی روٹی چلتی ہے۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب کی شکر گزار ہوں کیونکہ میرا بھائی میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہا ہے اور اس کا خرچہ حکومت پنجاب Endowment fund سے فراہم کر رہی ہے۔ میں اور میرا بھائی حکومت پنجاب کی وجہ سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین!بے روزگاری ختم کرنے کے لئے نوجوانوں کو قرض کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔کیا یہ خادم اعلیٰ پنجاب کا جرم ہے،کیا یہ غلط کام کیا گیا ہے؟اسی طرح پورے پنجاب میں میرٹ پر بھرتیاں کی گئی ہیں۔آپ کے علم میں ہے کہ کسی ایم این اے اور ایم پی اے کا کوئی کوٹا ہو؟ میرٹ کی بنیاد پر ہونے والی بھرتیوں میں (ق)لیگ، پیپلز پارٹی والے اور (ن)لیگ والے بھرتی ہو رہے ہیں۔ جس نے جتنی محنت کی ہے اس کو اتنا پھل مل رہا ہے۔اعتراض کرنا تو بڑا آسان کام ہے لیکن کیا باقی جماعتوں نے بھی کبھی ایسا کیا ہے؟

جناب چیئرمین!ہمارا ایک چھوٹا سا پسماندہ ضلع ہے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہمارے ضلع لیّہ میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا کیمپس ہو گا۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں کہ ضلع لیہ جیسے پسماندہ علاقے میں بھی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا کیمپس بنا دیا گیا ہے اور وہاں پر غریب لوگوں کے بچے،بچیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔چوک اعظم ضلع لیہ کا ایک چھوٹا سا شہر اور میونسپل کمیٹی ہے۔ ضلع لیّہ کی تین میونسپل کمیٹیاں فتح پور،چوک اعظم اور کوٹ سلطان ہیں۔ان تینوں ٹاؤن کمیٹیوں میں وزیر اعلیٰ نے Rules relax کر کے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بنا دیئے ہیں اور وہاں پر لوگوں کو صحت کی سہولتیں میسر آ رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا صرف دو تین مختصر گزارشات کر کے اپنی بات ختم کر دوں گا۔ چونکہ میرا تعلق تحصیل چوبارہ سے ہے۔ وہاں پر زیادہ تر بارانی علاقہ ہے اور خادم اعلیٰ نے اس سال بارانی علاقے میں فصلیں نہ ہونے کی وجہ سے اسے آفت زدہ قرار دے دیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس آفت زدہ علاقے کے کاشت کاروں کے لئے بیج فراہم کئے جائیں تاکہ کاشت کار اپنی فصل کاشت کر سکیں۔ تحصیل چوبارہ remote area ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے وعدہ فرمایا تھا کہ یہاں پر اساتذہ کی بھرتی کے لئے criteria کو relax کیا جائے گا تو میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ چوبارہ میں اساتذہ کی بھرتی کے لئے criteria کو relax کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔ محترمہ نرگس پروین اعوان!

محترمہ نرگس پروین اعوان: جناب چیئرمین! آج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے مجھے غالب اور فیض بہت یاد آئے۔ غالب نے کہا تھا کہ:

بازیچہ اطفال ہے دنیا میرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے

جناب چیئرمین! بجٹ 13-2012 کی بنیادی طور پر دو جہتیں ہیں۔ ایک آنے والے انتخابات کی پیش بندی اور پیش بینی اور دوسرا حکومتی پارٹی کے electables کے لئے مالی آسودگی۔ ان دو جہتوں میں اگر کوئی نظر انداز ہوا ہے تو وہ مہنگائی کے مارے ہوئے غریب عوام، بے روزگاری کے تپتے صحراؤں میں آبلہ پا مزدور اور اپنے افکار کی آسودگی کی امید لگائے محروم طبقات ہیں۔

جناب چیئرمین! کسی بھی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ افراد کو روزگار فراہم کرے۔ روزگار فراہم کرنا اور بنیادی ضروریات کی فراہمی ایک ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کسی فرد کو تحفظ فراہم کرنا بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ غربت کا جہنم عدم تحفظ کے جہنم کی طرح ہی ہوتا ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس صوبے میں امن و امان کی حالت بہت دگر گوں ہے۔ اس وقت لاقانونیت پچاس فیصد سے زیادہ ہو گئی ہے۔ لاقانونیت کا یہ حال ہے کہ پنجاب کے دور دراز علاقے کو چھوڑیں لاہور جیسے شہر میں بھی ہر روز ایک بنک لوٹا جا رہا ہے اور ایک جیولر اپنے اثاثوں سے محروم ہو رہا ہے۔ سٹریٹ کرائم کا یہ حال ہے کہ نہ کسی کا پرس اور نہ ہی کسی کا موبائل محفوظ ہے۔ یہ وارداتیں نہ صرف posh areas میں بلکہ گلی محلوں میں بھی ہو رہی ہیں۔ جب مرد حضرات اپنی روزی روٹی کمانے کے لئے جاتے ہیں تو گھر کی خواتین اور بچے محفوظ نہیں ہوتے، ڈاکو دیواریں

پھلانگ کر آتے ہیں اور نہ صرف اثاثہ جات لوٹ کر لے جاتے ہیں بلکہ خواتین کی عزتیں بھی تار تار کر جاتے ہیں۔ یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ افراد کو تحفظ فراہم کرے۔ جس طرح افراد کے تحفظ کی ذمہ داری ریاست کی ہے اسی طرح ملکیت کی ذمہ داری بھی ریاست کی ہے لیکن اس وقت پنجاب میں لینڈ مافیا تقریباً 53 فیصد زمینوں پر قابض ہو چکا ہے۔ لینڈ مافیا اس قدر طاقتور ہو گیا ہے کہ اگر کسی ملکیت والے صاحب کی آنکھ بھی جھپک جائے تو یہ مافیا اس کی ملکیت پر قابض ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ اس قدر دیدہ دلیر ہو چکے ہیں کہ even وزیر اعلیٰ کے رہائشی علاقے میں بھی لینڈ مافیا کی جڑیں بہت مضبوط ہو چکی ہیں اور وہ دن دہاڑے دندناتے پھرتے ہیں۔ مشرف دور کے جو criminals تھے وہ حکومتی پارٹی کی صفوں میں گھس کر امن وامان کو تہس نہس کئے جاتے ہیں، وہاں کے عوام کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے اور لوگوں کو ان کے جائز اثاثوں سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جس طرح ایک شہری کو بنیادی ضروریات اور تحفظ فراہم کرنا ریاست کا کام ہے اسی طرح بنیادی ضروریات میں تعلیم اور صحت بھی آتی ہے۔ میں سب سے پہلے تعلیم کی بات کرتی ہوں۔ پاکستان یا کسی بھی ملک میں جب حالات دگرگوں ہو جائیں، لاء اینڈ آرڈر گھمبیر ہو جائے تو اُس وقت کہا جاتا ہے کہ یہ lack of education ہے۔ اس وقت صوبہ میں تعلیم کی تین وزارتیں کام کر رہی ہیں۔ پرائمری ایجوکیشن، سکینڈری ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن لیکن ان تین وزارتوں کے باوجود جب دانش سکولوں کی بنیاد رکھی گئی تو اُس کے لئے علیحدہ ایک اتھارٹی بنانی پڑی۔ یہاں پر دانش سکولوں کی بات کی گئی کہ شاید یہ بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن میری بھی ایک بات سُن لیں کہ ان دانش سکولوں کے چند سو بچے جب اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عملی زندگی میں آئیں گے تو وہ اپنے ساتھی لوگوں کی زندگی کا سٹائل دیکھیں گے، اُن کی مراعات دیکھیں گے جس کے لئے وہ اس طرح کے کارنامے انجام دیں گے کہ آپ کو تاریخ میں مثالیں نہیں ملیں گی کیونکہ وہ اُس مروجہ معیار رہائش کو حاصل کرنے کے لئے اس طرح کی حرکتیں کریں گے اور وہ اتنے نفسیاتی اور ذہنی مریض ہو جائیں گے کہ اُن کو معاشرے میں اپنے آپ کو کھڑا کرنا مشکل نظر آئے گا۔ اب وقت ہے کہ ہم اس ملک میں یکساں نظام تعلیم رائج کریں اور لوگوں کو اُن کے نصاب کے مطابق تعلیم دیں۔ غریب اور امیر طبقات کے فرق کو ختم کریں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ میں پنجاب حکومت کو متوازن اور فلاحی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں جس میں معاشرے کے تمام طبقات اور صوبہ کے تمام

علاقوں کو برابری کی سطح پر treat کیا گیا ہے۔ وفاقی حکومت کے خسارے کا بجٹ جس کا تعلق کسی معاشی مسائل سے نہ تھا اور وفاقی حکومت کی بدانتظامی اور نااہلی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ یہ خسارے کا بجٹ جی ڈی پی کا 7 فیصد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ 1100۔ارب روپیہ کے نوٹ چھاپے جائیں گے جنہیں ہم استعمال کریں گے جس سے افراط زر میں اضافہ ہوگا اور قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ ہوتا چلا جائے گا جو یقیناً ہماری غربت کو بڑھادے گا۔ چار سال کے بدترین بجٹ کے بعد وفاقی حکومت کا پانچواں بجٹ بھی دوبارہ سے ہمارا تمسخر اُڑاتا ہوا چلا گیا اور اس کے باوجود ہمیں ان حالات میں ایک بجٹ دینے کا موقع ملا جن کے اندر ایک انتہائی مشکل کام تھا۔ وفاقی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے آج سرمایہ کاری بڑھنے کی بجائے کم ہو رہی ہے اور لوگ اپنا سرمایہ بیرون ملک منتقل کر رہے ہیں۔ 60 سال میں سرمایہ کاری اتنی ریکارڈ کم نہیں تھی جتنی آج ہے۔ 2007 میں 22.5 فیصد تھی اور آج 12.5 فیصد ہے اور لوگ مجبور ہو گئے ہیں۔

Because of this no measures have been taken and people are relocating themselves in other countries.

جب سرمایہ کاری نہ ہو رہی ہو تو آپ سوچیں کہ اس سے ایک بڑا صوبہ کتنا suffer کرتا ہے۔ ہماری GDP growth اوسطاً صرف 3 فیصد رہ گئی ہے جبکہ آبادی 2.2 فیصد کے حساب سے بڑھ رہی ہے تو آپ ہی بتائیے کہ اس شرح کے ساتھ آپ ملک میں کیا ترقی expect کرتے ہیں، جو بجٹ ہمیں دیا جارہا ہے اس سے آپ کیا expect کرتے ہیں اور اس ملک کے مستقبل کے بارے میں کیا expect کرتے ہیں جبکہ ہمارے پڑوسی ممالک میں اس وقت GDP شرح 8 فیصد ہے اور ہماری GDP کی شرح 8 فیصد رہ گئی ہے۔ ہماری سالانہ شرح کے مطابق 5 سال میں تو کچھ فرق پڑ نہیں سکا تو آگے کیا فرق پڑے گا؟ آپ مجھے صرف یہ بتائیے کہ سری لنکا، بنگلہ دیش اور انڈیا جیسے ملک ہم سے کہیں آگے نکل گئے اور اُن کے بالکل ساتھ ہوتے ہوئے آج ہمارا ملک اس قسم کے تذبذب کا شکار ہے کہ سب کے سب پریشان ہیں اور ایک دوسرے پر انگلیاں اُٹھا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وفاق کی نااہلی ہمارے بجٹ کو بھی effect کرتی ہے اور میرے نزدیک اس چیز کا ذکر کرنا بہت ضروری تھا۔ آج ان غلط پالیسیوں کی وجہ سے چھ یا سات لاکھ لوگوں کو روزگار دیا جارہا ہے اور تیرہ سے چودہ لاکھ لوگ بے روزگار ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کا ذمہ دار وفاق ہے یا اس کا ذمہ دار ہمارا صوبہ ہے۔

جناب چیئرمین! میں انرجی کے ایشو پر ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے صنعتوں کو اپاہج بنا دیا گیا ہے، پنجاب کے بہت سے کارخانے بند ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے بے روزگاری بڑھی اور وفاق کے کانوں تک جُوں تک نہ رینگی۔

(اذانِ عصر)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! میں انرجی کرائسز کی بات کر رہی تھی۔ پچھلے سال گنے کے پھوگ کے ذریعے بجلی پیدا کرنے کے لئے نیپرا سے ٹیرف فکس کرنے کو کہا اور انہوں نے اس کو ذرا بھی speed up نہ کیا۔ آج اٹھارہویں ترمیم کی بات کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ اٹھارہویں ترمیم میں تو صوبوں کو بجلی بنانا allowed ہی نہیں ہے۔ سی سی آئی کی میٹنگ میں پچھلے سال میاں محمد شہباز شریف نے ایک اجازت لی کہ ہمیں کم از کم کچھ بجلی بنانے کا موقع دیا جائے۔ آپ مجھے بتائیے کہ نیپرا نے اس کو کیوں speed up نہیں کیا؟ آج پیپکو جیسا بڑا ادارہ جس میں لاکھوں لوگ employed ہیں وہ ادارہ وفاق کے پاس ہے صوبہ کے پاس نہیں ہے تو اُس ادارہ نے ہمارے صوبہ کے لئے کیا کیا؟ ایک بڑا صوبہ جہاں 70 فیصد almost آپ کے ملک کے لوگ رہتے ہیں وہ صوبہ آج کیوں suffer کر رہا ہے جبکہ یہ ادارے وہاں پر موجود ہیں اور سوائے اس کے کہ انہوں نے ان چار سال میں ہر چیز کی growth کی speed کو روکا۔ انہوں نے اس میں ایک دن بھی sincerity کے ساتھ ہمارا ساتھ دینے کی کوشش نہیں کی، اور تو اور پنجاب کو sovereign guarantee چاہئے تھی وہ وفاق نے نہ دی تو آپ مجھے بتائیے کہ ان حالات میں لوڈشیڈنگ کا مسئلہ کس طرح حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں پنجاب کتنا ذمہ دار بنتا ہے؟ ہم آج بولنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں کہ ہمارے ساتھ constant load shedding میں بھی زیادتی ہو رہی ہے پورے ملک میں بانٹ کر لوڈشیڈنگ ہونی چاہئے تھی لیکن آج ہم پنجاب میں maximum load shedding کا شکار ہیں۔ آج wind corridors کو جو لوگ یہاں discuss کرتے ہیں کیا ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ اس کے لئے بہت لمبی ریسرچ چاہئے اس میں کئی سال اس wind corridors کو چیک کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد وہاں بجلی بنانے کے ذرائع پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ ایک سال کے اندر اندر یہاں windmills لگ جائیں گی یہ کیسے possible ہے؟ یہاں معزز ممبران کو کم از کم study کر کے آنا چاہئے کیونکہ میڈیا بھی ان کو سن رہا ہوتا ہے اور کچھ ایسے ممبران بھی سن رہے ہوتے ہیں جو شاید یہ study نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ پنجاب نے تو صرف 13.4-ارب روپے کے قرضے لئے اور 14-ارب روپے واپس کر دیئے جس کے بارے میں آج صبح ہمارے قائد حزب اختلاف بھی کہہ رہے تھے کہ کن قرضوں کی بات کر رہے تھے۔ ہم نے قرضے لئے اور ہم نے وہ واپس کئے ہیں جبکہ انہوں نے ورلڈ بنک سے قرضے لے کر ایک قسم کی campaign کی اور ان قرضوں سے اس ملک کو مقروض بنایا۔ آج ان کے قرضوں کی وجہ سے ہم لوگ اتنا suffer کر رہے ہیں اور پنجاب کا صوبہ ان کی bad policies کی وجہ سے suffer کر رہا ہے۔ ان حالات کے باوجود اگر ہم نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے تو یہ ایک بہت بڑی شاباش کا مستحق ہے۔ ہم نے کم از کم آنے والی نسلوں پر بوجھ نہیں ڈالا۔

جناب چیئرمین! Failed institutions کو ٹھیک کرنے کی بجائے جیسا کہ انہوں نے پی آئی اے، ریلوے اور دوسرے اداروں کا ستیاناس کر دیا ہے ان کی بجائے اگر یہ بجلی پر کام کرتے تو کم از کم ملک میں ترقی شروع ہو جاتی۔ وہ ادارے تو ان کے ہاتھ سے نیچے گر ہی گئے ہیں اس کے بعد انہی میں یہ اربوں روپے invest کرتے گئے اور اب 1100-ارب روپے کے نوٹ چھاپیں گے۔ یہ انہی اداروں میں ڈالتے جائیں گے تو کیا accountability اور کیا transparency ہے؟ آج جب اپوزیشن پنجاب کے بجٹ کو discuss کرتی ہے تو مجھے انتہائی شرم کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس کے باوجود کیا پنجاب اس وقت بہتر طریقے سے چل رہا ہے۔ کیا یہ ہم لوگوں کو appreciate نہیں کر سکتے۔ میں صرف یہ جانتی ہوں کہ ہماری جو پنجاب کی پالیسی بنائی گئی وہ MDG goals کو سامنے رکھ کر بنائی گئی اور یہ پوری دنیا کے لئے important ہے۔ اس میں poverty reduction ہے۔

جناب چیئرمین! ہماری صحت اور ایجوکیشن کے لئے 194-ارب روپے رکھے گئے ہیں جس میں سے 2-ارب روپے دانش سکول کے لئے رکھے گئے۔ ہم نے کوشش کی کہ missing facilities پوری کرنے کے علاوہ concept elite کا word ہی change کر دیا ہے۔ آج ہم غرباء کے بچوں کو دانش سکول میں لے گئے ہیں اور پانچ ہزار سے زائد فیس والے سکولوں میں بھی دس فیصد وہ بچے جائیں گے جو suffer کر رہے ہیں۔ میں ایک ماں ہوں اور اس حوالے سے بات کرتی ہوں کہ جب کوئی ماں بھی اپنے کمزور بچے کو دیکھتی ہے تو اس کی طرف اس کا دھیان زیادہ ہوتا ہے۔ مجھے بڑا فخر ہے کہ پنجاب نے ایک ماں کی طرح اس بچے کے سر پر ہاتھ رکھا ہے جو غریب تھا، محروم تھا اور جس کو

socially, economically and politically ہر طریقے سے ignore کیا گیا تھا۔ میں بہت خوش ہوں کہ ان کے لئے کام کیا گیا۔

جناب چیئرمین! میں عورتوں کے حوالے سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ 14۔ارب روپے کی رقم عورتوں کے لئے رکھی گئی ہے۔ ہمارا خواتین کا 34 نکاتی پروگرام تھا اس کے لئے یہ بے انتہا ضروری قدم تھا۔ آج خواتین کے اوپر سے وہ stigma دھو دیا گیا ہے کہ جس کی وجہ سے خواتین کچھ کہتے ہوئے جھجکتی تھیں آج کم از کم domestic violence پر بات کی جا رہی ہے اور helpline provide کی جا رہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے 8۔مارچ کو وہ 34 نکاتی پروگرام دیا۔ میں سب کو encourage کرتی ہوں کہ اس کو net پر پڑھیں، laptop پر بات کرنے کی بجائے laptop کو کھولیں جو ان کے گھروں میں پڑے ہوئے ہیں اور ان 34 نکات کو پڑھیں اور پھر بات کریں۔ ایسے ہی شور ڈالنے اور تماشا کھڑا کرنے سے حکومتیں نہیں چلتیں۔ انہوں نے اس بجٹ کو discuss کر کے ہم کو شرمندہ کیا ہے کیونکہ ان کے پاس کوئی point نہیں تھا اور ان کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ میں آج as a woman بہت خوش ہوں کہ autonomous bodies میں بھی 33 فیصد خواتین کی سیٹیں ہیں، 15 فیصد کوٹا ہے۔ ہم نے inheritance کے اندر بہت کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ یقیناً اتنا کام پچھلے 60 سال میں کسی صوبہ میں نہیں ہوا جتنا پنجاب میں ہوا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جناب محمد معین وٹو صاحب! آپ خوش قسمت ہیں کہ اپوزیشن نہیں ہے جو مرضی کہیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! شکریہ۔ ویسے تو اب صورتحال یہ ہے کہ ممبران جتنی تعداد میں موجود ہیں لیکن جو جو صاحبان یہاں موجود ہیں تو مجھے احساس ہے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے مجبوراً یہاں تشریف فرما ہیں جیسے کہتے ہیں کہ کوئی مقرر تقریر کر رہا تھا تو سارے لوگ چلے گئے صرف ایک آدمی وہاں بیٹھا رہا۔ اس نے کہا کہ شاباش آپ بہت اچھے آدمی ہیں آپ ہی کو میرے جذبات اور تقریر کی صحیح سمجھ آ رہی ہے تو اس نے آگے سے کہا کہ نہیں جناب میں تو شامیانوں والا ہوں مجھے تقریر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اب صورتحال اس طرح کی ہے کہ آپ تو صدارت کر رہے ہیں اس لئے آپ کی اپنی مجبوری ہے، جو ممبران بیٹھے ہیں ان کی باری میرے بعد ہے اور وزیر صاحب اس لئے پھنسے ہوئے ہیں کہ یہ وزیر خزانہ ہیں۔

جناب چیئرمین: وٹو صاحب! بجٹ پر بات کریں تو بہتر ہو گا۔

جناب محمد معین وٹو: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے جو ممبران یہاں موجود ہیں ان کو اور جو نہیں موجود ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج اللہ کے فضل و کرم سے یہ ہمارا پانچواں بجٹ ہے اور اس لحاظ سے کہ ہم نے اپنا پانچواں بجٹ پیش ہوتے ہوئے دیکھ لیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک بہت بڑی کامیابی بھی ہے اور ہمیں خوشی بھی ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اس اسمبلی نے پانچ بجٹ یہاں پیش ہوتے ہوئے دیکھے۔

جناب چیئرمین! اب میں یہ عرض کروں گا کہ ہر حکومت اپنی طرف سے بہترین بجٹ پیش کرنے کی کوشش کرتی ہے اور خاص طور پر موجودہ بجٹ میں ہمارے وسائل سے مسائل کے حل کے لئے جن ترجیحات کا تعین کیا گیا ہے وہ آئینہ دار ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ نے پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت میں مسائل کے حل کے لئے جو ترتیب دی ہے وہ لائق تحسین ہے۔ اس لحاظ سے موجودہ بجٹ نہ صرف ایک متوازن بجٹ ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر معروضی حالات کو مدنظر رکھا جائے کہ جب پنجاب میں بجلی اور سوئی گیس کا بحران ہے جس کی وجہ سے ہمارے کارخانے اور پیداواری یونٹ بند پڑے ہیں۔ اس طرح ہماری ترقی کا پہیہ جام ہوا ہوا ہے۔ ان حالات میں اگر موجود بجٹ کا تجزیہ کیا جائے تو میرے خیال کے مطابق یہ ایک ترقیاتی بجٹ ہے کہ جس میں باوجود اس کے کہ ہم اتنے بڑے مسائل سے دوچار ہیں پھر بھی موجودہ بجٹ میں ترقیاتی فنڈز پہلے سے کہیں زیادہ مختص کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو بچت کی سکیمیں دی گئی ہیں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کو priority دی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سب سے زیادہ تعلیم، صحت، زراعت، لاء اینڈ آرڈر اور اس طرح باقی شعبوں کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں اور جو ترجیحات ترتیب دی گئی ہیں۔ اس بجٹ کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اس میں ایسے اہم شعبہ کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین! میں خاص طور پر زراعت کے بارے میں تفصیلاً عرض کروں گا کہ یقیناً تعلیم کے شعبہ میں نوجوانوں کے لئے طلباء و طالبات کے لئے، بے روزگاری کے لئے جو بھی وزیراعلیٰ صاحب نے اقدامات کئے ہیں وہ یقیناً لائق تحسین ہیں مگر صوبہ پنجاب کاشتکاری اور زراعت کے لحاظ سے پورے ملک کی ضروریات پوری کرتا ہے اس لئے اس شعبہ کو موجودہ بجٹ میں خاص طور پر اہمیت دی گئی ہے۔ میں سب سے پہلے یہ ذکر کرنا چاہوں گا کہ بیس ہزار ٹریکٹروں کی فراہمی جس میں حکومت کی طرف سے 2۔ارب روپے کی subsidy دی گئی ہے اور اُس کی قرعہ اندازی کا طریق کار کسی پارٹی یا سیاسی مفاد کے تحت نہیں ہے بلکہ خالصتاً ایمانداری اور دیانتداری سے جو اس کے مستحق ٹھہرتے ہیں،

قرعہ اندازی میں اُن کو ٹریکٹر دیئے جا رہے ہیں۔ پہلے بھی جو حکومت پنجاب کی طرف سے قرعہ اندازی کی گئی تھی اُس میں کسی قسم کی کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔ البتہ وفاقی حکومت نے قرعہ اندازی کے ذریعے اپنے لوگوں کو accommodate کیا تھا اور انہوں نے باقاعدہ طور پر پہلے چٹیں تقسیم کیں کہ فلاں فلاں آدمیوں کو ٹریکٹر وغیرہ ملیں گے اور انہی کو ہی ملے لیکن حکومت پنجاب نے ہمیشہ خالصتاً اور عوامی مفادات کے پیش نظر ایمانداری پر مبنی پالیسی بنائی اور اُس پر عملدرآمد کیا۔ زراعت کے شعبہ کی ترقی کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کاشتکاروں/الاٹیوں میں سرکاری اراضی کا رقبہ جس کی 2003 میں حکومت کی طرف سے extension بند کر دی گئی تھی لیکن موجودہ حکومت نے 11-2010 میں ان الاٹیوں کی زمین کو 2012 تک کے لئے extend کر دیا جس سے پورے صوبہ کے چوبیس ہزار کاشتکاروں کو فائدہ ہوا۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ وٹو صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا wind up کریں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب چیئرمین! زراعت کے شعبہ میں نئے Drip Irrigation System کو متعارف کرایا جا رہا ہے جس سے یقیناً نہروں کے پانی سے زراعت میں بہتری ہو گی اور اس کے لئے حکومت نے آئندہ پانچ سال کے لئے 35۔ارب روپے مختص کئے ہیں جن میں 3۔ارب 47 کروڑ روپے اسی سال زراعت اور نہروں کی بہتری کے لئے خرچ کئے جائیں گے۔ اب وزیر خزانہ صاحب موجود نہیں ہیں لیکن میں اُن کی عدم موجودگی میں یہ کہوں گا کہ اگرچہ موجودہ حکومت نے بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے اسّی ہزار لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے منصوبہ بنایا ہے لیکن ایک چیز جو مسلسل نظر انداز کی جا رہی ہے اس حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ اگر متعلقہ محکمہ کے لوگ موجود ہیں تو وہ اس کو ضرور note فرمائیں کہ جب بے روزگاری کا خاتمہ کرنا ہے اور روزگار فراہم کرنا ہے تو پھر اُن لوگوں کو بھی روزگار فراہم کیا جانا ضروری ہے جن کے لئے درجہ چہارم کی ملازمتیں ضروری ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دیہات سے منسلک ہیں، یہ وہ ملازمتیں ہیں جو اَن پڑھ لوگوں کے لئے انتہائی ضروری ہیں اور یہ اُس طبقہ کے لئے ضروری ہیں جو غربت کی آخری حد تک پہنچے ہیں ہوئے۔ ویسے بھی درجہ چہارم کی ملازمتیں سب سے غریب ترین طبقہ کے لئے فراہم کرنی چاہئیں جس کے لئے میں متعلقہ محکمہ جات کو تجویز دیتا ہوں کہ وہ note بھی فرما لیں اور اس پر توجہ بھی دیا کریں کہ نہروں کے کناروں اور سڑکوں کی حفاظت کے لئے بیلداروں کی بھرتی انتہائی ضروری ہے لہذا اس اہم مسئلہ کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ بے شک آپ لاکھوں کی

تعداد میں بھرتی کر لیں لیکن بیلداروں کی بھرتی کرنے سے ایک تو سب سے غریب طبقہ کو روزگار فراہم ہوگا دوسرا سڑکوں کا infrastructure محفوظ ہوگا اور تیسرا اُن کی rehabilitation اور repair کے اخراجات میں بچت آئے گی۔ اسی طرح نہروں کے پشتوں کی مرمت کرنے پر جو اخراجات آتے ہیں اُس میں بچت ہوگی۔

جناب چیئرمین: وٹو صاحب! اب ختم کریں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب چیئرمین! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کیونکہ یہ بڑی ضروری بات ہے۔ جب نہروں اور سڑکوں کے کناروں پر درخت لگائے جائیں گے تو ماحول میں بہتری آئے گی۔ جو درخت ایک بیلدار لگائے گا تو دس سال کے بعد آپ اُس درخت کی قیمت کا اندازہ کریں تو اُس میں بیلدار کی تنخواہ بھی پوری ہو جاتی ہے لیکن نہ جانے اس کی طرف کیوں توجہ نہیں دی جا رہی؟ میں متعلقہ حکام اور وزیر خزانہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ اس پر ضرور توجہ دیں بلکہ وہ اپنی wind up speech میں اس پر اپنا کوئی نہ کوئی ردعمل دیں کہ انہوں نے اس پر کیا working کی ہے؟

جناب چیئرمین! میں خاص طور پر وزیر خزانہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ میرے حلقہ کی سڑکیں انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں ہیں۔ وہ سڑکیں چاہے ضلعی حکومت یا صوبائی حکومت کے under ہوں اُن کی مرمت درکار ہے کیونکہ وہ ناقابل استعمال ہو چکی ہیں اور اُن کا مزید نقصان ہو رہا ہے اس لئے اُن کی rehabilitation کے لئے خصوصی طور پر فنڈز مختص کئے جائیں۔ میں آخر میں محکمہ صحت سے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں سوشل ویلفیئر ہیلتھ سنٹر قائم ہیں جو ہر جگہ پر ہیں لیکن صرف دو تحصیل ہیڈکوارٹر ایسے ہیں جہاں پر سوشل ویلفیئر ہیلتھ سنٹر موجود نہیں ہے اُن میں ایک تحصیل ہیڈکوارٹر دیپالپور اور دوسرا تحصیل ہیڈکوارٹر حویلی لکھا ہے۔ ان دونوں تحصیل ہیڈکوارٹرز کے لئے میں چاہوں گا کہ متعلقہ محکمہ اور وزیر خزانہ صاحب notice لیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: وٹو صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 2012-13 کے بجٹ پر اظہارِ خیال کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں عوامی فلاحی، ترقیاتی اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور حکومت پنجاب کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتی ہوں کیونکہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں یہ مسلسل پانچواں بجٹ ہے جو اُن کی شبانہ روز محنت، لگن اور عوام سے سچی

اور حقیقی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بجٹ پر اظہارِ خیال سے پہلے میں لیپ ٹاپ سکیم پر تنقید کرنے والوں کو یہ خوشخبری دینا چاہتی ہوں کہ پنجاب کی تقلید کرتے ہوئے صوبہ خیبر پختونخواہ نے اپنے طلباء و طالبات کو لیپ ٹاپ دینے کے لئے بجٹ میں رقم مختص کی ہے۔ میری تنقید کرنے والوں سے یہ درخواست ہے کہ تنقید کرنے سے پہلے اس سکیم کی افادیت کو سمجھنا چاہئے۔ اس سکیم کے تحت ہمارے نوجوان ہونہار طلباء و طالبات جدید علوم میں اپنی دسترس بڑھائیں گے کیونکہ موجودہ دَور information technology کا ہے اس لئے اچھے فلاحی پروگراموں پر تنقید کر کے اپنی سیاست نہیں چمکانی چاہئے کیونکہ سیاست چمکانے کے لئے اور بہت سے issues ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف پر تنقید کرنے والوں کے لئے میں پنجاب کے دورے پر آئے ہوئے سندھی صحافیوں کے تاثرات اُن تک پہنچانا چاہتی ہوں جو انہوں نے ادا کئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف جیسا وزیر اعلیٰ اگر صوبہ سندھ کو میسر آ جائے تو سندھ کے عوام کی قسمت بدل جائے گی۔ اسی طرح انہوں نے وزیر اعلیٰ کے ترقیاتی کاموں، لیپ ٹاپ، آشیانہ سکیم، جناح آبادی سکیم اور دانش سکول کی تعریف کی ہے۔ تنقید کرنے والوں کے لئے دوسرے صوبے کے صحافیوں کے خیالات اُن کی بلا جواز تنقید کا جواب ہیں۔ حکومت پنجاب نے مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کے vision کے مطابق پڑھے لکھے نوجوانوں اور ہنر مند افراد کو روزگار کی فراہمی کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے ہیں جو قابل رشک بات ہے اور اس سکیم کے تحت لاکھوں نوجوان اپنے گھریلو معاشی حالات کو بہتر بنا سکیں گے۔ اس کے علاوہ ییلو کیب سکیم میں بھی بے روزگار نوجوانوں کو روزگار کے قابل بنا دیا ہے۔ حکومت پنجاب نے یوتھ سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد کر کے یونین کونسل سے لے کر صوبائی سطح تک نوجوانوں کو سپورٹس کے مواقع فراہم کئے جس سے نوجوان کھلاڑیوں کی بھرپور حوصلہ افزائی بھی ہوئی اور اُن کو کھیلوں کے ساتھ ساتھ صحت مندانہ سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا بھی موقع ملا۔ میں خادمِ اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے اس اقدام کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ حکومت پنجاب نے پہلی بار خواتین کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے بجٹ میں 14۔ارب روپے مختص کئے ہیں جو قابل تعریف بات ہے کہ حکومت پنجاب نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں خواتین کی شمولیت کو اہمیت دی۔ سرکاری ملازمتوں میں خواتین کے لئے کوٹا بڑھانا، خواتین یونیورسٹی کی نئی عمارات، پہلی دفعہ خواتین کے حقوق وراثت کے لئے قانون سازی، خواتین کے لئے وومن ڈویلپمنٹ فنڈ کا قیام، خواتین کالجز میں بسوں کی فراہمی، تحصیل کی

سطح پر ورکرز وومن ہاسٹل کے علاوہ ماں اور بچے کی صحت کے لئے ساڑھے چار کروڑ روپے کی رقم بجٹ میں مختص کی ہے۔اس کے علاوہ ملازمت پیشہ خواتین کے لئے دس کروڑ روپے کی لاگت سے "ڈے کیئر سنٹر" کے قیام کا اقدام بھی احسن فیصلہ ہے۔

جناب چیئرمین! پہلی بار میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت میں خواتین کی اہمیت اور حقیقت کو تسلیم کیا گیا جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے خواتین کے لئے پہلی دفعہ علیحدہ وومن سیکرٹری کا تقرر کیا ہے۔ میرا تعلق ضلع قصور بابا بلھے شاہ کی نگری سے ہے۔ مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی خصوصی ہدایات پر قصور شہر کو حقیقی معنوں میں ملکہ ترنم نور جہاں کے اس گانے کی تصویر نظر آ رہا ہے کہ "میرا سوہنا شہر قصور نی" اگر آج ملکہ ترنم زندہ ہوتیں تو یقیناً30 سال پہلے گائے ہوئے اس گیت کی تصویر کشی دیکھ کر خوش ہوتیں کہ واقعی مسلم لیگ(ن) نے ضلع قصور کو حقیقی معنوں میں سوہنا شہر بنا دیا ہے۔

جناب چیئرمین! ضلع قصور کی آبادی 33لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ ضلع قصور کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کو اگر upgrade کر دیا جائے تو علاج کے لئے لوگوں کو لاہور نہیں آنا پڑے گا۔اگر قصور کو big city کا درجہ دے دیا جائے تو لاہور سے ڈاکٹر قصور آنے کو ترجیح دیں گے۔2012-13 کا بجٹ حقیقی معنوں میں عوامی فلاح و بہبود کا بجٹ ہے جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور پنجاب حکومت کو دلی مبارک پیش کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے علی بابا اور چالیس چوروں کے محاسبہ تک جنگ جاری رکھنے کا جو اعلان کیا ہے ہم ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ میں ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتی ہوں کہ:

جب تک چند لٹیرے میرے وطن کو ہیں گھیرے
ہماری جنگ جاری رہے گی ہماری جنگ جاری رہے گی

جناب چیئرمین: محترمہ راحت اجمل صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو پنجاب کا ٹیکس فری اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں پنجاب حکومت کو کامیابی سے اپنا پانچواں بجٹ پیش کرنے پر بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ہم نے بڑی کامیابی سے چار سال مکمل کئے اور پانچواں بجٹ دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین

پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے صحت کے شعبہ کو اوّلین ترجیحات میں شامل کیا اور صحت کا ترقیاتی بجٹ 16۔ارب50کروڑ روپے رکھا۔ رواں مالی سال میں پنجاب حکومت اور ضلعی حکومتوں نے 72۔ارب روپے خرچ کئے جبکہ آئندہ مالی سال کے دوران صحت کے لئے مجموعی طور پر تقریباً84۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ بہت خوش آئند بات ہے۔ میں تھوڑی سی تفصیلات بتانا چاہوں گی کہ مفت ڈائیلسز کے لئے 30کروڑ روپے اور دیہی علاقوں میں ایمبولینس سروس کے لئے 30کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔اس کے علاوہ راولپنڈی میں انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی 2۔ارب 90کروڑ روپے کی لاگت سے رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔ آئندہ مالی سال میں فیصل آباد اور ملتان میں برن یونٹ کا قیام بھی عمل میں آ جائے گا جو کہ صحت کے شعبے میں میاں صاحب کی ترجیحات کی وجہ سے ہی ممکن ہے کہ فیصل آباد اور ملتان میں برن یونٹ کے قیام کی وجہ سے پنجاب کے عوام کو سہولت ملے گی۔

جناب چیئر مین! تعلیم کے شعبہ میں آئندہ مالی سال میں195۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس سے سکولوں اور کالجوں میں لیبارٹیز کے قیام پر 20کروڑ روپے، missing facilities کے لئے 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔اسی طرح ٹیکنیکل یونیورسٹی سیالکوٹ کے قیام کی منصوبہ بندی پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ضلع سیالکوٹ کی بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھا۔ نوجوان طلباء و طالبات کے لئے رواں مالی سال میں لیپ ٹاپ کی فراہمی کے لئے 4۔ارب روپے کا فنڈ مختص کیا گیا ہے جس سے ایک لاکھ 25ہزار مزید لیپ ٹاپ نوجوان طلباء و طالبات کو فراہم کئے جائیں گے جو کہ تعلیم کے میدان میں ایک بہت بڑا انقلاب ہے جس سے طلباء و طالبات مستفید ہو سکیں گے۔

جناب چیئر مین! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے غریبوں کے بچوں کے لئے دانش سکول قائم کئے اور10۔ارب روپے کی خطیر رقم سے ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ قائم کیا جس سے 1800 طلباء و طالبات دوسرے صوبوں سے بھی مستفید ہو رہے ہیں ان میں سے 1200 طلباء صرف صوبہ بلوچستان سے ہیں۔اسی طرح پنجاب حکومت نے ہنر مند افراد کو 50ہزار روپے تک بلا سود قرضے کی فراہمی کے لئے 3۔ارب روپے رکھے ہیں اور پڑھے لکھے بے روزگار نوجوانوں کے لئے 20ہزار ییلو کیب مہیا کی جائیں گی۔

جناب چیئر مین! زراعت کے شعبہ سے منسلک نوجوانوں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم اور برائے ایگریکلچرل یوتھ کا اجرا کیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ زراعت

کے شعبہ میں بہت بڑا انقلابی قدم ہے۔ فارغ التحصیل نوجوان نسل کو روزگار کی تلاش و تجربہ کا فقدان سب سے بڑی رکاوٹ بنتا ہے اور حکومت پنجاب نے آئندہ مالی سال میں ایک جامع انٹرن شپ پروگرام کی تجویز دی ہے جس کے لئے تقریباً50ہزار گریجویٹس کو انٹرن شپ حکومت کے اداروں میں مہیا کی جائے گی اور انہیں10ہزار روپے مشاہرہ دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: محترمہ!notes دیکھیں ضرور مگر پڑھ نہیں سکتیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب چیئرمین! پوائنٹس میں جو figures ہیں میں انہیں correct quote کرنے کے لئے دیکھ رہی ہوں۔ میں energy crisis کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ صوبہ پنجاب میں energy crisis کی وجہ سے تمام صنعتیں مفلوج ہو کر رہ گئی ہیں۔ اس حوالے سے پنجاب میں Council of Common Interests نے مئی2011 میں جو بجلی پیدا کرنے کے اختیارات صوبوں کو تفویض کئے ، ان کی روح سے وفاقی اداروں نے اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ پنجاب مخالف روّیہ اپنایا ہوا ہے، اسے ایک طرف رکھتے ہوئے پنجاب کی ایک بہت بڑی کامیابی یہ ہے کہ اتنی مزاحمت اور مخالفت کے باوجود توانائی پیدا کرنے کے لئے پنجاب حکومت عملی طور پر میدان میں اتر چکی ہے اور ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے اشتراک سے بجلی کی پیداوار کے لئے پاور پلانٹس کی تنصیب کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں 29۔ارب روپے کی لاگت سے دس منصوبوں پر کام کیا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان منصوبوں کی کامیابی سے 80 میگا واٹ تک بجلی پیدا ہو گی۔ کم از کم پنجاب کے اندھیرے دور ہوں گے اور پنجاب روشن ہو گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترمہ شمیلہ اسلم!

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں حسب روایت سب سے پہلے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کو پنجاب حکومت کا پانچواں 782۔ارب روپے کا متوازن، عوام دوست، ٹیکس فری اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ کی تیاری میں حقیقت پسندی سے کام لیا گیا ہے اور ایسے اہداف مقرر کئے گئے ہیں جنہیں حاصل کیا جا سکتا ہے اس لئے ہم بآسانی یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بجٹ اعداد و شمار کا ہیر پھیر نہیں ہے بلکہ یہ حکومتی معاملات چلانے کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس بجٹ میں صوبہ سے بے روزگاری ختم کرنے کے لئے 80 ہزار ملازمتیں فراہم کی جا رہی ہیں جو کہ موجودہ حکومت کا ایک اہم قدم ہے۔ جس سے نہ صرف غربت میں کمی ہو گی بلکہ لوگوں کا معیار زندگی کسی حد

تک بلند ہو گا۔ پنجاب حکومت کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں بیس فیصد اضافہ کیا گیا ہے اگرچہ یہ مہنگائی ختم کرنے کا حل نہیں مگر ایک کوشش ہے۔ مہنگائی اُس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک مرکزی حکومت بجلی، گیس، پٹرول کی قیمتوں میں خاطر خواہ کمی نہیں لائے گی اور پنجاب کے ساتھ جو سوتیلا سلوک کیا جا رہا ہے اس سے باز نہیں آئے گی۔ بجلی کی عدم فراہمی اور بڑھتی ہوئی قیمتیں عوام کے لئے مشکلات پیدا کر رہی ہیں اس کے لئے 10۔ارب روپے انرجی سیکٹر کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت پر ایک ارب روپے کی لاگت سے شہری اور دیہاتی علاقوں میں سولر پینل لگانے کا منصوبہ ہے جو قابل ستائش ہے۔ معیاری اور جدید تعلیم اور صحت کی بنیادی سہولیات فراہم کرنا ہماری حکومت کی اوّلین ترجیح ہے۔ تعلیم کے لئے 195۔ارب روپے، صحت کے لئے 84۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ طالبات کے سکول اپ گریڈ کرنے کے لئے 52 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ میں یہیں پر ایک بات کہنا چاہوں گی کہ تحصیل وہاڑی کی یونین کونسل 22 میں داد کمیرہ ایک جگہ ہے جو تقریباً 30 دیہاتوں پر مشتمل ہے وہاں پر بچیوں کا صرف ایک پرائمری سکول ہے۔ اس کو upgrade کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں پر پانچ جماعتیں پڑھنے کے بعد بچیوں کو گھروں میں بٹھا لیا جاتا ہے اور بچیاں تعلیم کی نعمت سے محروم رہ جاتی ہیں۔ اسی طرح وہاں پر کوئی بھی BHU نہیں ہے جبکہ ہر یونین کونسل میں ایک BHU ہونا ضروری ہے۔ یہاں پر یا تو BHU بنایا جائے یا موبائل ہیلتھ یونٹ قائم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاڑی DHQ 125 بیڈ پر مشتمل ہے اور اس کو 300 بیڈ پر مشتمل ہسپتال بنانے کے لئے کہا گیا تھا، اس کی سمری بھی منظور ہو چکی ہے مگر ابھی تک اس پر کام شروع نہیں ہوا۔ میں امید کرتی ہوں کہ اس بجٹ میں اس مد میں نہ صرف رقم مختص کی جائے گی بلکہ اس سال یہ کام بھی مکمل ہو جائے گا جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی وہاڑی آمد کے موقع پر اس کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بات اور کہوں گی کہ وہاڑی کے عوام کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اپنی گرانٹ سے تقریباً 70 لاکھ روپے کی مد میں One way metaled road from Syed form to Government Girls College via DHQ Vehari ایک سڑک شروع کی تھی جس کی کل لاگت تقریباً 3 کروڑ 46 لاکھ روپے کے لگ بھگ ہے۔ یہ انتہائی حساس علاقہ ہے جہاں آئے دن ایکسیڈنٹ ہوتے رہتے ہیں اور کوئی نہ کوئی طالبہ زخمی ہوتی رہتی ہے۔ اگر یہاں یہ روڈ نہ بنائی گئی تو کالج تک لڑکیوں کا پہنچنا اور DHQ تک مریضوں کا پہنچنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا لہذا اسی اہمیت کی حامل سڑک کا مکمل ہونا اشد ضروری ہے جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اس کے مکمل کرانے کا وعدہ کر چکے ہیں اور اس کا directive بھی

جاری کیا جا چکا ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ اس بجٹ میں بقایا رقم اس سڑک کے لئے ضرور مختص کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے 14۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے یہ حکومت کا بہت اچھا قدم ہے۔ اس میں سرکاری ملازمتوں میں پندرہ فیصد کوٹا دیا جا رہا ہے جس پر تنقید بھی ہوئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب تک ہمارے معاشرے کی سوچ نہیں بدلتی خواتین کو اسی طرح کوٹا دیا جانا چاہئے تاکہ وہ قومی دھارے میں شامل ہو سکیں۔ وراثت کے حقوق کو تحفظ دیا جا رہا ہے۔ 50 کروڑ روپے سے وومن ڈویلپمنٹ فنڈ قائم کیا جا رہا ہے۔ لڑکیوں کے کالج میں بسیں فراہم کی جا رہی ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ گورنمنٹ خواتین کو قومی دھارے میں شامل کرنا چاہتی ہے۔ میں یہاں پر ایک بات اور کہوں گی کہ انڈسٹریل ہوم صنعت زار وہاڑی کی اپنی کوئی بلڈنگ نہیں ہے۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس کافی بلڈنگ موجود ہے۔ برائے مہربانی اس بجٹ میں اس عمارت کے لئے رقم مختص کی جائے، یہ عمارت جو ورکنگ وومن ہاسٹل میں کام کر رہی ہے جو اس مقصد کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس کو خالی کیا جائے تاکہ وومن ورکنگ ہاسٹل بھی active ہو سکے اور صنعت زار کو اس کی بلڈنگ بھی مل سکے تاکہ لڑکیوں کو آسانی سے ہنر مند بنایا جا سکے جبکہ اس کا directive بھی issue ہو چکا ہے صرف عملدرآمد باقی ہے۔ اس کے علاوہ نوجوانوں کو بلا سود پچاس ہزار روپے تک قرضے دیئے جا رہے ہیں، بیس ہزار ییلو کیب کی فراہمی، زراعت کے شعبے سے منسلک نوجوانوں کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء، لیپ ٹاپ کی فراہمی، میرٹ پر اساتذہ کی بھرتی، عوام کو پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی، مزدوروں کی ماہانہ اجرت میں اضافہ اور ان کی کالونیاں شامل ہیں۔ رمضان بازار اور کرسمس بازار جہاں پر ارزاں نرخوں پر اشیاء فراہم کی جائیں گی یہ یقیناً موجودہ حکومت کا ایک کارنامہ ہے۔ یہاں پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بھی شکریہ ادا کروں گی جنہوں نے وہاڑی میں دانش سکول اور انڈسٹریل سٹیٹ کے قیام کی بھی منظوری دی ہے۔ اخوت کے ذریعے جو خواتین کو بلا سود قرضے فراہم کئے جا رہے ہیں ان میں ضلع وہاڑی سمیت تمام چھوٹے اضلاع کو شامل کیا جائے تاکہ یہاں کے غریب لوگ بھی مستفید ہو سکیں۔ جنوبی پنجاب میں 80۔ارب روپے کے ترقیاتی منصوبوں کی فراہمی موجودہ حکومت کا اہم کارنامہ ہے تاکہ جب تک جنوبی پنجاب صوبہ نہیں بنتا اس وقت تک یہاں پر ترقیاتی کاموں کو جاری رکھا جائے۔ یہاں میری بھی ایک تجویز ہے کہ جب تک جنوبی پنجاب صوبہ نہیں بنتا ضلع ملتان میں sub سیکرٹریٹ قائم کیا جائے جہاں سپیشل سیکرٹریز اپنے فرائض انجام دیں اور جنوبی پنجاب کے لوگ سفر کی تکالیف سے بچتے ہوئے اپنے کام بآسانی کروا سکیں۔ میں ایک چیز اور کہوں

گی کہ نوجوانوں میں صحت مند سرگرمیوں کے فروغ کے لئے یوتھ سپورٹس فیسٹیول کاانعقاد کیا گیا ہے تاکہ نوجوانوں میں صحت منداور مثبت سرگرمیوں میں حصہ لینے کارجحان پیدا ہو۔ ضلع وہاڑی جو ہاکی کے کھیل میں ایک خصوصی مقام رکھتا ہے اور کئی نامور کھلاڑی پیدا کئے ہیں جس میں سابق اولمپیئن سلیم شیروانی، کاشف اور وسیم رندھاوا صاحب ہیں۔ میں چاہوں گی کہ یہاں پر ہمارے پاس ایک بہت اچھا خورشید انور سٹیڈیم ہے جو اٹھارہ ایکڑ سے زائد زمین پر مشتمل ہے۔یہاں ٹربائین بھی لگی ہوئی ہیں۔ ہمیں یہاں آسٹروٹرف کی سخت ضرورت ہے۔اگر یہ لگ جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ بچوں کو بہت سی سہولیات مل سکتی ہیں، وہ بہترین کھیل کا مظاہرہ کرسکتے ہیں، ملک اور ملک سے باہر پاکستان کا نام روشن کرسکتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان قدرتی نعمتوں سے مالامال ہے، وسائل کی کمی نہیں صرف نیتوں کا فتور ہے۔ایک مفکر نے کہا تھا کہ "erasers ان لوگوں کے لئے نہیں ہوتے جو غلطیاں کرتے ہیں بلکہ ان کے لئے ہوتے ہیں جو اپنی غلطیاں درست کرنا چاہتے ہیں"اگر حکمران اپنی غلطیاں درست کرلیں تو ملک ترقی کے راستے پر گامزن ہوسکتا ہے ورنہ آئندہ نسلیں کبھی ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ میں آخر میں ایک شعر اپنی عوام اور اپنے حکمرانوں کے لئے کہنا چاہوں گی کہ:

قائد کے اصولوں کی گر شمع جلاتے
یقیں مانو اندھیرے نہ کبھی راہ میں آتے
خود بھی نہ بھٹکتے کسی راہ سے ہم
بھٹکی ہوئی اقوام کو راہ دکھاتے
آؤ کریں تسلیم ہوئیں ہم سے خطائیں
خطائیں جو نہ کرتے تو سزائیں بھی نہ پاتے
بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 14۔جون 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔